بھی کسی کتاب یا رسالہ مین کمتر نظر آیا ہے مصنفین رد اعتراضات ہنود
سے نے طریق استدلال عقلی محض کی طرف بسبب عدم ضرورت کے شاید
کہین اتفاقی ہی تعرض و اعتنا فرمایا ہے اور کوئی خاص کتاب تو اس باب
مین متضمن ایسے ادلہ قویہ اور براہین قطعیہ کے کبھی کسی وقت مین
تصنیف ہی نہین ہوئی اور شاید تصنیف ہوئی ہو لیکن کوئی ایسی
تصنیف شائع تو ہرگز ہونے نہین پائی بلکہ کسی کے دیکھنے اور سننے مین
بھی شاید کبھی نہین آئی پس یہ کتاب لاجواب اس باب خاص مین
اگر حقیقت پوچھیے تو بالکل عجیب و جدید ہے مثل اور مولفات زمان
حال کے کچھ تالیف نہین بلکہ تصنیف ہے اور تصنیف بھی نہایت یکتا و
وحید ہے اگرچہ غذاے گوشت تو سوا اہل اسلام کے اور اکثر فرق اور
اقوام بھی برابر کھاتے ہین کیا یہود کیا نصاری جملہ اہل کتاب اس
غذای بے مثل و نایاب کو بلاخوف و مبالات جان حیوان ہر شب و روز
نوش جان فرماتے ہین لیکن اگر دلیل و توجیہ تجویز و استحسان قتل نفس
حیوان کی پوچھیے تو لاکھ مین ایک بھی اوس سے واقفیت نہین رکھتا
معترضین ذبح کے جواب مین سوا اس بات کے کہ ہمارے مذہب مین
ذبح کر کے کھانا ان حیوانات کا جائز ہے اور کچھ دلیل اسکے جواز و استحسان
کی ایک آدھی بھی کوئی شخص بیان نہین کرسکتا پس جس قدر ارباب
مذاہب مجوزین ذبح کہ گوشت ہاے انواع حیوانات باتباع رسم مذہبی
و اقتضاے خواہش نفسانی رات دن چکھتے تھے لیکن وجوہ و

دلائل عقلیہ جواز و استحسان ذبح حیوان سے کچھ اصلا خبر ہی نہین رکھتے
تھے اون سب حضرات کو مژدہ ہو کہ جو عجز و سکوت معترضین ذبح کے
جواب مین اونکو ہوتا تھا اب اس کتاب لاجواب کے سبب سے
وہ عجز و سکوت بالکل دفع ہو گیا اور جو تخطیہ اور الزام منکرین کی طرف سے
عقل و حواس اکثر ناواقفون کے کھوتا تھا اس رسالۂ نایاب کے باعث
سے وہ تخطیہ اور الزام سرتاسر رفع ہو گیا اگرچہ حضرت مصنف نے خاص
اہل اسلام ہی کی طرف سے یہ جواب باصواب معترضین کو دیا ہے لیکن
اگر بغور ملاحظہ کیجیے تو تمامی ارباب مذاہب مختلفہ مجوزین ذبح کو جو کہ اصلا
واقفیت دلائل جواز و استحسان قتل نفس حیوان سے نہین رکھتے تھے
اس صلاے ہدایت عام اور فیض تام سے ممنون احسان بے پایان
اپنے کا کیا ہے الحق مزید تائید اس تصنیف لطیف کی جملہ اہل مذاہب مجوزین
ذبح کے واسطے عام ہے فی الواقع کل اہل مذاہب مجوزین ذبح کے غلبہ و نصرت
کے لیے یہ رسالہ ایک برہان قوی اور حجت تام ہے پس چاہیے کہ
سوا اہل اسلام کے باقی تمام حضرات مجوزین ذبح بھی قطع نظر تعصب مذہبی
سے فرما کر استفادہ دلائل قویہ اور براہین قطعیہ اس کتاب لاجواب کا
اپنے ہم والاہم پر واجب و لازم جانین اور گو تعصب مذہبی اس
استفادہ سے اونکو کتنا ہی مانع بھی ہو لیکن ایسے امر اہم اور فائدہ اتم
مین منع تعصب کو ہرگز ہرگز نہ مانین اور بلا شک و شبہہ جو حضرات فرق
مجوزین ذبح سے مطالعہ اس کتاب لاجواب کا فرماینگے تو اس نسخہ نایاب

کے سبب سے بحث خاص جواز و استحسان و عدم جواز و استحسان
ذبح حیوان مین بہت کچھ فوائد عجیب پاوینگے اور منافع غریب اوٹھاوینگے
استنا وہ اون فوائد عجیب اور منافع غریب کا مستفیدان با تقبل و نظر
کو غایت درجہ ممنون و شکر گذار مصنف والا تبار رہنا کے گا سوا احسنت
و جزاک اللہ کہنے خدا چاہیے اور کچھ زبان انصاف بیان حضرات ممدوح پر
نہ آئیگا خلاصہ کلام یہ کہ اس گوہر یکتا اور در بے بہا کی قدر شناسی مین فائدہ
نفس ذات قدر شناس ہی سرتاسر متصور سمجھنا چاہیے ورنہ
خود تو یہ گوہر یکتا اور در بے بہا احتیاج کسیکی قدر دانی
کی کبھی نہین رکھتا بقول سعدی

حاجت مشاطہ نیست روی دلآرام را

والسلام علے
من اتبع الہدی

ما شاء الله لا قوة الا بالله

بفضل خداوند انام نسخۂ مفید خاص و عام در جواز ذبح حیوانات بدلائل عقلیہ واضح یعنی

البرهان الجلي في تحقيق الذبائح

از افادات علامۂ یگانۂ زمانہ کشاف دقائق فنون عقلیہ

باہتمام حاجی غفران محمد عبد الرحمن حاجی محمد روشن خان مغفور و تربیت یافتۂ حضرت برادر معظم محمد مصطفی خان مسرور

در مطبع نظامی واقع کانپور ۱۲۹۲ھ مطبوع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صد ہزار شکر اوس خدای بیہمتا کی جناب مستطاب مین سزاوار ہین جسنے انسان
ضعیف البنیان کو اپنے کارخانہ قدرت سے شرف وجود جملہ مخلوقات جہان
پر عنایت کیا اور باقتضای اعطای منصب خلافت عظمی سائر موجودات جہان
پر قبضہ و اختیار حکم و تصرف کامل کا اوسکو دیا اور اوسی عاجز بے سروسامان
کے منافع و مصالح ذاتی کے واسطے تمام جمادات و نباتات و حیوانات کو
خلق فرمایا اوسی کمزور ضعیف البنیان کو تمام جہان پر قابض و حکمران
کر دکھایا سبحان اللہ کیسا قادر مطلق او حاکم برحق کہ جسکی قدرت حکم اور
حکم قدرت سے ایک حیوان دوسرے حیوان کے واسطے غذا سے خلقی
مقدر ہوا ایک ذی روح فانی موجل کا رزق دوسرے ذی روح فانی معجل سے
اوسکے کارخانہ قدرت مین مقرر ہوا انسان اگرچہ سراپا عقل و ادراک ہی
لیکن بعد مرنے کے اوسکا جسم بھی زمین کے کیڑون یا دریا کے جانورون

کی گویا ایک مقرری خوراک ہی واہ کیا قدرت سکے نیرنگ ہین آور کیسے کیسے
اوس رزاق بے منت کے رزق رسانی سکے طرحطرح ہین جسم لطیف
اشرف مخلوقات کو تو سطر کرپیوند خاک یا دود ہاے زمین کی خوراک قرار پانا
اوسکے حکم محکم سے عین اقتضای شرف وکمال ہی اور اجسام بعض حیوانات
کو بعد تزکیہ ذبح لقمہ طیب حضرت اشرف المخلوقات بنجانا اوسکی حکمت کے
آکل و ماکول دونون کے حق مین کمال تقاضای مرحمت وافضال ہی پاک
جانورون کو حرکت آنی ذبح کے سبب سے شدت تکلیف مرض الموت سے بچا
کیا اوسکا لطف عام ہی انسان پاک سرشت کو باوجود آسان ہونے موت
ذبح کے شدت موت مرض کے ساتھ مخصوص بابتلا فرمانا کمال اوسکا اقتضاے
تشریف واکرام ہی آور ورود کامل نازل ہوا اوپر اوس نبی امی کے جسنے
شرف ذبح کے اظہار کے واسطے اپنے تئین ازروی کمال افتخار مخاطب
بخطاب مستطاب ابن الذبیحین فی سبیل اللہ فرمایا اور امر ذبح کو باتباع
اپنے جد جلیل سیدنا ابراہیم خلیل کے واسطے منافع عام اہل اسلام کے
جائز اور مرخص ٹھہرایا اور بہی اوپر آل اطہار اور اصحاب کبار اوس نبی عز
کے جو کہ قربان اور فدا ہونے والے تھے راہ خدا مین نفوس و اموال اپنے سے
اما بعد افقر بارگاہ صمد فقیر حقیر سید قمر الدین احمد ابن مبرور مغفور
مولوی سید مجد الدین احمد الکنوی مولدا والسید نپوری موطنا خدمات عالیہ جناب
صاحبان عقل وذکا مین بصد انکسار عرضہ گزار ہی کہ اصل باعث تحریر اس
رسالہ عجالہ مسمی بہ برہان لائح فی تحقیق امر الذبائح کا خاکسار

فدوی بمقدار کو یہ ہوا کہ اتفاقاً ایک روز ایک کرمفرما نے فقیر خانہ عجز کاشانہ پر
رونق افروز ہو کر یون ارشاد فرمایا کہ ہمارے ایک آشنای عزیز بابو صاحب
جو کہ مذہب برہما سماج رکھتے ہین اور اکثر فنون و کمالات مین اونکو تبحّر
کامل حاصل ہی کئی روز ہوئے کہ حسب عادت ہم اونکی ملاقات کیواسطے گئے تھے
ناگہان ہمارے اور اونکے درمیان مین کچھ تذکرہ مذاہب و ادیان مختلفہ
کا آگیا ہر چند وہ سوا مذہب برہما سماج کے اور کسی مذہب کے قائل نہین
ہین لیکن عند المکالمہ اوس روز ایسا معلوم ہوا کہ جمیع مذاہب دیگر سے مذہب
اہل اسلام کو وہ نہایت پسند کرتے ہین یہان تک کہ بعض بعض مسائل و
احکام مین تو نہایت دم توصیف مذہب اہل اسلام ہی کا بھرتے ہین اور
قرائن حالی و مقالی سے تو ایسا خیال مین آتا ہی بلکہ یقینی پایا جاتا ہی کہ اگر
بعض مسائل دین متین جو کہ فہم خاص اونکی سے دور و مستور ہین اس دین
متین مین داخل نہوتے یا آنکہ کوئی شخص سمجھانے والا اس قسم مسائل کا
اونکو ملجاتا اور غنچہ اونکے دل تحیر منزل کا اہتزاز نسیم تفہیم سے کھلجاتا تو غالب ظن
بلکہ یقیناً وہ مذہب اسلام کو فی الفور قبول ہی کر لیتے اور مینے اونسے وعدہ
کیا ہی کہ مین کسی ایسے مسلمان ذی علم و لیاقت سے آپکی ملاقات کرا دون کہ
کہ جسکے سبب سے گفتگو آپکی دقت و اشکال کی فہم مسائل دین اسلام مین بخوبی تمام
کھلجائیگی اور جو گرد شکوک آپکے دامان خاطر عاطر پر بیٹھی ہی ترشح آب زلال
استدلال سے بوجہ احسن و طرز احسن دھلجائیگی پس بموجب اوس اپنے
وعدے کے مین تمھارے ساتھ بابو صاحب کی ملاقات کرانا چاہتا ہون

جس وقت یہ سب تقریر اپنے کرمفرما کی مینے سنی تو اول مینے اون سے یہ پوچھا کہ فرمائیے کونسے ایسے مسائل واحکام دین اسلام ہین جن مین آپکے دوست بابو صاحب کو شک وتردد واقع ہی اس میرے استفسار کے جواب مین اونھون نے یہ فرمایا کہ حقیقت تو یہ ہی کہ سوا دو امر کے اور کسی امر مین بھی اونکو شک وتردد واقع نہین ہی ایک مسئلہ ثبوت ضرورت نبوت دوم مسئلہ حلت ذبح حیوانات اگر یہ دونون مسئلے اونکو بدلائل عقلیہ سمجھا دیے جائین تو غالبًا وہ اس دین متین کو بلاحجت وتکرار اختیار ہی کرلین پھر کسی حکم مین احکام دین اسلام سے اونکو شک وتردد کسی طرحکا اصلا باقی نرہے یہ بات سنکر مینے اونسے پوچھا کہ آیا بابو صاحب زبان اردو یا فارسی بخوبی سمجھتے ہین یا نہین اونھون نے فرمایا کہ سوا زبان بنگالی یا انگریزی کے تو دوسری کوئی زبان بھی نہین سمجھتے تب اونکی خدمت مین مینے عرض کیا کہ اس صورت مین مین اونکے سمجھانے سے معذور ومجبور ہون کس واسطے کہ نہ اونکو زبان اردو یا فارسی خواہ عربی مین مداخلت ہی نہ مجھکو زبان بنگالی یا انگریزی سے واقفیت یہ جواب واقعی تو مینے اپنے کرمفرما کو اوس وقت دیدیا لیکن بعد اونکے تشریف لیجانے کے مین اپنے دل مین بہت کچھ غور وتفکر اس مقدمے مین تا دیر کرتا رہا اور پس از غور وتفکر بسیار یہ بات دل مین ٹھہرائی کہ دلائل اثبات ضرورت نبوت کے مباحث تو اکثر کتب کلامیہ وغیرہ مین موجود ہین بلکہ بعض رسائل خاص بھی اس باب مین دستیاب ہوسکتے ہین جنکے ملاحظے سے تعلیم وتفہیم ہر مستفسر صاحب عقل سلیم کے

بخوبی تمامتر متصور ہے لیکن مسئلہ رخصت و اباحت ذبح حیوانات اس کے دلائل عقلی کا کوئی رسالہ مشہور البتہ نظر سے نہین گذرا جسکے ذریعہ سے کسی معترض کو جواب باصواب دیا جاوے یا کسی شاک متردد کا تشفی و اطمینان خاطر کیا جاوے اور ہر چندکہ ہدایت تو منکرین کی بدون حکم و ارادہ الٰہی کے کسی سے بھی نہین ہو سکتی لیکن نیت خیر اور قصد ثواب سے جو کام کیا جایا کرتا ہے اجر اوسکا کبھی ضائع نہین ہوتا پس اگر بیان وجوہ و دلائل عقلی اور حل اعتراضات ذبح مین ایک رسالہ مختصر لکھا جاوے تو خالی اجر و ثواب سے کسیطرح نہین ہے اور شاید کہ خداوند موفق حقیقی اوس رسالے کے سبب سے بابو صاحب کو راہ ہدایت پر لائے یا آیندہ اور کوئی شخص ہی بعون عنایت خداوندی توفیق ہدایت پائے پس حصول اس اصل ما مول کا بھی افتعال بہیال خداوند مجید سے کچھہ بعید معادم نہین ہوتا ہر گاہ یہ سب بات اس فقیر سراپا تقصیر کی خاطر فاتر مین بخوبی منتقش ہو گئی تو اوسی وقت خاکسار ذرہ بیمقدار نے واسطے تحریر اس رسالہ عجالہ کے دست و قلم کو متوجہ کیا اور توفیق طریق رہنمائی کے خداوند ہادی بحق مفیض مطلق سے چاہتے ہوالموفق بالصواب عندہ علم الکتاب

آغاز کلام بہ تمہید بعض مقدمات ضروری الاعلام

قبل ذکر دلائل جواز نہ استحسان امر ذبح اور ردا اعتراض معترضین کے بیان بعض مقدمات ضروری کا کیا جاتا ہے حضرات مستمعان والاشان کو اول اون مقدمات کا سن لینا چاہیے **مقدمۂ اول** جاننا چاہیے کہ مباشرت بفعل ذبح و اکل لحم نہ شرائط دین اسلام سے ہے نہ داخل اصول و ارکان

دین متین بلکہ خصوصیات خاصۂ دین متین سے بھی نہین ہی یہانتک کہ اگر
کوئی مسلمان تمام عمر بھی مباشر ان دونون افعال کا نہو تو عدم اشتغال
و استعمال افعال مذکور کے سبب سے وہ شخص ملت اسلام سے کسی طرح خارج
نہین ہو سکتا بلکہ یہ عدم اشتغال و استعمال ان دونون افعال کا اوسکے کمال
اتقا اور دینداری مین بھی کسی طرح حارج نہین ہو سکتا پس عدم درک ایسے ایک امر
سے جو کہ حقیقت دین اسلام سے درحقیقت ایک شے علیحدہ ہی اور کچھ خصوصیت
خاصہ بھی دین اسلام کے ساتھ نہین رکھتا نفس حقیقت
دین اسلام کو مقدوح و نامستحسن جاننا کسی طرح اقتضاے عقل و
انصاف نہین ہی تقاضاے عقل و انصاف تو یہ ہی کہ دریافت حقیقت
و استحسان دین اسلام کے واسطے اول اوسکے اصول و ارکان کی طرف
نظر کرین پھر تمام فروع و لوازم و خصوصیات خاصہ کو بچشم عقل و انصاف
دیکھین رہے وہ امور کہ حقیقت دین اسلام سے تو خارج ہین اور شدہ اکا
یا خصوصیات خاصہ دین اسلام مین داخل نہین ایسے امور کے سبب سے
دین اسلام کو مقدوح اور مطروح سمجھنا عقل سے بھی بعید ہی اور انصاف سے
بھی خلاف بلکہ کمال تقاضاے عقل و انصاف تو درحقیقت مقتضی اسبات
کا ہی کہ ہرگاہ تمام اصول دین متین بادلہ قاطعہ و حجج ساطعہ ثابت و متحقق
ہو جائین تو خود اگر فروع و خصوصیات خاصۂ دین متین مین بھی سمجھنا کسی
ایک جزئی خاص کا مشکل و دشوار یا بظاہر خلاف عقل و اعتبار ہو تو ایک
فرع جزئی خاص کے فہم مین نہ آنے سے یا بظاہر خلاف عقل و اعتبار

پائے جانے سے اوس دین محقق ومدلل کو جسکے ادلہ اصول تمام مسلم
ومقبول ہو چکے ہون مقدوح جاننا اور مورد طعن وتشنیع گرداننا ہرگز نہین
چاہیے کیونکہ اصل اعتبار اصول کا ہے نہ فروع کا علاوہ اسکے اگر کسی دین یا
آئین کے تمام احکام مقبول ومعقول ہون اور احیاناً اوس دین وآئین
مین ایک دو حکم ایسے بھی پائے جائین جنکا سمجھ مین آنا دشوار ہو یا
بظاہر خلاف عقل واعتبار ہو تو اون بعض شاذ احکام کے سمجھ مین نہ آنے
سے یا بظاہر خلاف عقل واعتبار پائے جانے سے وہ دین وآئین قطع نظر
از اعتبار ادلہ اصول بھی نامقبول اور غیر معقول تو نزدیک عقلا کے نہین
ہو سکتا خیال کرو کہ اگر کسی عالم یگانہ یا شاعر اوستاد زمانہ نے کوئی کتاب
لاجواب یا دیوان بلاغت عنوان ایسا تصنیف کیا ہو جسکے تمام مضامین
لطافت قرین اور اشعار آبدار نہایت مقبول اور سزاوار پسند ارباب
عقول ہون لیکن احیاناً بعض مضمون اوس کتاب نایاب کے یا دو چار شعر
اوس دیوان لاجواب کے فہم عقل ظاہر سے دور ومستور بھی واقع ہوے
ہون تو کیا دستور عقلا یہ ہے کہ اون بعض مضامین کتاب نایاب اور چند اشعار
دیوان لاجواب کو عدم درک کے سبب سے نامقبول اور غیر معقول گمان
کرین یہ جانے کہ اون بعض مضامین واہیات کے سبب سے تمام کتاب
اور دیوان لاجواب کو نکمی مانین اور مطرود ونا پسند جانین پس اگر مسئلہ ذبح
جملہ احکام مخصوصہ دین اسلام سے بھی فرض کیا جاوے اور وجہ اسکی اہل ظاہر
کے فہم قاصر مین نہ آسکے تو بھی عدم فہم کے سبب سے اس خوبی خاص

کونا مقبول یا لسکے باعث سے اور تمام احکام مسلمۂ دین متین کو نامسلم
اور غیر معقول جاننا کسی طرح سزاوار عقل و اعتبار نہین ہو

مقدمہ دوم قبل بحث دلائل جواز و عدم جواز ذبح کے جاننا
اس بات کا بھی ضرور ہو کہ منکرین جو امر ذبح کو سخت نامناسب اور فعل
مذموم سمجھتے ہین یہ سمجھنا انکا صرف باقتضاے رقت جنسیت اور قیاس
کرنے جانون حملہ حیوانات کے اوپر جان عزیز اپنے کے ہوا کرتا ہی معہذا
سخت نامناسب اور مذموم سمجھنا فعل ذبح کا چار وجہون سے خالی نہین ہو سکتا
وجہ اول مٹانا کسی مصنوع الہی کا **وجہ دوم** جائز رکھنا صدمۂ حرمان
تمتع بقیہ حیات کا کسی جاندار پر **وجہ سوم** تجویز نفس محرومی جاندار تمتع بقیہ
حیات مستعار سے **وجہ چہارم** ایصال تکلیف اشد ذبح کا جاندار غیر خطاوار
پر ہرگاہ یہ چارون وجہین نامناسب ہونے امر ذبح کے بیان کی گئین تو اب
اس بات کا دریافت کرنا ضرور ہو کہ آیا یہ چارون وجوہ نامناسب ہونے
کے قتل نفس انسانی اور نفس حیوانی دونون مین برابر متصور ہین یا کیا پس
اس امر کے دریافت کرنے کے واسطے بیان ان چارون وجوہ کا علحدہ
علحدہ لکھنا چاہیے اما **وجہ اول** پس مخفی نرہے کہ مٹانا کسی مصنوع الہی
کا اس سبب سے تو ناجائز ہی نہین کہ خداوند تبارک و تعالی کو اوسکے مٹانے
سے کچھ ضرر و نقصان نعوذ باللہ منہا پہونچتا ہو یا اوسکے خزانہ مخلوقات مین
کسی ایک چیز یا بہت سی چیزون کے معدوم ہونے سے کمی اور خسارہ کی
صورت پیدا ہوتی ہو یا یہ کہ جس طرح آدمی کسی چیز کی صنعت مین کمال دقت

اور مشقت اوٹھاتے ہین اسی طرح خداوند تعالےٰ کو بھی اوسکے بنانے
مین دقت اور مشقت ہوئی تھی لہذا مٹا دینے اوس مصنوع سے تضیع اوس
وقت اور مشقت کی لازم آتی ہے یا صانع حقیقی کو اوس جاندار کا بار دگر پیدا
کرنا ممکن نہین یا ساتھ امکان کے مشقت طلب ہے ان صورتون مین سے
تو کوئی صورت بھی اس جگہ کسیطرح متصور نہین ہوسکتی ہان اس قدر قباحت
اس مٹانے مین عقلاً البتہ لغو ہر لازم آتی ہے کہ خداوند عالم نے ہرگاہ کسی
چیز کو اپنی مشیت اور کمال صنعت اور قدرت سے بنایا اور خلق فرمایا تو
انسان کو اوس مصنوع قدرت کا مٹا دینا کب سزاوار ہے جادۂ عقل وادب سے
تو یہ امر بالضرور در معلوم ہوتا ہے کیونکہ اوس خالق حقیقی نے تو ایک چیز کو
اپنی مشیت وقدرت سے بنایا دوسرا کوئی مخلوق جو اوسکو مٹا دے تو یہ
مٹانا اوسکا خلاف مرضیات حضرت خالق کائنات ضرور ہوگا علاوہ اسکے
جو جو حکمتین اور مصلحتین اوسکے پیدا کرنے مین رکھی گئی ہین اون حکمتون اور
مصلحتون کا مٹانا بھی ضرور ہی لازم آئیگا پس جبکہ اصل منشا اوس وجہ کی
قباحت کا معلوم ہوا تو جاننا چاہیے کہ اگرچہ اسمین کوئی شک وشبہ نہین کہ
جملہ اشیا اس عالم کی حکم ومشیت خداوندی ہی سے پیدا ہوئی ہین اور ہرگز
کسی شئے کا حکمت ومنفعت سے خالی نہین پیدا کیا گیا لیکن جس طرح پیدا
ہونا ہر شئی کا حکم ومشیت سے ہے اور خالی حکمت ومصلحت سے نہین ہوتا
اسیطرح ہلاک ہونا بھی ہر شئی کا اوسی خداوند حقیقی کے حکم ومشیت سے
ہے اور خالی حکمت اور مصلحت سے بھی ہرگز نہین ہوتا اور اگر اہلاک ان

تمام مخلوقات کا خالی حکمت اور مصلحت سے کہا جاے تو قول محقق فعل الحکیم
لایخلو عن الحکمۃ کا ابطال ضرور لازم آوے علاوہ اسکے یہ بات بھی اپنی جگہ پر
بتحقیق تمامتر مقرر ہو چکی ہے کہ خداوند عالم نے جملہ اشیا کو اس جہان مین واسطے
منافع اور مصالح ذاتی نوع انسان ہی کے خلق کیا ہے اور بسبب محتاج ہونے
انسان کے طرف ان جملہ اشیا کے حکم عقلی اور اختیار قدرتی دخل و تصرف
جملہ اشیا کا انسان کو دیا ہے پس اس صورت مین جسطرح نوع انسان کو اپنے
منافع ذاتی کے واسطے پیدا ہونے تمام انواع مخلوقات کیطرف احتیاج ہے
اسیطرح ان سب انواع کی ہلاکت و انعدام کیطرف بھی ضرور ہی احتیاج ہے
بلکہ پیدا ہونے اکثر انواع سے مستہلک و منعدم ہو جانا اونکا تصرف و انتفاع
ذاتی انسان کیواسطے یہی عین مقصود ہے یہی عدم درحقیقت اونکا اصل سبب وجود
ہے دیکھو اوس صانع بیچون نے کیسی کیسی اشیا عجیب و غریب نباتات و معدنیات و حیوانات
مین خلق فرمائی ہین کیا کیا صنعتین اوس خلاق بیشبہہ و نمون سے ان سب اشیا کے
خلق کیواسطے ظہور مین آئی ہین اور بالآخر تمام عجائب قدرت کی خوبی صنعت کا
مآل و مرتبہ کمال بحکم تحقیق حقیق یہی ہے کہ حضرت انسان ان سب اشیا کو اپنے دخل
و تصرف مین لائے اور قسم قسم کے منافع ذاتی ہر ایک نوع کے دخل و تصرف سے پاوے
اور فوائد و ثمرات اوٹھائے پس اگر مثلاً جملہ اشیای مصنوع قدرت کا مطلقاً
خلاف مرضیات حضرت خالق کائنات ہوتا تو دخل و تصرف انسان کا نباتات
و معدنیات مین بھی کب جائز ٹھہرتا کیونکہ ان سب تصرفات مین قطع اور برید
اور تبدیل و تغییر اور بالآخر محو و معدوم کر دینا ہر ایک شی یا اکثر اشیا کا تو ضروری ہی

لازم ہوتا ہے بالکہ تصرف تام نام اسی منقلب اور محو و منعدم کر دینے کا رکھا گیا ہے اور ہیں اس تصرف تام کے انسان کی ضرورتوں کا سرانجام کسی طرح پر متصور نہیں ہو سکتا رہا یہ کہنا کہ ایسا تصرف جو کہ محو اور منعدم کر دینے کا سبب ہو نباتات و معدنیات وغیرہ میں جائز حیوانات میں جائز نہیں اسکا جواب یہ ہے کہ نفس نسبت مصنوعیت کے سبب سے تو ایسا تفاوت ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ جس طرح نباتات و معدنیات مخلوق و مصنوع اوس صانع حقیقی کے ہیں اوسیطرح حیوانات بھی مخلوق و مصنوع ہیں اور یہ بات بھی نہیں کہ ایک نوع کا خلق کرنا خداوند صانع حقیقی پر آسان اور دوسرے نوع کا خلق دشوار وگرانبار ہو پس مصنوع و مقدور ہونے کی نسبت سے تو جملہ انواع مخلوقات ایک ہی مرتبہ میں برابر متصور ہیں ہاں اگر اس سبب سے یہ تفاوت قرار دیا جاوے کہ نباتات و معدنیات کے تصرف میں کچھ کسیطرح کی ایذا اونکو نہیں ہوتی اور حیوان ذی روح کے تصرف میں متاذی ہونا اوسکا ضرور ہے اس وجہ سے تفاوت ہونا ان دونوں تصرفات میں درصورت عدم قول باثبات حس نباتات جیسا کہ مذہب بعض حکما کا ہے البتہ مسلم لیکن مآل عدم تجویز تصرف مفنیہ کا اس تقدیر پر عدم جواز تغیر ذات مصنوع کیطرف راجع نہوا بلکہ صرف تاذی ذی روح کے سبب سے یہ تصرف ناجائز ٹھہرا پس درحقیقت مآل عدم جواز کا اس صورت میں راجع ہوا طرف وجہ رابع کے وجوہ اربعہ مذکورہ بالا سے نہ طرف وجہ اول یعنی عدم جواز ہدم بنیان مصنوع کے اور بیان وجہ رابع کا آگے چلکے معلوم ہوگا علاوہ اسکے

آگے چلکے یہ بات بھی بتصریح و توضیح تمام معلوم ہوجائیگی کہ ضرورت اور مصلحت کی نظر سے تو خود بعض افراد انسانی کا معدوم و منعدم کرنا بھی جائز بلکہ واجب ہوجایا کرتا ہے پس ہرگاہ عدم جواز ہدم بنیان مصنوع کی نظر سے خود نفس اشرف انسانی کا مٹانا بھی مطلقاً ناجائز نہین ٹھہرا تو ہدم نفوس حیوانیہ کا عدم جواز اس وجہ سے کب مطلقاً سزاوار قبول ارباب عقول ہوگا بلکہ جن وجوہ و ضرورات کے سبب سے ہدم وجود انسان عقلاً جائز ہے ہدم وجود حیوان تو ادون مراتب سے کمتر مرتبہ پر بھی عقلاً مجوز ہوسکے گا

اما وجہ دوم یعنی جائز رکھنا صدمۂ حرمان تمتع بقیہ حیات کا کسی جاندار پر یہ وجہ تو عقلاً ذبح حیوانات مین کسیطرح پر متصور ہی نہین کیونکہ ایسا صدمہ اور تاسف عقلاً مخصوص ہے ساتھ اوس جاندار کے کہ مدرک ہو حیوانات غیر مدرک کو لحوق ایسے صدمے اور تاسف کا کب ہوسکتا ہے البتہ صدمہ عقلی جوکہ اعظم و اشد اقسام صدمات سے ہے اوس قسم صدمۂ اشد سے تو حیوانات بالکل مامون و مصون ہی پیدا کیے گئے ہین رہا صدمہ جسمی اس صدمۂ قسم غیر اشد سے جس قدر حصہ حیوانات بحکم عقل و نظر مقرر و ثابت ہوا ہے حقیقت اوسکی آگے چلکر بخوبی واضح کی جاوے گی *

اما وجہ سوم یعنی تجویز نفس محرومی جاندار تمتع بقیہ حیات مستعار سے بیان اسکا یہ ہے کہ قطع کرنا سلسلۂ انقطاع کسی متمتع کا مطلقاً تو محذور اور خلاف عقل و شعور ہی نہین والا چاہیے تھا کہ تصرف نباتات و اشجار بھی عقلاً ناجائز ہوتا کسواسطے کہ تمتعات نشو و نما اور تغذیہ و تنمیہ کے تو نباتات

واشجار کے واسطے بھی بالبداہۃ ثابت ہین ساتھ اسکے منقطع کرنا سلسلہ تمتع نباتات واشجار کا اور محروم رکھنا اونکو اس تمتع سے کسی عاقل کے نزدیک محذور اور خلاف عقل وشعور نہین ہے اور وجہ اسکی سوا اسکے اور کچھ معلوم نہین ہوتی کہ چونکہ نباتات مین قوت ادراک علی المذہب الاصح پائی نہین جاتی لہذا قطع کرنا اونکے سلسلہ تمتع کا کسی عاقل کے نزدیک مورد محذور اور خلاف انصاف نہین سمجھا گیا پس معلوم ہوا کہ محذور ونامحذور ہونے قطع سلسلۂ تمتع کا مدار واعتبار صرف اوپر ثبوت ادراک و عدم ادراک اوس متمتع کے ہوا کرتا ہے ہرگاہ یہ بات مقرر ہوچکی تو اب کیفیت درک حیوانات کو اور اونکے جملہ اقسام تمتعات کو دریافت کرنا چاہیے تاکہ محذور یا نامحذور ہونا قطع سلسلۂ تمتع حیوانات کا اوس تحقیق سے بخوبی معلوم ہوجاوے اور جو قدر تفاوت درمیان سلسلۂ تمتع حیوان اور سلسلۂ تمتع انسان کے واقع ہے وہ قدر تفاوت بھی بوجہ احسن مفہوم ہوجاوے مخفی نرہے کہ تمتع حیوانات کی دو قسمین ہین ایک تمتع نفس وجود وحیات دوسرے تمتع اوسکے اور لوازم اور مستلذات کا لیکن قسم اول یعنی تمتع نفس وجود وحیات پس بیان اوسکا یہ ہے کہ درک وشناخت تو نفس وجود وحیات اپنے کی حیوانات کے واسطے ثابت لیکن یہ درک وشناخت حیوانات مین عقلی نہین ہے صرف درک حسی ہے لہذا حیوانات کو اس درک سے یہ بات حاصل نہین ہوتی کہ جسطرح انسان اپنے وجود وحیات کو پہچانتا ہے اور جملہ نعمای دیگر سے مقدم اور بالاتر سمجھکر قدر اوسکی جانتا ہے اور فرق وامتیاز

کرتا ہی درمیان مراتب وجود و عدم کے اسیطرح حیوان بھی اپنے وجود و حیات کو پہچانتے اور جملہ مستلذات و نعمای دیگر سے اسی کو مقدم و معظم جانے اور فرق کرے درمیان مراتب وجود و عدم کے اور اوس فرق و امتیاز سے نعمت وجود کو غایت درجہ ایک شے عزیز اور نہایت عمدہ چیز خیال کرے غرض حیوانات کو نفس ادراک اپنے وجود کا اسیطرح ہوا کرتا ہی جسطرح انسان کو بعض اوقات نفس معرفت اور شناخت کسی شی کی بدون لحاظ اوسکی بھلائی یا برائی کے اور مرغوب و نامرغوب ہونیکے حاصل ہو لہذا جسقدر قدر و منزلت اکمل شرف اور تمام مرغوبات اور مستلذات کی حیوانات کو ہوتی ہی اور ان لذائذ زائدہ مین سے ایک ادنی لذت کو یہ تمام حیوانات محبوب اور مرغوب جانتے ہین نفس نعمت وجود و حیات کی تو قدر منزلت اوسقدر بھی انکو نہین ہوتی بلکہ اوسکی قدر و منزلت سے تو یہ اصلا واقفیت ہی نہین رکھتے پس ہرگاہ حیوانات نے تمتع نفس وجود اپنے کی قدر و منزلت ہی نہ پہچانی تو زائل کرنا ایسی تمتع کا اونسے جسکی قدر و منزلت کا درک ہی انکو عنایت نہین ہوا ہی مثل زائل کرنے تمتع اشجار و نباتات کی کچھہ محذور اور خلاف عقل و شعور نہین ٹھہرا رہا یہ کہنا کہ حیوانات بھی تو اپنی جان کو نہایت عزیز رکھتے ہین کس واسطے کہ جملہ موذیات اور مضرات سے اپنے تئین بچانے مین ہر وقت بدل و جان کوشان رہا کرتے ہین اور علی ہذا القیاس طلب منافع کے واسطے بھی کمال کوشش اور جوشش انکی ظاہر و باہر ہی جواب اسکا یہ ہی کہ بچانا حیوانات کا اپنے تئین تمام آفات و موذیات سے کچھہ باقتضای درک عقلی اور شناخت قدر وجود اپنے کی نہین ہوتا بلکہ یہ امر ایک اقتضای فطری اور کیفیت طبعی

اضطراری ہی خالق مطلق اور حکیم برحق نے یہ اقتضا یعنی مادہ خوف جان کے بچانے کا اصل فطرت ہر ذیحیات مین رکھدیا ہی عقل وادراک کی اسکیواسطے کچھ ضرورت نہین بلکہ مثل اقتضای قوت جذب مقناطیس وکہربا کی اس اقتضا کو بھی سمجھنا چاہیے خود نوع انسانی مین بھی اس اقتضا کے واسطے دخل عقل وادراک کی ضرورت نہین ہوتی چہ جاے حیوان اسیطرح طلب منافع مین بھی کوشش کرنا حیوانات کا کچھ بسبب درک عقلی اور شناخت قدر ومنزلت نفس وجود کے نہین ہوتا بلکہ اس طلب کے واسطے بھی ایک اقتضای خاص خلقت حیوانی مین رکھدیا گیا ہی اور ہر ایک طلب کی خواہش اسمین اس طرح پیدا کی گئی ہی کہ بدون حاصل کرنے اپنے مطلوب کے کسی طرح صبر وقرار ہی اوسکو نہین ہوتا الحاصل ان مقتضیات خاصہ کے غلبے کے سبب سے کوشش کرنا حیوانات کا جلب منافع اور دفع مضرات وجود مین کچھہ ثبوت محبت وقدر دانی نفس وجود پر دلیل نہین ہی اور الحق کہ پہچاننا قدر نعمت وجود کا متفرع ہوا کرتا ہی اوپر درک عقلی کے نہ اوپر درک حسی کے دیکھو جس وقت کوئی آدمی مرض جنون کے سبب سے لایعقل محض ہوجایا کرتا ہی اور اصلا شائبہ درک عقلی کا اوسمین باقی نہین رہتا تو درک حسی کے ذریعے سے ادراک تو اپنے نفس وجود کا اوسکو ضرور ہوتا ہی لیکن قدر ومنزلت وجود وحیات کو وہ اوس وقت اصلا نہین پہچانتا اور کسی شے ادنی کے برابر بھی اوسکو عزیز نہین جانتا پس جانورونکی نسبت بھی شناخت قدر نفس وجود کو قریب قریب اسی کے سمجھنا چاہیے یہان تک بیان قسم اول تمتع حیوانات کا تھا لیکن تمتع قسم دوم پس بیان

اوسکا موقوف ہی اوپر تفصیل اقسام اور شرح مفصل اوسکے کے واضح ہو کہ تمتع و
استلذاذ علاوہ نفس وجود حیات کے بھی دو قسمین ہین ایک تمتع اضطراری دوسرا
تمتع غیر اضطراری تمتع اضطراری اوسکو کہتے ہین کہ جسکا کسب و استحصال
کسی ضرورت لاحقہ کے سبب سے بناچاری لازم ہو اور باز رہنا اوسکی طلب
و تحصیل سے کسیطرح ممکن نہو سکے اور تمتع غیر اضطراری کو بخلاف اسکے یعنی
صرف بخواہش اختیاری و میلان غیر اضطراری سمجھنا چاہیے قسم ثانی اعلی
درجہ تمتع و استلذاذ ہی تا آنکہ یہی قسم تمتع خاص کیا گیا ہی ساتھہ اہل جنت کے
یعنی جنت مین کسی لذت کے طلب کے واسطے رنج و اضطرار لاحق نہوگا پس
کھاوینگے اہل جنت اغذیہ لطیفہ اوسکی بدون لاحق ہونے تکلیف و اضطراب
بھوک کے اور مباشرت کرینگے ساتھہ اپنی ازواج کے بدون لاحق ہونے
تکلیف و اضطراب شہوت نفسانی کے اور ساتھہ عدم لحوق تکلیف و اضطرار
غلبۂ خواہش کے تلذذ نعمای جنت کا اعلی مدارج پر ہوگا یہان اگر کوئی یہ
اعتراض کرے کہ ہرگاہ غلبۂ خواہش ہی نہوا تو مزہ اون مستلذات کا کیا
حاصل ہو سکیگا کسواسطے کہ ہر ایک چیز کا مزہ صرف غلبۂ خواہش ہی کے سبب سے
ہوا کرتا ہی اور جسقدر غلبۂ خواہش زیادہ ہوتا ہی اوسی قدر شئی مطلوب زیادہ تر
مرغوب ہوتی ہی بدون پیاس کے اگر پانی پیین تو کچھہ بھی مزہ اوسکا حاصل
نہین ہوتا اور اگر حالت تشنگی مین پیین تو غلبۂ تشنگی جسقدر زیادہ تر ہوگا پانی کا
مزہ بھی اوسیقدر زیادہ تر ہوگا جواب اس اعتراض کا یہ ہی کہ غلبۂ اضطرار
خواہش مولمہ مین جو کوئی چیز نہایت مرغوب ہوا کرتی ہی تو یہ نہایت مرغوب

ہونا صرف دفع رنج وتکلیف خواہش سولہ کے سبب سے ہوتا ہی نہ نفس درک لذت وخوبی مستلذ کی سبب سے پس اوس تلذذ اضطراری کو اس طرح سمجھنا چاہیے جسطرح کسی شخص کے پیٹ مین لشدت درد اور پیچ لاحق ہو جسکے سبب سے وہ شخص تڑپنے لگے پس اوس وقت کوئی شے اوسکو زیادہ اس سے مرغوب نہین ہوتی کہ کسی طرح وہ تکلیف درد اوسکے دفع ہو جاوے ہرگاہ وہ شخص بیت الخلا جاتا ہی اور دفع ریاح وفضلات سے اوس درد لاحق مین تسکین پاتا ہی تو اوس تسکین کے وقت جیسی کچھ جہت اور کمال تلذذ کی کیفیت اوسکو حاصل ہوتی ہی اوس جہت وتلذذ کو خیال کرنا چاہیے کہ جملہ مستلذات و مرغوبات جہان سے اوس وقت وہ کیفیت خاص اوسکو زیادہ تر پسندیدہ و مرغوب ہوا کرتی ہی حال آنکہ وہ کیفیت انعدام درد کی فی نفسہ کوئی شی تلذذ کی نہین ہوتی اور اگر کوئی شی تلذذ کی ہوتی تو چاہیے تھا کہ قبل لحوق درد کے بھی باعث تلذذ ضرور ہوتی کس واسطے کہ حالت صحت مین قبل لحوق درد کے بھی تو یہی حالت آسایش جو کہ بعد سکون درد کے حاصل ہوئی حاصل تھی اوس وقت تو اوس لذت ومسرت بھی اوسکی اس شخص کو معلوم نہوئی اسی طرح وقت لحوق درد کے کسی عضو ظاہری مین زور سے پکڑنا اور دبانا اوس عضو کا کس قدر باعث راحت وآسایش کا ہوتا ہی حالانکہ بدون لحوق درد کے اوس طرح زور سے پکڑنا اور دبانا اصلا موجب راحت وآسایش کا نہین ہوتا بلکہ موجب کسی قدر ایذا اور تکلیف کا ہوا کرتا ہی یا وقت غلبہ خارش کے کھجلانا بدن کا لذت اس کھجلانے کی جیسی کچھ ہی پر ظاہر حال آنکہ کھجلانا

فی نفسہ کوئی چیز تلذذ کی نہین ہی بلکہ درحقیقت تو وہ ایک موذی اور مکلف شی
ہی اگر بدون خارش کے کسی محل بدن کو کھجلائین تو نہایت متکلف و ناگوار ہو
مگر صرف دفع تکلیف مولمہ خارش کے سبب سے جسقدر لذت اس امر غیر مرغوب
کی ہوا کرتی ہی بیان اوسکا نہین ہو سکتا پس حالت غلبہ خواہش مولمہ مین نہایت
مرغوب معلوم ہونا کسی شی کا صرف دفع رنج و تکلیف کے سبب سے ہوا کرتا ہی نہ بسبب
نفس تلذذ شی مطلوب کے نفس تلذذ شی مطلوب تو غلبہ خواہش مولمہ کے سبب سے
مغلوب بلکہ مسلوب ہی ہو جایا کرتا ہی دیکھو شدت غلبہ جوع کے وقت کیسی ہی
کوئی بدمزہ اور نالائق شی کھالیجائے نہایت مرغوب معلوم ہوتی ہی اصلا برائی
یا بدمزگی اوسکی ظاہر نہین ہوتی الحق جملہ مرغوبات جہان کا اصل ذائقہ اور
مزہ حالت اختیار اور عدم شوق اضطراری مین دریافت کرنا چاہیے والا غلبہ
اضطرار خواہش تو درحقیقت مانع ادراک اصل ذائقہ کا ہوا کرتا ہی اور محصل کلام
اس مقام مین یہ ہی کہ اگرچہ نفس خواہش تو تمتع غیر اضطراری مین بھی ضرور ہوتی ہی
لیکن وہ خواہش کچھہ خواہش تمتع اضطراری کی طرح ایسی غالب نہین ہوتی کہ باز رہنا
اوس سے کسی طرح ممکن نہو سکے اور ساتھہ عدم غلبہ خواہش مذکور کے بھی تلذذ
تمتع غیر اضطراریکا اعلے مدارج تلذذ ہوا کرتا ہی جس طرح تلذذ میوہ انبہ وغیرہ
کہ باوجود غالب اضطراری نہونے خواہش میوہ مذکور کے تلذذ
اوسکا اعلی مدارج تلذذ ہی پس اصل تلذذ اور یہین اقسام تلذذ اس تلذذ تمتع
غیر اضطراری ہی کو سمجھنا چاہیے کہ ادراک اسکے کمال خوبی اور مرغوبی کا کچھہ
بسبب رفع الم خواہش مولمہ اضطراری کے نہین ہوتا بلکہ اصل درک لذت سے

مطلوب مرغوب کے سبب سے ہوا کرتا ہی ہرگاہ اصل ماہیت اور کیفیت
تمتع اضطراری اور غیر اضطراری کی معلوم کی تو اس بات کو سمجھنا چاہیے کہ
چونکہ حصول تلذذ تمتع اضطراری کا صرف حدوث و انعدام حالت احتیاج و اضطرار
کے سبب سے ہوا کرتا ہی نہ بدون اسکے لہذا باز رکھنا کسی متمتع کا اس تلذذ
سے دو طریق پر متصور ہی ایک یہ کہ حالت احتیاج اور اضطرار کی باقی رہے
اور ساتھ باقی رہنے اس احتیاج کے تمتع شے مطلوب و محتاج الیہ سے باز رکھیں
جسطرح باز رکھنا کھجلانے سے باوجود موجود رہنے خلیۂ خارش کے دوسرے
یہ کہ اصل حالت احتیاج کی باقی نرہنے یا باقی نرکھنے کے ساتھ اوس
تمتع سے باز رکھیں جسطرح باز رکھنا کسی صاحب خارش کا کھجلانے سے ساتھ
دفع ہونے یا دفع کرنے اصل مادۂ خارش کے پس ظلم اور بیرحمی اگر متصور ہی
تو صورت اول مین ہی نہ صورت ثانی مین کیونکہ ہرگاہ اصل منشاء اضطراری کا
باقی نرہا تو باز رکھنا تمتع اضطراری سے ظلم اور بیرحمی کب ٹھہرا بعد سننے اس
تمام تمہید کے مخفی نرہے کہ اغلب تمتعات اور اصل اصول تمتعات جملہ
حیوانون کے اضطراری ہین نہ اختیاری کسواسطے کہ کھانا پینا ہگنا موتنا
یہی سب تمتعات اضطراری ہین جنمین تمام حیوانات شب و روز مشغول و
منہمک رہا کرتے ہین پس ایسے تمتعات اضطراری سے باز رکھنا حیوانات کا
اگر اس طرح پر ہو کہ ساتھ باقی رہنے کیفیت اضطرار کے ان تمتعات سے باز
رکھین اور ترسائین جس طرح باز رکھنا کسی بھوکے پیاسے جانور کا تمتع اکل و
شرب سے ساتھ موجود اور باقی رہنے کیفیت احتیاج و اضطرار کے

اس طرح کا محروم رکھنا تمتع مطلوب سے البتہ نہایت معیوب ہے اور موجب ظلم
اور بیرحمی سراسر متصور ہو سکتا ہے رہا باز رکھنا ایسے تمتعات اضطراری سے
دوسرے طریق پر یعنی یہ کہ اصل مادۂ اضطراری باقی نرہے جس طرح کہ ساختہ دفع
ہونے یا دفع کرنے اصل خواہش و اضطرار جوع و عطش کے تمتع اکل و شرب سے
کسی جاندار کو باز رکھین یہ باز رکھنا عقلاً ظلم اور بیرحمی کسی طرح نہین ہو سکتا اور اس
قسم باز رکھنے مین کچھہ کسیطرحکا اصلا رنج و آزار کسی جاندار کو نہین پہونچتا یہ سب
تو بیان جواز و عدم جواز قطع سلسلۂ تمتع اضطراری کا تھا باقی رہا تمتع غیر اضطراری اگرچہ
ایک قسم تمتع غیر اضطراری کی بھی حیوانات مین پائی تو جاتی ہے جس طرح کودنا اور
کلیل کرنا چوپایون کا یا خوشی کے ساتھہ سبزہ زارون مین اوڑتے ہوے
پھرنا طیور کا ایسے تمتعات تو حیوانات مین بھی غیر اضطراری اور قبیل تمتعات
اختیاری سے ہوا کرتی ہین لیکن اول تو خود اس قسم کی تمتعات ہی حیوانات
مین نہایت کم ہین علاوہ اسکے خواہش اکل و شرب وغیرہ مقتضیات
اضطراری کا غلبہ حیوانات مین اس قدر زیادہ تر رکھا گیا ہے کہ جسکے روبرو
تمتعات غیر اضطراری کا ظہور ان مین نہایت کم بلکہ کالعدم سمجھنا چاہیے اور
باانیہمہ قسم تمتعات غیر اضطراری سے تو باز رکھنا حیوانات کا انسان کے
واسطے بضرورت اپنے فوائد اور منافع ذاتی کے باتفاق جملہ عقلا جائز ہی
ٹھہر چکا ہے چنانچہ باندھکر رکھنا جانورون کا اور بسبب قید و بند کے محروم رکھنا
اونکو کودنے اور کلیل کرنے سے اور باز رکھنا اونکے بچہ ہاے شیرخوار کا
قرب و مجاورت مادر سے واسطے بچانے شیر کے یہ سب کام بلا بحث و کلام

مقبول بلکہ معمول جملہ عقلای انام کے ہو چکے ہین پس جسطرح حالت زندگی حیوانات مین باز رکھنا اونکا اس قسم تمتعات غیر اضطراری سے انسان کے واسطے جائز قرار دیا گیا اسیطرح ذبح کرنے کے ساتھہ بھی باز رکھنا اونکا اس قسم تمتعات سے بلاشبہہ جائز ہی ٹھہرا بلکہ حالت زندگانی مین تو اونکو اس قسم تمتع سے باز رکھنا بنسبت اس دوسری صورت کے نہایت اشد ہے کیونکہ اوس حالت مین جیتے جی ترسانا حیوانات کا اس قسم مستلذات سے ہوا کرتا ہے بخلاف اس صورت دوم کے کہ جیتے جی ترسانا اونکا لازم نہین آتا الحاصل بوجوہ مصرحۂ مذکور قیاس کرنا سلسلۂ تمتعات حیوانی کا اوپر سلسلۂ تمتعات انسانی کے کسی طرح سزاوار قبول ارباب عقول نہین ہو سکتا علاوہ اسکے نوع انسان کو سواان تمتعات فانی جسمانی کے تمتعات باقی لنفسانی بھی ہزارون ثابت ہین پس بسبب اسکے کہ تمتعات عقلی ونفسانی نوع انسانی کے اعلے قسم تمتعات سے ہین اور وہ سب تمتعات ساتھہ بقاے نفس ناطقہ کے باقی ودائمی ہوا کرتی ہین نہ مثل تمتعات جسمانی کے فانی ای لہذا بسبب باعث ہونے حصول ایسے تمتعات عمدہ اور باقی کے یا محتمل ہونے ظہور وصدور اون منافع تام اور فوائد عام کے جنکے آثار واطوار ہمیشہ کے واسطے یا بہت مدتون کے لیے اس جہان فانی مین باقی رہ سکتے ہین ہر ایک لحظہ بقاے حیات اور حصول تمتعات انسانی کا نہایت ہی عزیز اور کمال درجہ بیش بہا چیز ہے بحدیکہ ہزار سال زندگانی حیوانات پر ایک لمحہ حیات انسان ضعیف البنیان کا تفوق وترجیح صریح رکھتا ہے

اما وجہ چہارم یعنی تکلیف ذبح پس اب بیان اوسکی حقیقت کا سننا چاہیے

یہ بات تو ظاہر ہی کہ کارخانۂ تقدیر خداوند قدیر مین مدار و انحصار جملہ کاروبار انسانی کا اوپر خلق انواع حیوانات ہی کے مقدر اور مقرر رکھا گیا ہی اور نوع انسان ضعیف البنیان غایت درجہ حاجتمند پیدا کی گئی ہی اپنے کارہاے ضروریہ کے روا اور اجرا مین طرف انواع حیوانات کے علاوہ اسکے یہ امر بھی کسی طرح مخفی نہین کہ ہر انتفاع اور کارروائی انسان کی حیوانات سے موقوف ہوا کرتی ہی اوپر تکلیف دہی اور رنج رسانی حیوانات کے کیونکہ بدون تکلیف دہی اور رنج رسانی حیوانات کے تو اسکا کوئی کام بھی سرانجام نہین پا سکتا یعنی تا وقتیکہ انسان حیوانات کو مقید و محبوس نہ رکھے اور ہلون مین تمام تمام دن جوتنے اور سنرلون مین سوار ہوکر تمام تمام دن ہانکنے اور دوڑانے کی تکلیف نہ دے اور منون بار اپنا اور اپنے تمام حوائج و ضروریات کا اوپر نہ لادے اور ان تمام مشقتہاے شاقہ کے لینے مین تمام تمام روز زد و ضرب نہ کرتا رہے اور اوقات ضرورت مین بیرحم ہوکر بسختی تمام بار بار کر اونکو نہ دوڑاے اور شدت تب و تاب اور تعب و مشقت بیحد و حساب سے عرق عرق اونکو نہ کر دیا کرے تو حصول مطلب اور اجراے کار اون سب حیوانات سے سراسر محال و دشوار ہی لہذا اسی مصلحت اور ضرورت کی نظر سے حضرت حکیم مطلق اور صانع برحق نے اپنی حکمت بالغہ کے اقتضا سے ایسی تدبیر قدرتی کے ساتھہ ان حیوانات کو خلق فرمایا ہی کہ قواے مدرکہ کو تو ان حیوانات کی بہ نسبت انسان کے نہایت کُند اور ضعیف الحس خلق فرمایا اور بعوض اسکے اونکی قوت طبعی اور مزاجی کو بہ نسبت انسان کے غایت درجہ قوی اور مضبوط بنایا تا کہ جس وقت انسان

اونکو اپنے منافع اور ضروریات سکے واسطے تکلیف دہی اور رنج رسانی کرنا چاہیے
تو اول تو بسبب ضعف اور کندی قوت حاسہ کے انکو حس و درک ہی اون
شدائد و تکالیف کا چندان نہو دوم اگر تکالیف کا احساس بہی ہو تو بسبب قوت
طبعی اور مزاجی سکے جسقدر احساس رنج و تکلیف کا ہوا وسکو بخوبی اوٹھا ئین اور
شدائد و تکالیف لاحقہ کو چندان خیال مین نہ لائین پس یہی حکمت بالغہ حکیم مطلق
کا سبب ہی کہ حیوانات کیسے کیسے شدائد و تکالیف پاتے ہین اور کیا کیا زور گردہ
زیادتیان انسانون کی اوٹھاتے ہین آدمی کیسا ہی مضبوط اور جفاکش کیون
نہو اگر عشر عشیر بہی اون شدائد و تکالیف کا پاسکے اور یکی از ہزار وانڈکی
از بسیار بہی اون شقتون مین سے اوٹھاسکے تو غالبا ایک ہی دو روز
مین اون شدائد و تکالیف سے جانبر نہو سکے اور بھلا یہ شدائد و تکالیف
تو حیوانات پر صرف نوع انسان سکے زور اور زبردستی سکے سبب سے
ذکر کی گئین قطع نظر ان شدائد و تکالیف سکے بہی فی نفسہ جو کچہہ سامان
خلقی معیشت و زندگانی حیوانات کا مقرر ہی وہ خود بہ نسبت سامان معیشت
نوع انسان سکے اس قدر سخت تر اور درشت تر واقع ہوا ہی کہ اگر انسان
اوس قسم سامان معیشت سکے ساتہہ زندگی کرنا چاہے تو کسیطرح اوس سے
ممکن ہی نہو سکے جو جو وجوہ و اسباب کہ حیوانات سکے واسطے سراسر
موجب آسایش و آرام ہین انسان سکے حق مین وہی وجوہ و اسباب
سراپا باعث تعب و ایلام ہین دیکھیے اصل مدار سکونت و قرار حیوانات کا کچہہ
اون قصور و ایوانات پر جو کہ صدمات حر و برد وغیرہ آفات ارضی و سماوی

سے بچا سکین نہین رکھا گیا نہ پہننا لباس واقع رنج وضرر کا اونکے واسطے
مقرر ہوا پس اصل وضع خلقی اونکی معیشت کی اکثر اسیطرح پر مقرر ہی کہ جسم عریان
کے ساتھہ بلا قصور و مکانات کے بآسایش تمام بسر کرتے ہین نہ شدت
حرارت آفتاب چندان اونکو ستاتی ہی نہ تکلیف ایام برف وبرد اور صعوبت
ہوای سرد سے جان سخت اونکی چندان رنج وضرر اوٹھاتی ہی انسان ضعیف اگر
اس طرح پر بسر کرنا چاہے تو نہایت دشوار اور خارج اوسکے حیز اختیار سے ہی
علی ہذا القیاس قوای شامہ اور ذائقہ مین بھی حیوان اور انسان سے اتنا
بعد و تفاوت رکھا ہی اور اس درجہ فرق و امتیاز مقرر کیا ہی کہ انسان کو کسی
نہایت متعفن جگہ پر ایک دم ٹھہرنا یا کسی نہایت تلخ اور بدمزہ چیز کا اندک چکھنا
اور زبان پر رکھنا موجب اذیت جانی اور باعث تکلیف روحانی کا ہوا کرتا ہی
بخلاف جانورون سے کہ اگر کیسی ہی بدبو اور متعفن جگہ پہ گذرین یا ٹھہرین اوس
تعفن و بدبو کی اصلا پروا بھی اونکو نہین ہوتی بلکہ اکثر بدبودار چیزین تو خود خوراک
اصلی ان جانورون کی مقرر ہوئی ہین اسی طرح جو جو حشائش و نباتات تلخ و بدمزہ
خوراک مرغوب اور غذاے مطلوب جانورون کی واقع ہوئی ہین انسان لطیف المزاج
کو تو ذرا چکھنا اور زبان پر رکھنا بھی اونکا دشوار اور خارج از حیز اختیار ہی اور قوت
لمس مین تو مابین انسان اور حیوانات کے اسقدر تفاوت شدید اور بون بعید
واقع ہوا ہی کہ جن جن خار و خس کو حیوانات مثل حلواے بے دود کے کھاتے ہین
انسان ضعیف لطیف اگر ایک لقمہ بھی اونکا کھائے تو کمال سختی اور تیزی اور
خشونت کے سبب سے حلق و دہان ہی اس بیچارے کا پھٹ جاے

اور یقین ہی کہ ایک ہی دو لقمہ مین خود مائدۂ زندگانی سے ہاتھ اوٹھا لے
جانور جس مزے کے ساتھ خارہای خشک کو مثل حلوا ے تر کے کہا لیتے ہین
انسان لطیف و ضعیف تو کچے اناج کو بھی اوس طرح بے تکلف ہضم نہین
کہا سکتا الحق اصل سبب ان تمام تفاوت و امتیازات شدیدہ کا مابین انسان
اور دیگر حیوانات کے یہی ہی کہ جانورون کو خداوند علیم حکیم نے بہ نسبت نوع
انسان کے نہایت قوی الطبع اور ضعیف الحس خلق فرمایا ہی اور چونکہ خلقت
جانورون کی مثل انسان کے مدنی الطبع مقرر نہین کی گئی اور قوت اکتساب
صنائع وغیرہ کی بھی اونکو نہین دی گئی لہذا اگر خداوند علیم حکیم اس طرح قوی الطبع
اور ضعیف الحس اونکو خلق نفرماتا تو بسر ہونا اونکی زندگانی کا جس طرح پر کہ متعذر
ہی سخت اشکال بلکہ سراسر محال ہو جاتا پس درحقیقت حکمت مقتضی اسی بات کی
تھی کہ کمال قوت تحمل شدائد و تکالیف کی حیوانات کو دیجاے اور اصل
خلقت اونکے درک آلام و اذیات مین بہ نسبت انسان کے نہایت ضعیف الحس
مقرر کیجاے الحاصل غایت ضعیف الحس اور قوی الطبع ہونا حیوانات کا
تو درک و احساس جملہ انواع مولمات مین بالبداہہ ثابت اور متحقق ہی پس
ہرگاہ اور تمام اقسام شدائد و تکالیف کے ادراک مین مابین نوع انسان
اور حیوانات کے بون بعید اور تفاوت شدید ثابت ہوا تو درک و احساس
تکلیف ذبح مین بھی تفاوت شدید اور بون بعید ہونا ضرور ہی مسلم کہ ٹھرا اسواسطے
کہ اصل مدار و انحصار تو قوت اور حدت احساس جملہ مفرحات و مولمات کا
حدت و قوت الحس پر رکھا گیا ہی نہ فقط النفس ذی روح یا ذی حس ہونے پر

کیونکہ نفس ذی روح ہونے کے واسطے تو خود لزوم و ثبوت نفس حساس کا بھی ضروری نہین ہے اور اگر ایسا ہوتا تو عارضہ خدر لینی سُن مین باوجود ذی روح ہونے جسم کے ابطال احساس ہونا اور کبھی بعض اعضاے انسان اور حیوان کا باوجود ذی روح ہونے کے اصل خلقت مین غیر ذی حس پیدا ہونا کب ممکن تھا رہا نفس ذی حس ہونا اوسکی واسطے بھی قوت وحدت احساس کی کچھ خواہ مخواہ لازم نہین ہوتی کسواسطے کہ باوجود ثبوت اس بات کے کہ حس لمس تمام جسم انسانی مین پھیلی ہوئی ہے مرتبہ احساس تمام اعضا کا برابر نہین ہوتا ظاہر اعضا مین از انگشت سبابہ تا سائر اعضاے دیگر کسقدر فرق مرتبہ احساس ایک عضو کا دوسرے عضو سے ثابت و متحقق ہے علاوہ اسکے ہنگام لحوق الم شدت بخار یا تبخیر باوجود مبتلا ہونے تمام بدن سرتاپا کے یا تمام اعلے حصۂ بدن کے صدمۂ رنج و تکلیف مین جس قدر صدمہ اوس رنج و تکلیف کا قلب و دماغ پر ہوا کرتا ہے اور کسی عضو پر عشر عشیر بھی اوسکا نہین ہوتا حالانکہ بتفسیر قوت احساس مین تو سبھی اعضا شریک ہوتے ہین پس باوجود ذی حس ہونے اور اعضا کے مرتبہ درک و احساس قلب و دماغ اور درک و احساس دیگر سائر اعضا مین کس قدر بعد و تفاوت بیّن معیّن ہے غرضکہ ہر ذی روح کے آلات حسیہ مین جو ایک مرتبہ خاص درک و احساس کی قوت خلقی کا از روے اقتضاے مزاج نوعی یا شخصی کے عنایت ہوا ہے کم و بیش اوس مرتبہ سے بھی کسی راحت یا اذیت کا احساس بھی کوئی ذی روح ہرگز نہین کر سکتا لہذا کمال درجہ متفاوت ہونا اذیت ذبیح حیوان اور اذیت ذبیح انسان کا بسبب تفاوت خلقی مرتبہ قوت

احساس ان دونون کی اوس قبیل سے ہی کہ جسکا کوئی عاقل بھی انکار نہ
کر سکیگا خلاصہ مقصود اس تمام مقدمے کا یہ ہی کہ جن جن وجوہ کی نظر سے منکرین ذبح
امر ذبح کو قتل نفس انسان پر قیاس کیا ہی اور اس قیاس کے سبب سے نہایت
اشنع اور قبیح قرار دیا ہی غلطی فہم منکرین کی قیاس مراتب مذکور مین بالضرور ثابت
آلحق جسقدر قبائح متعلق ذبح حیوان مین متصور تھین بیان اون سب قبائح کا
بشرح و بسط تمام کیا گیا اور جواب باصواب بھی ہر ایک قباحت کا بوجوہ موجہ
عقلیہ دیا گیا اوس سب شرح و بیان سے یہ بات بخوبی ثابت ہو گئی کہ سوا نفس
تکلیف ذبح کے اور کوئی قباحت تو درحقیقت اس جگہ معتبر ہی نہین ہو سکتی
رہی نفس تکلیف ذبح ہونا تو اوسکا مسلم لیکن چونکہ بنسبت تکلیف اشد قتل انسان
کے جسپر اصل قیاس اسکا کیا گیا تھا یہ تکلیف درحقیقت تکلیف خفیف و خفت
واقع ہوئی ہی نہ برابر تکلیف قتل انسان کے اشد و ازید لہذا ایسے قیاس کو
بر اعتبار شناعت اس تکلیف کا بھی مقبول اور سزاوار پسند ارباب عقول نہین ہی
اور محصل کلام اس مقام مین یہ ہی کہ مزاج انسانی اعدل امزجہ از روی خلقت
کے واقع ہوا ہی یعنی جو مرتبہ اعتدال خلاق حقیقی نے مزاج انسان کو عنایت فرمایا ہی
وہ مرتبہ اعتدال اور کسی نوع کو انواع حیوانات سے ہرگز عنایت نہین فرمایا
یہان تک کہ اقرب امزجہ طرف اعتدال حقیقی کے مزاج انسان ہی واقع ہی
چونکہ نفس ناطقہ انسانی اشرف و اکمل تھا مزاج بھی مبدء فیاض سے
واسطے تعلق اوس نفس کے موافق شان اور احتیاج اوسی نفس کے عنایت
ہوا یا یہ کہیے کہ جیسا مزاج اعدل تھا ویسا ہی نفس بھی اوسکے تعلق کیواسطے

اکمل تجویز ہوا لہذا جو قوت اور صحت اور حدت ادراک حسی کے بسبب اعدل ہونے کے انسان کو حاصل ہی وہ قوت اور صحت اور حدت ادراک حسی کے اور کسی نوع کو انواع حیوانات سے ہرگز حاصل نہین ہوئی یعنی درک حسی انسان کا ادراک حسی جانداران دیگر سے ہزار درجہ فائق تر واقع ہی اور قیاس ایک کے مرتبہ حس کا دوسرے کے مرتبہ حس پر کسیطرح معتبر نہین ہوسکتا یہان اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ بعض جانورونکو تو بعض حواس خاص نسبت حواس خاص انسانی کے اس قدر زیادہ تر قوی عنایت کیے گیے ہین کہ عشر عشیر بھی اوس قوت کا حاسہ خاصہ انسانی مین بمقابلہ حاسہ خاصہ حیوانی کے پایا نہین جاتا چنانچہ بعضے طیور حالت طیران مین غایت بلندی سے ایک ادنے شئی کو زمین پر دیکھکر اوتر آتے ہین انسان اگر اوس قدر بلندی سے اوس شئی کا دیکھنا چاہے تو کبھی بھی نہین دیکھہ سکتا چیونٹی کی قوت شامہ کا یہ حال ہی کہ مٹھائی وغیرہ شئی مرغوب اوسکی کہین کیسی ہی حفظ و احتیاط کے ساتھہ کیون نرکھی ہو مگر زور و قوت شم سے درک اوسکا کرکے محل مطلوب پر اکثر پہنچ جایا کرتی ہی حالانکہ انسان کو اوس طریق پر ہرگز درک اوس شئے کا نہین ہوسکتا پس ان وجوہ سے یہ بات ظاہر ہی کہ کچھہ فقط نوع انسان ہی کو کمال قوت درک حسی کی عنایت نہین ہوئی بلکہ بعض انواع حیوانات تو نوع انسان سے بھی اس مرتبہ درک مین افضل اور اکمل واقع ہوئی ہین اور اگر کمال قوت اور حدت درک حواس کی کمال اعتدال مزاج نوعی ہی کے سبب سے تسلیم کیجاے تو جو بعض جانور کہ غایت طاقت اپنی کسی حاسہ خاصہ مین حاصل رکھتے ہین چاہیے کہ یہ غایت

طاقت اونکی حاسہ خاصہ کی بھی کمال اعتدال مزاج نوعی ہی کے سبب سے مسلم ہو
اور اختصاص کمال اعتدال مزاج نوعی کا ساتھ انسان سے کے کوئی امر ہی نہ ٹھہرے
جواب اس اعتراض کا یہ ہی کہ بعض قسم حیوانات کو جو کمال قوت کسی حاسہ خاصہ
کی گویا بطور فضل جزئی کے عنایت کی گئی ہی صرف بسبب ضرورت خاصہ نوعیہ کے
یہ صفت خاص اوسکو عنایت ہوئی ہی کس واسطے کہ حکیم مطلق نے جس طریق و
عنوان خاص پر جس جاندار کی خلقت نوعی بنائی ہی موافق ضرورت و احتیاج
اوس نوع خاص کے کوئی قوت اور صفت کارروائی ضروری خاص کی بھی ضرور ہی
اوسکو عنایت فرمائی ہی مثلت مثلاً جس جانور کی خوراک نوعی دریا کے اندر کی
پیرتی ہوئی مچھلی مقدر اور مقرر کر دی گئی ہی اوس جانور کو ایک چالاکی اور قوت
خاص طیران اور عروج و نزول کی اور بھی تیزی اور سرعت خاص قوت نظر کی
اس طرح پر عنایت ہوئی ہی کہ اور کسی جاندار کو اس صفت خاص کا ایک شائبہ
بھی عنایت نہیں ہوا اسیطرح اور بعض بعض جانوروں کا بھی اختصاص ساتھ کسی
صفت خاص کے باقتضای حکمت خداوند حکیم و فیاض مطلق صرف ضرورت
نوعی خاص ہی کے سبب سے سمجھنا چاہیے پس یہ اختصاص خاص کسی نوع حیوان
کا دلیل اس بات پر نہیں ہو سکتا کہ وہ حیوان خاص حدت و قوت جملہ حواس میں
اور کمال اعتدال مزاج نوعی میں بدیل و عدیل نوع انسان کا واقع ہوا ہی یا
صفت کمال اعتدال میں انسان سے بھی زیادہ تر ممتاز خلق کیا گیا ہی کس واسطے
کہ جو حدت اور قوت ادراک حسی کی کمال اعتدال مزاج نوعی کے سبب سے
ہوا کرتی ہی وہ حدت و قوت مخصوص ساتھ ایک حاسہ خاصہ کے ہرگز نہیں ہو سکتی

بلکہ نسبت مزاج نوعی کے سبب سے توجملہ حواس مین اوس حدت اور قوت کا ظہور ضرور چاہیے رہا صرف ایک حاسہ خاصہ مین قوت کا زیادہ ہونا اور اور تمام حواس مین ضعف ہونا یہ نہین ہوتا مگر مزاج نوعی یا شخصی کے ایک نوع اقتضای خاص کے سبب سے یہان تک کہ بعض افراد انسانی مین بھی اس قسم کی حدت اور قوت خاص ایک حس کے ساتھہ ضعف اور تمام حواس وآلات کی خصوصیت مزاج شخصی ہی کے سبب سے ہوا کرتی ہے نہ بسبب کمال اعتدال مزاج شخصی کے غرضکہ ازدیاد قوت کسی ایک حاسہ خاصہ کا دلیل اوپر کمال اعتدال مزاجی کے نہین ہوسکتا علاوہ اسکے اول تو ہمارا کلام اس مقام پر درحقیقت صرف اوس حس مین ہے جس حس کے ساتھہ درک الم ذبح متعلق ہوا کرتا ہے یعنی قوت لمس اور اسمین شبہہ نہین ہے کہ کمال حدت اور قوت حس لمس کی بسبب کمال اعتدال مزاج نوعی کے مخصوص ساتھہ نوع انسان ہی کے کی گئی ہے اور کسی نوع کو انواع حیوان سے اس قوت احساس خاص مین انسان لطیف الجسد کے ساتھہ مساہمت اور مناسبت ہرگز معلوم نہین ہوتی دوسرے ہمارا مقصود بحث اس جگہ خاص پر بھیڑ بکری اونٹ وغیرہ حیوانات مخصوصہ ذبح سے ہے نہ اور تمام حیوانات سے اور ان حیوانات مخصوص بالذبح کا بہ نسبت انسان کے کمال ضعیف الحس اور قوی الطبع ہونا ایک امر بدیہی ہے کہ جسمین کچھہ بحث وکلام ہی نہین ہوسکتا اب ہم اسجگہ مولف مخزن الادویہ کے ایک قول کو نقل کرنا باقتضاے موقع وقت مناسب سمجھتے ہین مولف ممدوح نے بیان ضان یعنی گوسفند مین بموجب تحقیق بعض محققین اطبای اہل اسلام کے اسطرح پر ذکر کیا ہے اور کیفیت

خالق نوع گوسفند کو باین عبارت پیرایۂ شرح و بیان دیا ہی کہ نسبت بحیوانات دیگر
بسیار بلید و قابل تعلیم نیست و از کمال بلادت بر سر فالج می ایستد و وحشت و اضطراب
نمیکند و ہمین یک جہ علیت سمجھ آن و امثال آن است از حیوانات ضعیف النفس والا درک
زیرا کہ حیوانات قوی ذکی الحس و الادراک عند الذبح حرج و الم بسیار پیدا بند و نفس آنہارا
تعلقی بہ بدن خود و نفس ذابح پیدا شد و لہذا اکثر حرام شدہ اند در شرع شریف تمام
ہوا قول صاحب مخزن کا اور اس بیان سے ایک اور خدشہ بھی مٹ گیا تشریح
اوسکی یہ کہ اس مقدمے مین وجہ دوم اور سوم کے بیان مین جو یہ بات کہی
گئی تھی کہ حیوانات کو بسبب عدم ادراک عقلی کے حرمان لقبیہ حیات کا غم نہین ہو سکتا
اور تمتع نفس وجود و حیات کی بھی کچھہ قدر و منزلت بسبب لا یعقل ہونے کے اونکے
نزدیک نہین ہی ایک خدشہ اوس جگہ اس طریق پر متصور تھا کہ بندر وغیرہ بعض
حیوانات کے ادراک مین بھی تو نہایت ذکاوت ثابت ہوتی ہی گو وہ ادراک اون
بعض حیوانات کا ادراک عقلی نہی صرف مرتبہ فراست ہی سہی لیکن کمال ذکاوت
اون بعض حیوانات کے ادراک کے اوس درجہ پر پائی جاتی ہی کہ ادراک عقلی مین
اور اس ادراک مین کمتر فرق معلوم ہوتا ہی پس ساتھہ مشاہدہ ایسے ادراک کے
کس طرح یہ بات سزاوار تسلیم ہو سکتی ہی کہ حیوانات کو حرمان تمتع لقبیہ حیات کا غم
والم ہی ثابت نہین یا تمتع نفس وجود و حیات کی کچھہ قدر و منزلت ہی اونکے نزدیک
نہین ہی یہ سب خدشہ بیان مندرجۂ بالا سے بخوبی مندفع ہو گیا یعنی اگر بالفرض
ثبوت اوس درجہ غایت ذکاوت کا لبعض الانواع مین قبول ہی کر لیا جاے تو بھی
ہمارے مطلب خاص کے ثبوت کے واسطے کچھہ اصلا مضرت نہین ہی کس واسطے

کہ ہمارا کلام تو خاص بھیڑ بکری وغیرہ جانوران ماکول اللحم کی عدم ذکاوت مین ہی اور یہ بات ظاہر ہی کہ بندر وغیرہ بعض انواع حیوانات سے کے جس ذکاوت کا ذکر کیا گیا ان جانوران ماکول اللحم مین تو اوس ذکاوت کا کوئی اصلا شائبہ بھی ثابت نہین ہوسکتا بلکہ یہ جانوران مخصوص بالذبح تو تمام انواع حیوانات مین ساتھہ کمال بلادت ہی کے گویا بالاختصاص خاص کیے گئے ہین تمام ہوا

مقدمہ دوم یہان تک تو تمہید مقدمات کی تھی اب یہان سے بیان وجوہ ودلائل ثبوت رخصت وضرورت ذبح حیوانات کا شروع کیا جاتا ہی اور یہ بیان مشتمل ہی او پر چند مقاصد کے حضرات مستمعان والاشان جملہ وجوہ ودلائل کو بگوش اعتنا اصغا فرمائین مقصد اول مخفی او محتجب نرہے کہ معترضین جو امر ذبح کو خلاف مقتضای ترحم کہتے ہین اور اسیوجہ سے کارہ اور محترز اکل لحم سے رہتے ہین ہمارے نزدیک یہ دعوی معترضون کا محض بی اصل اور صریح غیر صحیح ہی کسواسطے کہ رحم نام ہی ایک کیفیت رقت قلبی کا کہ مقتضی تفضل و احسان کی بہ نسبت کسی دوسرے کے ہوا کرتی ہی اور عدم اختصاص اس صفت رقت قلبی کا ساتھہ کسی قوم وفریق کے فرق واقوام سے بمشاہدہ عینی ظاہر وباہر ہی بلکہ قطع نظر مشاہدہ عینی اور تجربہ حسی سے کے خود بداہت عقل بھی حاکم اسی بات کی ہی کہ ہرگاہ یہ صفت رقت قلبی ایک صفت خلقی طبعی ہی نہ کسبی ارادی مخصوص ہونا اس صفت خلقی طبعی کا ساتھہ کسی فریق ومذہب خاص کے گو وہ فریق فرقہ آزاد قیود و مذاہب ہی کیون نہو کسی طرح پر ممکن اور متصور نہین ہوسکتا پس اس صورت

مین باوجود غیر مخصوص ہونے ظہور صفت مذکور کے مخصوص ہونا ظہور مقتضاے
صفت مذکور کا یعنی تخلف اس صفت کا اپنے مقتضا سے باین طور کہ
صفت مذکور بعض قوم یا افراد خاص مین مانع امر ذبح سے ہوا اور اکثر مین نہو
کوئی معنی ہی نہین رکھتا اور کسیطرح معقول ومقبول نہین ہوسکتا الحق
بعض قوم یا بعض اشخاص خاص کے خلاف مقتضای طبع ہونے امر
ذبح سے خلاف مقتضای نفس ترحم ہونا اسکا کس طرح ممکن ہے کس واسطے
کہ فقط منکرین ہی کے گروہ خاص مین وجود ارباب ترحم دلی اور رقت
قلبی کا انحصار واقتصار تو نہ از روی تجربہ مشہود عقلای روزگار ہے اور
نہ بحکم بداہت عقلی کسیطرح سزاوار قبول واعتبار ہے بلکہ کثرت انواع افراد ہی
جملہ اہل مذاہب مجوزین ذبح کی نظر سے تو وجود ارباب رقت وحدلی
کا گروہ اقل قلیل منکرین مین عشر عشیر سے بھی کم بلکہ کالعدم متصور ہے پس
اگر امر ذبح خلاف مقتضاے نفس ترحم ہوتا تو بلا اختصاص کسی فریق خاص
کے جملہ ارباب ترحم کے مقتضا سے خلاف ہونا اسکا ضرور تھا اور ہرگاہ
خلاف ہونا اسکا جملہ ارباب ترحم کے مقتضا سے ثابت نہوا تو دعوی اسکے
خلاف مقتضای نفس ترحم ہونے کا محض بے اصل وصریح غیر صحیح ٹھہرا
یہان اگر کوئی شخص معترضون مین سے یہ بات کہے کہ امر ذبح نفس ترحم
کے مقتضا سے گو خلاف نہو لیکن کمال مقتضای غلبہ ترحم سے تو یہ
امر بلاشبہہ خلاف ہے اور انحصار واختصاص اتفاقی کمال غلبہ ترحم کا
عقلاً ناجائز نہین ہوسکتا اسکا جواب ہم اسطرح پر دیتے ہین کہ انحصار

واختصاص اتفاقی کمال غلبہ ترحم کا ساتھ بعض افراد اور اشخاص خاص کے
جائز سہی لیکن کسی مذہب وفریق خاص کے ساتھ تو یہ اختصاص بھی کیسیطرح جایز نہین
ہوسکتا علاوہ اسکے ہر گاہ امر ذبح کو تمنی صرف خلاف کمال ترحم قرار دیا اور
خلاف نفس ترحم ہونا اسکا قبول نہین کیا تو نہایت امر خفیف بلکہ اخف ہونا
امر ذبح کا تو خود تمھارے ہی قول سے ثابت ہو چکا معہذا ہم پوچھتے ہین
کہ ایک شخص یا چند اشخاص خاص اگر ادعا اختصاص کمال ترحم کا اپنے
ساتھ اور بھی ادعا مسلوب ہونے اس صفت کا اور تمام افراد ذی رحم
عالم سے ظاہر کرتے ہین تو اس دعوی کے واسطے آیا کوئی دلیل بھی
اونکے پاس ہی یا نہین اگر یہ دعوی اونکا بلا دلیل ہی تو ہم کب اوسکو
مانین گے اور کسطرح صحیح جانینگے اور اگر یہ دعوی مع الدلیل ہی تو
ہم پوچھتے ہین کہ آیا وہ دلیل کونسی ہی یہی خلاف مقتضای ترحم جاننا ذبح
جانورون کا دلیل اس دعوی کی ہی یا علاوہ اسکے اگر علاوہ اسکے کوئی
دلیل ہی تو بیان کرین اور اگر صرف خلاف ترحم سمجھنا ذبح جانورون کا ہی
دلیل ہی تو یہ دلیل تو اس جگہ کسیطرح معقول ومقبول نہین ہوسکتی کسواسطے
کہ امر ذبح کے خلاف مقتضای نفس ترحم یا کمال ترحم ہونے مین تو خود
اس جگہ بحث وکلام ہی ہی پس اس جگہ فقط امر ذبح کے خلاف ترحم سمجھنے
کو کسی شخص کے نفس رحمدلی یا کمال رحمدلی کے ثبوت پر بلکہ اوس شخص
خاص کی ذات واحد کے اندر اس صفت کے انحصار اور اقتصار پر دلیل
لانا کب معقول ومقبول ارباب عقول ہوسکتا ہی علاوہ اسکے یہ بات بھی

پر ظاہر ہو با ہر گز کسی ایک شخص یا چند اشخاص خاص سے اگر منع اکل لحم سے کیا
اور ذبح جانور کو خلاف ترحم قرار دیا تو ایسا اظہار کسی ایک شخص یا چند اشخاص خاص
کا کچھ خواہ مخواہ ترحم دلی ہی کے سبب سے بالیقین ثابت نہین ہو سکتا بلکہ
عقلاً بعض وجوہ وبواعث اور بھی اسکے ہو سکتے ہین جسطرح تنفر طبعی خلقی کسی
شخص خاص کا اکل لحم سے یا عدم رغبت و میلان طبعی خلقی طرف لحم کے یا بسبب
ناموافقت مزاجی کے یا لحوق کسی مرض خاص کے متضرر ہونا لحم سے یہ سبب
وجوہ بھی باعث تنفر و اجتناب کے ضرور ہو سکتے ہین پس اگر کسی ایک شخص
یا چند اشخاص خاص کو درحقیقت تو منجملہ ان وجوہ کے کسی ایک وجہ سے تنفر
واجتناب کلی اکل لحم سے لاحق ہو مگر بظاہر وہ ایک شخص یا چند اشخاص اپنے
کمال رحمدلی اور بےنفسی ظاہر کرنے کے واسطے اور اشخاص کو بھی
اکل لحم سے منع کرین تو یہ منع کرنا اونکا بعینہ ایسا ہوگا جس طرح کوئی شخص
عنین درا صل تو لذت مجامعت سے بے نصیب ہو لیکن بظاہر وہ شخص اپنا
اعتقاد لوگون کے دلون مین بٹھانے کے واسطے کمال تقدس جتانے
اور اور تمام آدمیون کو بھی ازدواج اور تناکح سے مانع آئے پس ثابت نا
ہونے ایسے ایسے احتمالات عقلی کے کسی شخص خاص کے ایسے دعوی
بے دلیل پر کس طرح تیقن کلی ثبوت رحمدلی کا ہو سکتا ہے بعد سننے اس
دلیل جلیل کے اتنا اور بھی معلوم کرنا چاہیے کہ اگرچہ خلاف مقتضائی ترحم
نہونا امر ذبح کا اس دلیل سے بوضاحت وصراحت تمام ثابت ہوا لیکن ایک
توہم اس جگہ البتہ باقی رہا یعنی ممکن ہے کہ منکرین اس مقام مین اس طرح پر

توہم کرین کہ اور تمام مذاہب و اقوام مین جو فعل ذبح اور اکل لحم حیوانات مروج ہی اور جملہ ارباب ترحم اون سب مذاہب و اقوام کے اسکو جائز رکھتے ہین یہ جائز رکھنا اون سبکا کچھہ دلیل اوپر عدم مخالفت اقتضای ترحم طبعی ہی کے نہین ہوسکتا بلکہ اصل بواعث اس جائز رکھنے کے اور ہین اول تبعیت مذہب دوم کمال مروج ہوجانا اس عمل کا پس اول تو اتباع امر مذہبی کے سبب سے کچھہ اصلا چون وچرا اس باب خاص مین نہین کرسکتے دوسرے بسبب کمال مروج ہوجانے اس عمل خاص کے سب اہل زمانہ گویا عادی اسکے ہوگئے ہین اور برائی اسکی اونکی آنکھون سے بالکل چھپ گئی ہی کسواسطے کہ رواج کے سبب سے جو امور کہ معیوب ہوتے ہین وہ بھی معیوب معلوم نہین ہوا کرتے ظاہرا اصل سبب جملہ ارباب ترحم کے اسباب مین چون وچرا نکرنے کی یہی دو ہین والا درحقیقت تو ترحم طبعی سے یہ عمل بالضرور خلاف معلوم ہوتا ہی کسواسطے کہ انھین سب مذاہب اقوام مین ایسے ذی ترحم اشخاص بھی ہوا کرتے ہین کہ باوجود گوشت کھانے کے اپنے ہاتھہ سے کسی جانور کے ذبح کرنے کو نہایت خلاف ترحم سمجھتے ہین بلکہ ذبح ہونا جانور کا اپنی آنکھہ سے بھی دیکھہ نہین سکتے چیونٹی کو توستانا اہل ترحم برا جانتے ہین چہ جای ذبح جانوران دیگر علاوہ اسکے اکثر فقرای اہل دل خود فریق اسلام مین ایسے گذرے ہین جنکے حالات ومقالات سننے سے معلوم ہوتا ہی کہ کسی جاندار کو ادنے ایذا دینا بھی گوارا نہین کرتے تھے یہانتک کہ بعض اس قسم کے اکابر کے کلام سے بلکہ خود بعض کتب دینیہ اہل اسلام سے اختیار کرنا مداومت والتزام اکل لحم

کا مذموم معلوم ہوتا ہے اور اختیار کرنا پیشہ قصابی کا بھی نہایت مذموم سمجھا گیا ہے پس ان سب حالات و مقالات کے سُننے سے ایسا مفہوم ہوتا ہے کہ امر ذبیح خلاف مقتضای ترحم تو ضرور ہے کیونکہ جملہ اہل ترحم جس مذہب و ملت سے ہون دل سے اس امر کو مکروہ و ناگوار سمجھتے ہین گو اتباع مذہبی یا کمال ترویج امر عادی کے سبب سے چون و چرا اسمین نکر سکین ہر گاہ تقریر تو ہم معلوم ہوئی تو اب جواب باصواب بھی اسکا سننا چاہیے مخفی نرہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ شانہ نے طبائع انسانی کو بہت سے اطوار و اقسام پر پیدا فرمایا ہے پس بعض تو اون مین اسقدر شدید القلب ہین کہ آدمی کا بیگناہ قتل کر ڈالنا بھی اونکے نزدیک کچھ بات نہین اور بعض اس درجہ رقیق القلب ہین کہ ایک چیونٹی کے ستانے کو بھی آدمی کے قتل سے کم نہین سمجھتے اور بعض آدمی بین بین واقع ہوے ہین اور بین بین کے واسطے بہت سے مراتب ہین یعنی کسی مین رحم غالب قہر مغلوب اور کسی مین قہر غالب رحم مغلوب اور کسی مین درجہ مساوات بعد دریافت کرنے ان تمام مراتب افراط و تفریط و اعتدال طبائع انسانیکے اس بات کا تحقیق کرنا چاہیے کہ آیا عقل کے نزدیک ان سب اقسام مین کونسی قسم درحقیقت لائق توصیف و مدح ہے اور کونسی قسم سزاوار ذم و قدح اور چونکہ دریافت کرنا ان مراتب کی خوبی و زشتی کا موقوف ہے اوپر دریافت حسن و قبح نفس مراتب قہر و رحم کے لہذا اول اس بات کو سمجھنا چاہیے کہ قہر و رحم اگرچہ دو صفتین ہین متضاد اور بادی النظر اہل ظاہر مین صفت رحم مطلقاً محمود معلوم ہوتی ہے لیکن اگر بچشم غور و تحقیق دیکھا جائے تو با وجود

متضاد ہونے ان دونوں صفتوں کے خیر محض یا شر محض ہونا کسی صفت کا بھی
ان دونوں میں سے ثابت نہیں ہے اور درحقیقت ہر ایک صفت انہیں سے
اپنے اپنے موقع پر مدح اور قدح دونوں کے ساتھ متصف ہو سکتی ہے لہذا
جسطرح رحم کرنا موقع رحم پر نہایت ممدوح ہے علی ہذا القیاس قہر کرنا بھی موقع
قہر پر نہایت ممدوح ہے خیال کرو کہ اگر کوئی شخص کسی ظالم خلق آزار پر رحم کرے
اور اعانت اوسکی چاہے یا مار خونخوار اور عقرب جان آزار اور اور تمام
درندہائے جفا کار پر رحم کرے اور تائید اونکی چاہے تو یہ رحم کسی ستمگار بد کردار
کے ظلم سے کسیطرح کم نہیں ہوتا ہرگاہ یہ معلوم کیا تو جاننا چاہیے کہ جو آدمی
محض رقیق القلب ہیں اور صفت رقت و ترحم نہایت درجہ اونپر غالب ہے
اور کسی موقع اور محل پر سوا لطف و ترحم کے قہر و خشم کا ظہور اون سے امکان
ہی نہیں رکھتا اگرچہ یہ غلبہ اونمیں غلبۂ صفت جمالی ہے لیکن حکمت و اخلاق کی
نظر سے یہ غلبہ بسبب اسکے کہ حد اعتدال مناسب سے متجاوز ہے درحقیقت مقدوح
ہے نہ ممدوح کیونکہ حکمت و اخلاق کی رو سے تو ہر ایک صفت کا حد اعتدال
مناسب ہی پر ہونا ممدوح ہوا کرتا ہے دیکھو کمال غلبۂ رقت و رحمدلی والے کا اقتضا
تو یہ ہوتا ہے کہ کسی قصاص کی ضرورت سے بھی قتل نفس واقع نہو اور مار خونخوار
اور عقرب جان آزار کو بھی کوئی نہ ستائے کسی آدمی کے پھوڑے کا چیرنا اور
زخم کا گوشت کاٹنا اور سختی سے دبا دبا کر آلایش زخم صاف کرنا بھی اوسکی نظر رقت
و ترحم میں نہایت شاق اور تکلیف مالا یطاق ہوا کرتا ہے یہانتک کہ ان سب
امور کی اپنی آنکھ سے دیکھنے کی بھی اوسکو کسیطرح تاب نہیں ہوتی چہ جائیکہ

کہ خود اپنے ہاتھ سے ان سب امور کو سرانجام دے سکے اور جو لوگ کہ ایسے امور کو کہ درحقیقت رحم بصورت تحریر ہیں اپنے ہاتھ سے سرانجام دیا کرتے ہیں اون لوگون کو بھی یہ شخص اپنی نظر رقت و ترحم مین نہایت درجہ بیرحم اور سخت دل سمجھا کرتا ہی لیکن ایسا غلبہ بیفرط صفت رحمدلی کا او سپر نظر حکمت و اخلاق مین کبھی کسی طرح ممدوح و غیر مقدوح نہین ہو سکتا بلکہ سخت دل رگزن و جراح و مارکش وغیرہ اشخاص جو نافع خلایق ہین اوس شخص کی رحمدلی سے ہزار درجہ بہتر ہین بعد معلوم کرنے اس تمام تمہید کے سمجھنا چاہیے کہ ہرگاہ قہر اور رحم دو صفتین خلقی طبعی ہین تو نہایت مغلوب القہر یا نہایت مغلوب الرحم اشخاص کا کسی ملت و قوم خاص کے ساتھ مختص ہونا تو ہو ہی نہین سکتا بلکہ ان دونون صفتون کے اشخاص ہر ایک ملت و قوم مین موجود ہوا کرتے ہین پس جو لوگ جس مذہب و قوم مین نہایت درجہ رقت قلبی اور ترحم دلی کے ساتھ موصوف و متصف ہین شان تو اونکی وہی ہی جو کہ اس سے پہلے ذکر کی گئی یعنی عمل رگزن و فصد و جراح و مارکش کو بھی بسبب کمال غلبہ رقت قلبی کے اپنی نظر سے نہین دیکھ سکتے لہذا اب ممکن ہی کہ ایسے اشخاص عمل ذبح کو سخت دشوار و ناگوار شمار نکرین اور اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا تو درکنار اور کسی شخص کے ہاتھ سے بھی ذبح ہونا کسی جانور کا دیکھ سکین بیشک مذہب اہل اسلام مین بلکہ تمام مذاہب و اقوام مین ایسے اشخاص بھی موجود تو ہوتے ہین لیکن ایسے کمال مغلوبی غلبہ رقت و رحمدلی سے نظر حکمت و اخلاق مین کچھہ ممدوح نہین بلکہ ممدوح وہی مرتبہ اعتدال مناسب ہی کہ موقع و محل کی نظر سے رحم و قہر دونون

کے مابین واقع ہوئیں جس طرح ایسے حضرات رحمدل کے عمل رگزن وجراح
ومار وعقرب کش کے نہ پسند کرنے اور نہ دیکھ سکنے اور سخت وشوار وناگوار
شمار کرنے سے یہ سب اعمال ممدوح مذموم ومقدوح نہیں ہوسکتے اور ظلم اور
بیرحمی کے ساتھ متصف نہیں کیے جا سکتے اسی طرح عمل ذبح بھی ایسے حضرات
مغلوب الترحم کے نہ دیکھ سکنے اور دشوار وناگوار شمار کرنے سے مقدوح و
ناممدوح کب ہوسکتا ہے اور ظلم وبیرحمی کب شمار واعتبار کیا جا سکتا ہے اور
چونکہ وجود سراپا جود ایسے حضرات کا ہر قوم وملت میں قلیل بلکہ اقل ہے اور
اکثر عقول وآرا تمام اہل مذاہب کے خلاف اسکے واقع ہوئے ہیں یعنی
مغلوب الرقت از روی خلقت اس طرح واقع نہیں ہوئے لہذا اعتبار
اکثر ارکا ہے نہ اقل کا غرضکہ ترحم قلبی ان بعض حضرات کا بسبب اسکے کہ
یہ صفت اونکی حد اعتدال متناسب سے خارج اور متجاوز واقع ہوئی ہے حکمت
واخلاق کی نظر میں کسیطرح معتبر نہیں ہے اور اگر ایسا مرتبہ کمال مغلوب الرقت
ہونیکا عقلا ممدوح ومعتبر ہوتا تو قتل وقصاص ظالمان خونریز کا اور مارنا
درندون کا اور سانپون اور بچھوون کا اور چیر پھاڑ کرنا جراحون کا اور ترسانا اور
رولانا اطفال خوردسال کا اوقات علالت میں قید وبنا بر شدت پرہیز سے یا
زدوکوب کرنا اطفال کا ضرورت تعلیم وتادیب سے یہ تمام امور بموجب حکم و
تجویز ایسے حضرات رحمدل کے ممنوع ومحذور ضرور قرار پاتے اور بے رحمی
اور سخت دلی محض سمجھی جاتی الحاصل کمال رحمدلی ایسے مغلوب الحال آدمیون
کی عقلا کسی طرح سزاوار اعتبار نہیں ہے رہا اکل لحم سے محترز رہنا بعض زہاد

کا وہ صرف ریاضت اور نفس کشی وغیرہ یا جمود و خمود نفس کے سبب سے
ہوا کرتا ہی نہ بنظر ظلم اور ناجائز سمجھنے اکل لحم کے اور مذموم سمجھنا پیشہ قصابی
کا دلیل اس بات کی نہین ہی کہ ذبح جانور کا ظلم اور ناجائز ہونے کے سبب سے
پیشہ قصابی مذموم سمجھا گیا ہی کس واسطے کہ بہت سے افعال اور امور دنیا
مین ایسے ہین کہ عقلاً اور شرعاً فی نفسہ مباح ہین مگر بطور پیشہ کے اختیار
کرنا اونکا مذموم و مکروہ سمجھا گیا ہی خلاصہ مدعا یہ کہ جو بزرگوار جس مذہب اور
قوم کے کمال غلبہ رقت قلبی کے سبب سے مغلوب الحال ہین ذبح جانور
اونکے نزدیک امر دشوار اور ناگوار تو ضرور رہتا ہی لیکن ایسا غلبہ رقت رحمدلی
ان حضرات کا نزد حکمت و اخلاق مین کسیطرح ممدوح ہی نہ سزاوار اعتبار بلکہ
جسطرح قہر مفرط عقلاً مذموم و مقدوح ہی اسیطرح رحم مفرط بھی درحقیقت
مذموم و ناممدوح ضرور ہی پسند کرنا ترحم بیجا و بیمحل کا عقل و انصاف دونون سے
نہایت دور ہی باقی رہی یہ بات کہ رحم مفرط قہر مفرط کیطرح اکثر احوال مین
ملوم و مذموم کس واسطے نہین ہوتا سبب اسکا یہ کہ ضرر قہر مفرط بیشتر متعدی
ہوا کرتا ہی اور ضرر رحم مفرط اکثر لازمی علاوہ اسکے صاحبان قہر مفرط سے
جس طور پر وقوع و شیوع ظلم و زیادتی کا اکثر جا متصور ہوا کرتا ہی صاحبان
رحم مفرط سے وقوع و شیوع ظلم و زیادتی کا اوس طور پر ہرگز متصور ہی نہین
ہو سکتا مگر وہ ان اشخاص خاص صاحبان رحم مفرط سے کہ ساتھہ رکھنے
اس صفت کے منصب حکومت بھی رکھتے ہون البتہ غلبہ صفت رحم بھی
مثل غلبہ صفت قہر کے اکثر جا مستوجب خلق آزاری کا ہوجایا کرتا ہی اسواسطے

کرے رحم بر ظالم ستم بر جان مظلومان بود ✣ لیکن اسکے ساتھ بھی فرق وتفاوت بالذات و بالتبع کاان دونون قسمون کے ضرر کے ظہور مین ضرور ہی پس قہر مفرط بالذات باعث ظلم و ستم ہی بخلاف رحم مفرط کہ قہر مفرط کی طرح بالذات کسی جا باعث ظلم و ستم کا نہین ہوتا اسی نظر سے غلبہ صفت رحم غلبہ صفت قہر کیطرح مذمت اور وقاحت کے ساتھہ معتبر اور مشتہر نہین کیا گیا

مقصد دوم واضح ہو کہ منکرین ذبح اور جملہ شدائد وتکالیف کو جو کہ آدمیون کے ہاتھہ سے حیوانات پر برابر جاری ہین بلا عذر وانکار وحجت وتکرار جائز سمجھتے ہین مگر تکلیف ذبح کو اشد تکلیف اور موجب فنای نفس حیوانی ہونے کے سبب سے نہایت قبیح اور ظلم صریح کہتے ہین ہمارا کلام اس مقام مین یہ ہی کہ تکلیف ذبح اشد تکلیف اور موجب فنای نفس حیوانی سہی لیکن مابین اس تکلیف اور جملہ انواع تکالیف مجربہ کے ایک تفاوت وامتیاز صریح اس قسم کا دیکھا جاتا ہی کہ اوس تفاوت وامتیاز کے لحاظ کرنے کے بعد اور تکالیف کو جائز اور تکلیف ذبح کو ظلم سمجھنا محض خلاف اور سراسر بعید از عقل وانصاف نظر آتا ہی تبئین مقال اور تفصیل اجمال یہ کہ تکلیف ذبح کہ عبارت صدمۂ موت سے ہی ایک امر ہی فی نفسہ ضروری الوقوع اور متیقن الوقوع کس واسطے کہ لحوق موت ہر ذی حیات کے واسطے بالیقین ضرور ہی اور ہنگام نزع روح تکلیف اشد کا ہونا یہ بھی خداوند خلاق حقیقی کے کارخانۂ قدرت ومشیت مین ایک مقرری دستور ہی بخلاف تکالیف دیگر وقوع اون تکالیف کا مثل تکلیف موت کے کوئی امر ضروری اور لابدی

عیلین ہوتا اور قطع نظر سببیت عمل مکلف خاص سکے وجود ضروری الوقوع غیر محتاج طرف سبب یا اسباب خاصہ کے نہین رکھتا بلکہ اصل حقیقت اور تمام تکالیف کی اسیقدر ہی کہ فقط سبب معین خاص ہیں یعنے دخل وتصرف عمل انسان ہی پر منوط اور موقوف ہوا کرتی ہین اور اصل سبب انکا سوا دخل وتصرف عمل خاص انسان کے اور کچہ نہین ہوتا لہذا اگر انسان اون تکالیف سے کسی حیوان کو باز رکہنا چاہے تو بلاشبہہ باز رکہہ سکتا ہی مگر تکلیف موت ایک ایسا امر ضروری الوقوع ہی جسکا ظہور محتاج طرف کسی سبب یا اسباب معینہ خاصہ کے ہرگز نہین کیا گیا اور نہ بچاؤ اوس سے کسی ذیحیات کا کبھی کسیطرح پر متصور ہو سکتا ہی پس نہایت عجیب بات ہی کہ جو تکالیف غیر ضروری الوقوع کہ جنکے حدوث ولحوق کا صرف انسان ہی سکے عمل و اختیار پر مدار ہی اور انسان کو حیوانات سکے اون تکالیف سے محفوظ رکہنے کا بھی اختیار ہی اون تکالیف سکے پہونچانے مین تو انسان ظالم نہین ٹھہرا اور جو تکلیف ضروری الوقوع کہ حدوث ولحوق اوسکا موقوف اوپر دخل وتصرف انسان کے ہرگز نہین رکہا گیا اور انسان کسی ذیحیات کو اوس سے محفوظ ہرگز نہین رکہہ سکتا بلکہ اگر انسان اوس تکلیف سکے بچانے کی ہزارون فکر وتدبیر بہی کرے تو بہی لحوق اوس تکلیف مقرر کا وقت خاص مین ضروری ہی ایسی تکلیف سکے واسطہ ایصال ہونے مین انسان ظالم وآثم قرار پایا اگر اس تکلیف ضروری بے اختیاری سکے واسطہ ایصال ہونے مین انسان گنہگار ہی تو اون تکالیف غیر ضروری اختیاری سکے پہونچانے مین

بدرجہ اولی گنہگار ہی اور اگر اون سب تکالیف مین گنہگار نہین تو اس
تکلیف مین گنہگار ہونے کے کیا معنی علاوہ اس وجہ کے ایک اور وجہ بھی
اسی قسم تفاوت و امتیاز کے درمیان تکلیف ذبح اور تکالیف مجبریہ دیگر کی
ثابت و متحقق ہی بیان اوسکا یہ کہ اور جملہ تکالیف مین کوئی فائدہ ذاتی
خاص حیوان مکلف کا اصلا نہین ہوا کرتا صرف انسان ہی کے فوائد ذاتی
پر ابتنا اون سب تکالیف کا ہوتا ہی بخلاف اس تکلیف ذبح کے کہ اوسمین
فائدہ ذاتی حیوان مذبوح کا بھی ضرور ہوتا ہی کیا ذبح کی تکلیف شدید سے
موت امراض کی اشد تکلیف مین تخفیف نہین ہوتی کیا حرکت آنے
ذبح تکلیف اشد زمانی موت امراض کو نہین کھوتی پس اس وجہ دیگر کی بنا
پر بھی یہ بات ظاہر و باہر ہی کہ ہرگاہ اور جملہ تکالیف جنکا ہمارے ہی فائدہ
ذاتی پر دار و مدار ہی اونکے پوہنچانے مین ہم کسیطرح گنہگار و خطا وار نہین
ہین تو جو تکلیف کہ اوسمین علاوہ ہمارے فائدہ ذاتی کے خود حیوان مذبوح
کا بھی فائدہ ذاتی ضرور ہوا کرتا ہی اوس تکلیف کے واسطہ ایصال ہونے مین
کس طرح ہم گنہگار اور خطا وار ہوسکتے ہین یہان اگر کوئی شخص یہ بات کہے
کہ سبحان اللہ کیا خوب فائدہ حیوان مذبوح کا تصور کیا ہی کہ اوس بیچارے
کی تو جان جاتی ہی اور کہتے ہین کہ اسمین اوسکا فائدہ ہی بھلا جب وہ بیچارہ
اپنی جان ہی سے گیا تو فائدہ اوسکا کیا ہوا اور بالفرض اگر فائدہ بھی ہوا تو
مرجانے کے بعد اوس فائدے سے اوسکو کیا حاصل ایسا فائدہ محض بیفائدہ
ہی جواب اس اعتراض کا اس طرح پر سمجھنا چاہیے کہ اگر دو شخص مجروح ہون کے

قتل و ہلاک کے واسطے کوئی حاکم اس طرح حکم دے کہ ایک مجرم کی گردن توفی الفور طرفۃ العین مین اوڑوا دیجا ے کہ خود دیکھنے والونکو حیرت ہو کہ آیا وہ شخص موجود تھا بھی یا نہین اور دوسرے کو قسم قسم کی تکلیفون اور تعذیبون کے ساتھہ کئی کئی روز یا کئی کئی پہر مین صعوبت اور اذیتین دے دے کر اس طرح پر مصیبتون کے ساتھہ قتل کرین کہ کبھی اوسکا لٹکا کر بیدون اور کوڑون اور زیر بندون سے خبر اوسکی لین کہ تمام بدن اوسکا از سرتا پا پھوٹ نکلے اور شرارے خون کے ہر بن موسے جاری ہو جائین کبھی لوہے کی سلاخین آگ مین سرخ کر کے اوسکے بدن کو سر سے پانون تک داغین کبھی تیل مین کپڑے تر کر کے اوسکے ہاتھون اور پانون مین لپیٹین اور مشعل کیطرح اوسکو جلائین کبھی اوسکے تمام زخمہاے بدن مین کوئی تیزاب یا نمک مرچ پسوا کر بھر دین کبھی آنکھین اوسکی نکلوائین کبھی کھال کھچوائین غرض اسیطرح انواع و اقسام تعذیبات بعید و عد کے ساتھہ جان اوس ناتوان کی نکالین تو کیا صرف اس نظر سے کہ آخر تو دونون مر ہی گئے ان دونون کی سختی اور آسانی کا فرق بنظر اونکے مراتب نفع و ضرر ذاتی کے کچھہ فرق معتبر متصور نہوگا اور ایک شخص کو بہ نسبت دوسرے کے گویا نہایت آسایش کے ساتھہ بے تکلیف محض مرنا اور کمال راحت کے ساتھہ گذرنا درحقیقت کوئی فائدہ ذاتی اوسکا نہین سمجھا جائیگا مرجانے کے بعد دونون کے رنج و راحت کا یکسان ہو جانا دوسری چیز ہے اگر اوس اعتبار سے دیکھا جاے تو بادشاہ کی کمال عشرت و کامرانی فقیر کی نہایت

نسبت اور کاہش جانی کے ساتھہ ایک ہی مرتبہ مین برابر متصور ہوسکتی
ہین کیونکہ انجام آخر سب کا فنا ہی اور فنا کے بعد ہر ایک رنج و راحت
دنیاے فانی کا کان لم یکن اور خواب و خیال ہو جانا ضروری ٹھہرا ہی
بلکہ مرنے کے بعد کا عالم تو ایک عالم ہی دوسرا ہی خود اسی جہان مین کوئی
راحت و رنج ایسا نہین کہ بعد گذر جانے کے کان لم یکن معلوم نہو پس
اصل خلقت انسانی کا تو اصل اقتضا یہی ہی یعنی اقتضای اصل خلقت
ہی سے انسان محض وابستہ حال اور بلحاظ رنج و راحت گذشتہ سے سراسر
فارغ البال پیدا کیا گیا ہی لیکن حالت بعد مرگ سے ہمکو اس جگہ بحث نہین
ہی بلکہ ہمارا کلام اس جگہ حالت آخر عمر اور زمان نزع روح مین ہی کہ جس وقت
و حالت سے زائد کٹھن کوئی وقت و حالت بھی ذیحیات کے واسطے نہین
ہوتی پس جو تفاوت دونون مجرمون کے قتل کا اور کمال سختی اور آسانی
کا اوس وقت اخیر مین بیان کیا گیا وہ تفاوت اس مرتبہ کا ہی کہ اگر ایک
ہی مجرم کے واسطے ان دونون صورتون کا قتل تجویز کیا جاے اور
احد الشقین کے قبول کا اختیار اوسکو باین طور دیا جاے کہ اگر مجرم مذکور
طالب آسانی موت کا ہی تو آج ہی گردن اسکی ایک طرفۃ العین مین اوڑا دیجاے
گی لیکن مہلت زندگی ایک روز کے واسطے بھی اس صورت مین اوسکو
حاصل نہوگی اور اگر آسانی موت سے اسکو کچھہ کام نہین بلکہ دو چار
چھہ مہینے زندہ رہنا چاہتا ہی تو مہلت زندگی اسکے واسطے اس شرط پر
منظور ہوسکتی ہی کہ کمال سختی موت کو یہ شخص قبول کرے یعنی بعد انقضای

مدت دو چار چھہ مہینے ایام مہلت کے انواع شدائد و اذیات کے ساتھہ سزا پائیگا اور جن جن تکالیف اشد کا ذکر اوپر گذر گیا اون سب تکالیف کے پانے اور مصیبتون کے اوٹھانے کے بعد قتل کیا جائیگا تو اس صورت مین باوجود اسکے کہ اختیار شق موت اشد تکالیف مین مہلت زندگانی کئی مہینے کی حاصل ہوسکتی ہے اور زندگانی ایک روز بلکہ ایک ساعت کی بھی جسقدر نہایت عزیز چیز ہے حاجت شرح و بیان کی نہین رکھتی لیکن اون تمام آلام کے ساتھہ مرنا جنکا ذکر کیا گیا ایسی مصیبت سخت ہے کہ جسکا گوارا کرنا ساتھہ لالچ زندگانی چند ماہ کے بھی کسیطرح پر متصور نہین ہوسکتا یقین تو یہی ہے کہ مجرم مذکور بمقابلہ موت آسانی کے چند ماہ کی زندگانی کو اون سب تکالیف کی شرط پر جنکا ذکر کیا گیا کبھی بھی اختیار نکرے گا اور اگر احیاناً کوئی شخص بسبب اسکے کہ وجہ ذہنی اور خارجی مین زمین آسمان کا تفاوت ہوا کرتا ہے اون سب شدائد متصورہ سے اغماض کر کے طمع زندگانی چند ماہ مین شق موت اشد ہی کو اختیار کر لے تو جس وقت وہ زمانہ اشد تکالیف اسکا اور اون تمام تکالیف کو یہ شخص اوٹھائیگا تو اوس وقت اپنے فہم سابق پر ضرور ہی پچتائیگا یہ ممکن ہی نہین کہ ایسے شق مصیبت کے اختیار کرنے سے اپنے اوپر یہ شخص نفرین نکرے اور اوس وقت اول کو جسمین اسکو اختیار اهون الشقین کے قبول کرنے کا دیا گیا تھا یاد کر کے اپنے حال پرملال پر نروئے اور موت شق ثانی یعنے قتل آسانی کو ایک دولت و عشرت بعید و مدنظر اوس حالت پرملالت کے سمجھکر آہ و زاری اور فریاد و بیقراری سے

اپنی جان اوسکے افسوس ہی مین نہ کھوئی پس موت راحت اور موت
سخت مصیبت سکے نفع و نقصان کا حال اور فرق و تفاوت بدرجۂ کمال
اس جگہ سے بخوبی تمامتر متصور ہوسکتا ہے الحق موت مصیبت تکالیف و
صعوبات مذکورہ بالا کے ساتھہ اس درجہ سخت تر ہے کہ جن تکالیف و صعوبات
کے مقابلے مین موت آسانی کو بمنزلہ راحت زندگانی تصور کرنا چاہیے
ہرگاہ یہ سب معلوم کیا تو اس بات کو سمجھنا چاہیے کہ موت ذبح حیوانات
کی کمال آسانی تو بالبداہہ ظاہر و باہر ہے یعنی یہ موت تو وہی موت آنی اور
موت کمال راحت و آسانی ہوا کرتی ہے جسکا ذکر احد القسمین قتل مجرم مین
کیا گیا رہی موت بدون ذبح یعنی سختی امراض کے ساتھہ مرنا حیوان کا اس
قسم کی کمال شدت اور صعوبت بہ نسبت قسم دوم یعنے موت مصیبت کے
اوس کمال شدت اور صعوبت سے کے جسکا ذکر قسم دوم قتل مجرم مین کیا گیا
اگر زیادہ نہین تو کم تو کسیطرح یہ متصور نہین ہو سکتی کس واسطے کہ اول تو ایسے
وقت تکلیف و مصیبت مین کہ جسکی ایک ایک پل ایک ایک سال کے برابر
اور پہاڑ سے زیادہ سخت تر ہوتی ہے کئی کئی روز یا اوسنے درجہ پہرون گھنٹون
مبتلا رہنا جاندار کا سختی مرگ و نزع روح مین اس شدت مصیبت کا کچھہ حد و
حساب ہی نہین ہے دوم یہ کہ تکلیف موت امراض اور نزع روح کی سختی فی نفسہ
ایسی بلا کی سختی ہے کہ جسکے مقابلے مین تمام دنیا کی تعذیبون کو نہایت کم
بلکہ کالعدم سمجھنا چاہیے کوئی تعذیب درسختی کیون نہو نہایت مبالغہ اوسکے
کمال تاذی سکے بیان مین انسان جس وقت کرنا چاہتا ہے تو یہی کہتا ہے

کہ فلان تعذیب وتکلیف سے جان پر بنگئی یا نزع کا حال ہوگیا یا دم لبون پر آگیا یا مرجانے مین کچھ باقی نہین رہا پس ہرگاہ اور تمام تعذیبات و تکلیفات کا دنیا مین انتہائی اندازعقلی یہی ہو کہ اون سب تعذیبات وتکلیفات کے مبالغہ اور حد شرح وبیان کا حالت جان بلبی اور نزع روح ہی پر قیاس کیا جاتا ہو تو اب خیال کرنا چاہیے کہ خود حالت اصل نزع روح اور جان بلبی کی جو کہ مشبہ بہ تمام جہان کی تعذیبات اور تکلیفات کی واقع ہوا کرتی ہو کس قدر بدبلا حالت ہو کہ کوئی درجہ اذیت وتکلیف کا اوس سے زیادہ تر متصور نہین ہوسکتا اور یہ بھی ظاہر ہو کہ اصل ذائقہ اوس حالت پر ملالت کا حیوان غیر ذبیح ہی کے ساتھ مختص کیا گیا ہو حیوان مذبوح کو اوس تکلیف جانگزا کے مزے سے گویا سوا ایک شائبہ کمتر غیر معتبر کے نہین پہونچتا سوم یہ کہ اکثر امراض شدیدہ مہلکہ کے شدائد وصعوبات اس درجہ کے ہوا کرتے ہین کہ جن شدائد وصعوبات کے سوق کے وقت انسان اپنی جان کے نکلجانے کی اکثر آرزو کرتا ہو اور بعض وقت تو غلبہ بیتابی مین اپنے تئین آپ ہلاک کرنے سے بھی نہین ڈرتا ہو پس وہ سب تکالیف شدیدہ جنکے سبب سے انسان اپنی موت کی آرزو کرے اور اپنے تئین آپ ہلاک کرنے سے نڈرے اور جملہ تکالیف موت معیبت سے جنکا ذکر احد الشقین قتل مجرم مین کیا گیا اگر زیادہ نہین تو کم تو کسیطرح پر متصور نہین ہوسکتےین الغرض تکلیف موت امراض کا غایت مصیبت جانی اور تکلیف موت ذبح کا بمقابلہ تکلیف موت امراض کی غایت راحت وآسانی ہونا

اور بھی قسم اول کا بہ نسبت دوم کے نہایت مبغوض اور نامرغوب اور دوم کا بمقابلۂ اول کے گویا مطلوب اور مرغوب ہونا نظر قیاس اندازہ شناس مین بالیقین ثابت و متحقق پس ایک قسم کے فائدے کو بمقابلہ قسم دوم کے فائدہ نہ سمجھنا یا دوسری قسم کے ضرر کو کمال ضرر متصور نکرنا سراسر خلاف ہدایت عقل و انصاف ہی خلاصہ مدعا یہ کہ تفاوت و امتیاز تکلیف ذبح کا از جملہ تکلیفات مجریہ حیوانات سے حسب وجوہ مذکورہ مسطورہ بادنی دقت نظر اس طرح پر ثابت ہی کہ جس تفاوت و امتیاز کے لحاظ کے بعد اور تمام تکالیف مجریہ کو جائز اور تکلیف ذبح کو ظلم اور ناجائز سمجھنا کسیطرح پسند و قبول ارباب عقول نہین ہوسکتا علی الخصوص تفاوت و امتیاز وجہ اول ہر دو وجوہ مذکورہ مسطورہ کا ایسا تفاوت شدید اور بون بعید ہی کہ جس تفاوت و امتیاز کے لحاظ سے فاعل فعل ذبح اور فاعل تکالیف مجریہ دیگر کو فرق و امتیاز موجد و مقلد اور مصنف و مولف کے قبیل سے تخئیل کرنا چاہیے یا حسب تحقیق علماے کلام و محققین اہل اسلام فاعل و کاسب کے فرق و امتیاز کی نظر سے متصور کرنا چاہیے یعنی فاعل فعل ذبح کو تکلیف ضروری الوقوع اور متیقن الوقوع مقرر من عند اللہ کے واسطۂ ایصال ہونے مین گویا بحکم کاسب یا مقلد یا مولف کے خیال کرنا سزاوار ہی اور فاعل تکالیف دیگر کو بسبب اسکے کہ اصل باعث اور علت معین اور سبب مستقل اون سب تکالیف کا وہی ہوا کرتا ہی گویا اصل فاعل یا موجد یا مصنف کے قبیل سے تخئیل کرنا لائق عقل و اعتبار ہی ہرگاہ اس تمام بحث و کلام کو معلوم کیا تو اب سمجھنا چاہیے کہ حضرات

مجوزین ذبح نے جو ایسی تکلیف شدید کا جاندار پر پونہچانا جائز رکھا ہی وجہ
اسکی یہ ہی کہ ان حضرات نے اس بات کا خیال کیا کہ ہرگاہ خلق حیوانات
صرف ہمارے ہی منافع اور کارروائی کے واسطے ظہور مین آیا ہی اور
حیوانات مورد و محل واقع ہوے ہین جملہ تکالیف شاقہ کی ہماری راحت
منفعت کے واسطے تو جس طرح ہم اور تکالیف غیر ضروری محتمل الوقوع کے
پونہچانے مین بلا حجت و تکرار عاصی اور خطاوار نہین ہوسکتی اسیطرح تکلیف
ضروری متیقن الوقوع کے واسطۂ ایصال ہونے مین بھی گو یہ تکلیف
تکلیف اشد ہی کیون نہ سہی بدرجۂ اولی عاصی اور خاطی نہین ہوسکتی علی الخصوص
اوس وقت مین کہ خود فائدہ ذاتی حیوان مذبوح کا بھی اس قسم تکلیف کی
تقدیر وقوع پر متصور ہی کس واسطے کہ جو تکلیف موت کا اشد تکلیف ہی واقع
ہونا تو اوسکا حیوان پر کسی سبب اور حیلے کے ضمن مین کیون نہو بلکہ
قطع نظر جملہ حیل و اسباب سے بھی ایک امر ضروری ہی کہ محفوظ رہنا حیوان کا
اوس سے کسیطرح ممکن ہی نہین ہوسکتا پس ایسی تکلیف ضروری الوقوع کے
ظہور مین واسطہ ہونا ہمارا خصوصا اوس تقدیر پر کہ خود فائدہ ذاتی حیوان
مذبوح کا بھی مد نظر اور متصور ہو نہایت اہون و اخف ہی ہماری اون تکالیف
کے واسطۂ ظہور ہونے سے جو کہ ضروری الوقوع ہرگز نہین ہین اور ظہور و
صدور اونکا صرف ہماری ہی فعل اختیاری پر معلق و منحصر کیا گیا ہی معہذا
کوئی فائدہ ذاتی حیوان کا بھی اونکے وقوع سے مد نظر او متصور نہین ہوتا
الحق جو چیز کہ صرف ہماری ہی منفعت خاص کے واسطے خلق کی گئی ہی اور

اور جملہ تکالیف غیر ضروری الوقوع اوسکی ہمارے واسطے مباح ملکہ واجبات
ضروریہ سے قرار دی گئی ہین تو اگر تکلیف ضروری الوقوع مستحیل السقوط بھی
اوسکی ہمارے ہی ہاتھہ سے واقع ہوئی تو کیا قباحت لازم آئی یہ تکلیف
تو اوسپر بدون اس ہمارے عمل و تصرف کے بھی ضروری واقع ہوتی ہم
اس تکلیف کو اوس سے ٹال تو کسیطرح سکتے ہی نتھے لیکن بدون ہمارے
واسطہ ہونے کے یعنی بسبب لحوق مرض کے اگر یہ تکلیف واقع ہوتی تو اوس
صورت مین چند قباحتین لازم آتین اول یہ کہ لحوق مرض الموت کی شدت
اوس جاندار پر شدید تر ہوتی دوم یہ کہ شدت مرض الموت باوجود اشد و ازید
ہونے کے شدت زمانی ہوتی نہ مثل شدت ذبح کے شدت آنی سوم یہ کہ
اوس صورت مین گوشت جانور مریض کسی مصرف کا بھی نہوتا کیونکہ سورش
امراض تھا اور قوت اور لذت بھی اوسمین باقی نرہتی اور اگر باقی بھی رہتی
تو نہایت قلیل کالمعدوم پس عمل ذبح سے یہ سب قباحتین جاتی رہین اور
تکلیف وہی واقع ہوئی جو کہ ضروری واقع ہونے والی تھی بلکہ اوس تکلیف
ضروری الوقوع مین غایت درجہ خفت اور سہولت حیوان مذبوح کیواسطے
صرف عمل ذبح کے سبب سے حاصل ہوئی یعنی کماً وکیفاً دونون طرح سے
اوس تکلیف مین کمال تخفیف ہوگئی الغرض درحقیقت تکلیف ذبح کا ضروری الوقوع
ہونا ہی اصل سبب اختیار ایسے عمل کا واقع ہوا ہے ورنہ محل غور و انصاف
ہے کہ بدون قصد ذبح و اہلاک کے اگر کوئی شخص کسی عضو حیوان کو کاٹے یا
اوسکے زخم بھی بلا ضرورت علاج وغیرہ کے لگائے تو یہ کاٹنا اور مجروح

کرنا تو دین اسلام مین سخت ممنوع و حرام ہی پس جس مذہب مین ادنے
جراحت ذی روح ناروا ہو کب ممکن تھا کہ ایسے پر ترحم مذہب کے ارباب
اولی الالباب اس درجہ تکلیف شدید کو اپنے عمل و اختیار سے جائز رکھتے
اور باوجود اوسکے ممکن الاندفاع ہونے کے دفع اوسکو نکرتے رہا یہ کہنا
کہ اگرچہ تکلیف موت ضروری الوقوع تو بلاشبہ تھی لیکن انسان ذابح کے
سبب سے اوسکے وقوع مین کسیقدر تعجیل اور تقدیم ہوگئی اور جو چیز کہ بعد
کسیقدر مہلت کے ظہور مین آنے والی تھی وہ آج ہی ظہور مین آئی کسیقدر
تمتع حیات بیچارے حیوان فانی کو باقی تھی وہ بھی حاصل نہونے پائی جواب
اسکا یہ ہی کہ مہلت ہونے سے اس تکلیف ضروری الوقوع کی شدت مین
کچھ کمی تو ہو ہی نجاتی پس انتظار مہلت کا نفس تکلیف کی نظر سے تو محض
بے سود تھا بلکہ جو مقصود یعنی تخفیف تکلیف کہ عدم مہلت ہی مین حاصل ہوا
وہ مقصود بھی مہلت دینے مین جاتا رہتا باقی رہا تمتع چندروزہ حیوان مذبوح
تمتع حیوانات کی حقیقت تو مقدمہ دوم کتاب سے بخوبی واضح ہو چکی ہی
یعنے تمتعات اضطراری تو درکنار تمتعات غیر اضطراری سے بھی محروم رکھنا
حیوانات کا واسطے حصول انتفاع ذاتی اپنے کے انسان کے حق مین باتفاق
جملہ عقلا جائز ثابت ہو چکا ہی چنانچہ باندھکر رکھنا جانورون کا اور بسبب قید و بند
کے محروم رکھنا اونکو دوڑنے اور کلیل کرنے سے اور باز رکھنا اونکے
بچہ ہاے شیرخوار کا قرب و مجاورت مادر سے واسطے بچانے شیر کے سب کام بلا بحث
و کلام مسلم و معمول جملہ عقلا سے انام ہو چکے ہین پس جس طرح حالت زندگی

حیوانات مین باز رکھنا اونکا تمتعات غیر اضطراری سے انسان کو جائز
ٹھہر چکا ہی اسیطرح ذبح کرنے کے ساتھہ بھی جواز باز رکھنے کا اس قسم تمتعات
سے بلاشبہہ مسلم بلکہ حالت زندگانی مین تو اونکو اس قسم تمتعات سے باز رکھنا
بہ نسبت اس دوسری صورت کے نہایت اشد ہی کیونکہ اوس حالت مین
جیتے جی ترسانا اونکا اس قسم مستلذات سے ہوا کرتا ہی بخلاف صورت دویم
کے کہ جیتے جی ترسانا اونکا لازم نہین آتا بعد سننے اس دلیل جلیل کے عجب
نہین کہ کوئی معترض اس طرح اعتراض کرے کہ ہرگاہ ضروری الوقوع ہونے
صدمہ موت کے سبب سے امر ذبح حیوان قبیح نہین ٹھہرا تو چاہیے
کہ قتل انسان بھی اس نظر سے قبیح نہ خیال کیا جاے اور بسبب اسکے
کہ لحوق موت تو انسان کے واسطے ایک روز ضروری ہی شرع اہل اسلام
اسیسے امر ضروری الوقوع کے واسطے ایصال ہونے کو بھی قبیح و مذموم
نہ ٹھہراسکے جواب اس اعتراض کا بھی سن لینا چاہیے مخفی نرہے کہ درمیان
نوع انسان اور اور تمام حیوانات کی تفاوت مراتب زمین و آسمان کا
ثابت ہی پس قتل افراد نوع انسانی کا ذبح افراد حیوانی پر کسیطرح قیاس
نہین کیا جاسکتا کس واسطے کہ ان حیوانات کی تو اصل خلقت ہماری ہی منافع
اور تمتعات ذاتی کے واسطے ظہور مین آئی ہی اور ہمارے منافع و تمتعات
ذاتی کے حصول مین مورد تکالیف ہونے کے واسطے ہی یہ پیدا کیے
گئے ہین بخلاف انسان کہ وہ ہمارے انتفاع و تمتع کے مورد تکالیف
ہونے کے واسطے در اصل پیدا نہین کیا گیا پس تکلیف ذبح حیوانا

ہماری طرف سے بسبب سوء تکالیف مقرر ہونے اوس حیوان کے
تکلیف فی محلہ ہی اور تکلیف قتل انسان ہماری طرف سے تکلیف فی محلہ
نہیں ہو سکتی دوسرے تکریم نوع انسان مانع ہی تجویز ذبح اور استحلال لحم افراد
انسانی سے تیسرے ہرگاہ ہماری شرع مین بدون نظر تمتع محض بفائدہ ذبح
کرنا حیوان ماکول اللحم کا بھی سخت ممنوع ہی تو ذبح کرنا انسان غیر ماکول اللحم کا جسکا
گوشت کھانا بھی سخت حرام ہی کس طرح جائز ہو سکتا ہی چوتھے افراد بشر کو خداے عالم
نے مدنی الطبع اور کفیل انواع حقوق و معاملات خلق فرمایا ہی لہذا قتل کرنا انسان
کا مستلزم ہوتا ہی اتلاف اصناف حقوق اور محروم کردینے ارباب اہل حقوق
کا اور ہرگاہ ذبح کرنا حیوان شیر دار کا بسبب رعایت حقوق اوسکے بچہ ہاے
شیر خوار کی نہیں چاہیے اور بھی ذبح کرنا کسی ایسے جانور کا جسکی ذات سے
ساتھ حق کسی دوسرے انسان کا متعلق ہو درست نہیں ہی تو انسان
مدنی الطبع جسکے ساتھ انواع حقوق خلایق اور اقسام معاملات وعلایق
متعلق کردیے گئے ہین اوسکا قتل کرنا تو اور بھی موجب قباحات شدید
اور بتجویز عقل و انصاف سے سراسر بعید ہی پانچوین جسطرح زمانہ تمتع اور بقاے
حیوان کا بمقابلہ تمتع نوع انسانی کے محض لاشی قرار دیا گیا ہی اور ذبح کرنا حیوان
کا واسطے تمتع انسان کے بلا لحاظ مہلت ہر نوع مباح تجویز کیا گیا ہی زمان
تمتع و بقاے انسان کو بھی اوسیطرح گو بمقابلہ تمتع اور انتفاع کسی دوسرے
فرد افراد انسانی ہی کی کیون نہو ہیچ و لاشی محض قرار دینا ہرگز نہیں ہوسکتا
کسواسطے کہ مقدمہ دوم مین بخوبی واضح ہو چکا ہی کہ ادنی ساعت تمتع اور

بقای نفس انسانی کی تمتع وبقای نفس حیوانی کے صدہا اور ہزارہا سال سے
بھی عزیز وگران بہا ہوا کرتی ہے مقصد سوم مخفی نرہے کہ معترضین ہرگاہ
اہل اسلام سے پوچھتے ہین کہ تم حیوانات کو کس واسطے ذبح کرتے ہو ایسا
ظلم تمنی ذی روح پر کس طرح جائز ٹھہرایا ہے اہل اسلام اونکو جواب دیتے ہین
کہ ذبح کرنا ہمارا ان جانورون کو بامر الٰہی ہے اور اصل مالک وخالق جسم وجان
کیطرف سے ہم اس امر مین ماموراور مجاز ہین مخالفین اس بات کو سنکر
اس طرحپر اعتراض کرتے ہین کہ خداوند احکم الحاکمین باوصف عادل ورحیم و
کریم ہونے کے ایسا ظلم صریح اور حکم قبیح ہرگز تجویز نہین کرسکتا اور کسیطرح
عقل مین نہین آتا کہ خداوند رحیم نے باوصف عادل وکریم ہونے کے ایسا
حکم قبیح کیا ہو اور اس طرح کا اذن متضمن ظلم صریح دیا ہو ہرگاہ تقریر اعتراض معلوم
ہوئی تو اب اسکا جواب باصواب بھی سننا چاہیے مخفی نرہے کہ معترضین جو
اس حکم سے نسبت ظلم خداوند حکیم وکریم بحق مالک ومختار مطلق کیطرف سمجھتے ہین
یہ سمجھنا اونکا مبنی ہے اوپر چند قیاسات مع الفارق کے اور وہ چند قیاسات
مع الفارق یہ ہین اول قیاس خالق کا اوپر مخلوق کے دوم قیاس مالکیت
ومختاریت مطلقہ کا اوپر مالکیت ومختاریت مقیدہ کے سوم قیاس مملوکات
حقیقیہ کا اوپر مملوکات مجازیہ کے اور بطلان ان سب قیاسات کا بر ظاہر
وباہر ہے اور زیادہ تر اس کلام کی تصریح اور اس مقام کی تشریح کو باین طور غور
کرنا چاہیے کہ ظلم کہتے ہین تصرف ملک غیر کو خداوند تعالے تو مالک حقیقی ان
تمام جانورون کا ہے اگر اپنے ملک خاص مین اوس مالک حقیقی نے ایسا تصرف

کیا اور قبضہ واختیار اپنے ملک خاص کا اپنی مشیت وقدرت سے کسی
دوسرے کو دیا تو یہ تصرف بیجا تو کسی طرح نہین ٹھہرا مثال اسکی اسطرح
سمجھنا چاہیے کہ مثلاً اگر کسی کوزہ گر نے کچھ برتن بناکر کسی دوسرے
آدمی کو اون برتنون کے توڑ ڈالنے کی اجازت دی تو کیا یہ اختیار
دینا اوسکا اپنے ملک کے تصرف مین عقلاً ظلم کہلائیگا اور خلاف انصاف
سمجھا جائیگا ہان اس قدر خیال اس موقع پر البتہ ہوسکتا ہے کہ آیا یہ توڑنا برتنون
کا کسی فائدے کی نظر سے واقع ہوا یا محض عبث پس جو لوگ کہ اوس کوزہ گر
کو مرد زیرک وفہیم صاحب عقل سلیم سمجھتے ہونگے وہ تو اس حرکت کے دیکھنے
سے غالباً ایسا خیال کرینگے کہ چونکہ یہ کوزہ گر مرد زیرک وفہیم اور صاحب عقل
سلیم ہے ایسا تصرف اپنے ملک مین اس شخص سے غالباً کسی مصلحت اور
منفعت ہی کی نظر سے واقع ہوا ہوگا گو وہ مصلحت اور منفعت ہمارے ذہن
سے دور اور مستور ہی کیون نہو اور جو لوگ کہ اوسکی عقل وفراست پر اس قسم
کا اعتقاد اور اعتماد نہین رکھتے اونکو اس حرکت سے یہ گمان ہوگا کہ ایسا
تصرف اس شخص کا چونکہ تصرف اپنے ملک مین ہے ظلم وزیادتی تو کسیطرح
متصور نہین ہوسکتا لیکن ایک امر عبث ولغو محض کا واقع ہونا البتہ معلوم و
مفہوم ہوتا ہے الحاصل تصرف کرنا اپنے ملک حقیقی مین گو وہ تصرف کسی نہج پر
کیون نہو ظلم تو کسی طرح گمان نہین کیا جاسکتا بلکہ تصرف مصنوعات مجازیہ کوزہ گر
پر بھی ظلم وستم ہونیکا خیال یا احتمال نہین کیا گیا البتہ کوزہ گر کی حرکت پر عبث
وفضول ہونے کا خیال واحتمال ضرور ہوسکتا ہے لیکن خداوند حکیم برحق اور مالک مطلق

سکے امور وافعال ہین تو اس خیال واحتمال کو بھی دخل ومجال نہین ہے کیونکہ
ہرگاہ اس کوزہ گر کے مرد فہیم اور صاحب عقل سلیم سمجھنے کی تقدیر پر باوجود
خالق اور مالک حقیقی نہونے کوزہ گر مذکور کے بھی خیال واحتمال صدور امور
عبث وفضول کا مشکل گنجایش رکھتا ہے تو خداوند خلاق عالم وآفاق تو بالے
سرسے کا حکیم ودانا اور خود خالق تحقیقی اور مالک حقیقی عقل اور عقلا کا ہے اوس
خالق وحکیم بحق اور مالک مطلق کے امور وافعال ہین ایسے خیال اور احتمال
کو کب گنجایش دخل ومجال ہوسکتی ہے خلاصہ مدعا یہ ہے کہ حکم ذبح اوس خداوند حکیم
بحق اور مالک مطلق کیطرح سے مورد اعتراض وچون وچرا کسی طرح نہین ہوسکتا ہے
ورنہ جس قدر ذی روح حکم خدا سے ہلاک ہوتے ہین چاہیے کہ اون سب کا
اہلاک بھی نعوذ باللہ منہا ظلم ہی ٹھہرے دیکھو خداوند تعالے کے حکم سے
جس طرح ہزار ہا بلکہ لکوکہا جاندار ہر روز پیدا ہوتے ہین اوسیطرح ہزار ہا بلکہ
لکوکہا اوسکے حکم سے ہر روز ہلاک بھی ضرور ہی ہوتے ہین پس کیون اس قدر
جانون کے ہر روز ہلاک کرنے سے کوئی عاقل یا جاہل اوس خداوند احکم الحاکمین
کے حکم محکم پر ظلم وستم کا اطلاق بلکہ اوسنے خیال واحتمال بھی نہین کرسکتا
حال آنکہ اور کوئی شخص اگر ایک جان کو بھی بلاوجہ ہلاک کرتا ہے تو ہر ایک
کے نزدیک بالیقین ظالم وستمگار قرار پاتا ہے موذی خلق آزار ضرور کہلاتا ہے
اصل سبب اسکا یہی ہے کہ خداوند احکم الحاکمین تو خالق تحقیقی اور مالک حقیقی
جملہ اشیا کا ہے اوس خالق تحقیقی کو اپنی دی ہوئی جان کے لیے لینے مین
بہر نوع اختیار ہے اوس مالک حقیقی کے معاملات مین کس شخص کو مجال رد

دانشا رہےؔ ہرسے کند ہرچہ خواہد بر و حکم نیست ✤ کہ جان دادن و کشتن او را یکیست ✤ ہرگاہ خداوند خلاق جل آفاق نے تمامی مخلوقات کو فانی غیر باقی خلق فرمایا ہے اور خود حکم و حکمت بالغہ اپنی سے صدور و مرور اجل موجل کا ہر ذی حیات بے ثبات پر واجب و لازم اور فرض و متحتم ٹھہرایا ہے تو در حقیقت مآل کار ہر حیوان کا مرنا اور اس جہان بے بنیان سے ایک روز گذرنا ہے اور اوسیکے حکم و تقدیر سے اس عالم اسباب میں ہر ایک ذی روح فانی کے ہلاک ہونے کے واسطے ایک سبب ظاہری بھی مقرر و مقدر ہو چکا ہے پس جس طرح اور تمام جانداروں کے ہلاک کے واسطے حکم و حکمت الٰہی سے طرح طرح کے بواعث و اسباب مقرر و مقدر کیے گئے ہین اسیطرح ماکول اللحم جانوروں کے واسطے ذبح ہونا بھی سبب موت اوسکے حکم و حکمت سے مقرر و مقدر ہوا اور جس طرح اور تمام اسباب مین اوس سبب حقیقی پر اعتراض نہین ہو سکتا اسیطرح اس سبب خاص یعنی حکم ذبح کے مقرر کرنے پر بھی اعتراض کی مجال اور طعن کا احتمال ہرگز کسی طرح نہین ہے متعصب جہال جو لوگ حکم ذبح کو تجویز ظلم خیال کرتے ہین اور خداوند رحیم و کریم کی طرف سے وقوع اس حکم کا سراسر محال اور خارج از دائرہ وہم و خیال سمجھتے ہین اون حضرات سے یہ پوچھنا چاہیے کہ آیا جو جانور کہ بدون ذبح لحوق امراض کے سبب سے مرا کرتے ہین وہ موت اونکے امراض کے سبب سے شدت تکلیف مین موت ذبح کے برابر ہوتی ہے یا اوس سے زائد یا کمتر یہ بات تو ظاہر ہے کہ تکلیف موت امراض تکلیف موت ذبح سے بدرجہ زیادہ تر ہوتی ہے سوائے

کہ اول تو یہ تکلیف تکلیت دفعی آتی ہے اور وہ تکلیف غالباً تکلیف ممتد زمانی دوم یہ کہ اشتداد اکثر امراض کا فی نفسہ اس قدر سخت ہوا کرتا ہے کہ کسی دوسرے نفس پر اوس اشتداد کا ایک نظر اپنی آنکھ سے دیکھ لینا بھی انسان ضعیف البنیان کو سخت دشوار و ناگوار گذرتا ہے بلکہ بعض امراض کی شدت سے تو مریض کو دفعتاً اپنا ہلاک کر ڈالنا بھی بہت آسان معلوم ہوتا ہے اذا ابتلی الانسان بہلیتین فاختار اہونہما کے اقتضا سے وہ مبتلائے بلا چار و ناچار موت ہی کو اختیار کر کے جان عزیز اپنی آپ اپنے ہاتھ سے کھوتا ہے اور قطع نظر شدت مرض سے کہ نفس نزع روح بدون ذبح کے ایک ایسا صدمہ سولہم و صعب ہے کہ خدا کی پناہ کمال صعوبت اوسکی ہرگز احتیاج بیان نہین رکھتی بخلاف ذبح کہ ایک طرفۃ العین مین جو حالت بہ دلالت حیوان مذبوح پر جاری ہوا کرتی ہے کخطفت البرق گذر کر رفع ہو جایا کرتی ہے کیسی ہی اذیت و تکلیف اشد کیون نہو ایک لمحہ بعد مین جان اوس ذبیح ناتوان کی نجات ابدی اوس اذیت و تکلیف اشد سے پایا کرتی ہے الحاصل موت امراض کا نہایت اشد اور بلائے بد ہونا نزدیک عقل و قیاس اندازہ شناس کے اس درجہ ثابت و متحقق ہے کہ موت دفعی مثل موت ذبح کے تئین اکثر عقلا بمقابلہ اوسکے نہایت آسانی بلکہ موجب راحت جاودانی تصور کیا کرتے ہین چنانچہ عقلائے فرنگ نے جو جانور مریض مایوس العلاج مبتلائے رنج و بلا کو ضرب گلولہ تفنگ سے مار ڈالنا قرار دیا ہے صرف اسی مصلحت سے تجویز کیا ہے کہ اقسام آلام و اسقام طولانی زمانی کا ایک تکلیف دفعی آنی سے رفع دفع کر دینا عین مرحمت و احسان اوس

حیوان رنجور ناتوان کے واسطے بحکم عقل و نظر مقرر و متصور کرچکے ہین ہرگاہ نہایت اشد اور بلای بد ہونا موت امراض کا اور بہ نسبت اوسکے غایت آسان اور خفیف التکلیف ہونا موت ذبح کا واضح کیا گیا تو اب ہم معترضون سے یہ بات پوچھتے ہین کہ آیا جو شدائد بعید و عدم موت امراض مین جاندارون پر ہوا کرتے ہین اون سب شدائد کو تم بحکم خداوند احکم الحاکمین سمجھتے ہو یا نعوذ باللہ کوئی اور بھی دوسرا زبردست خداوند غالب پر غالب ہو کہ جو خداوند تعالے کے مخلوق اور مملوک جاندارون کو ایسی مصیبت اور تکلیف سے مارتا ہو اور خداوند کو اوسکے پنجہ ظلم سے ان عاجزون کے چھوڑانے کی طاقت ہرگز نہین ہوتی پس ہرگاہ تم قائل ہو جاؤ گے کہ نہین یہ سب شدائد امراض اور تکالیف موت خداوند احکم الحاکمین ہی کے حکم و تصرف سے ہوا کرتے ہین تو اوسوقت ہم تمسے پوچھین گے کہ آیا اون شدائد زائد از ذبح کو بھی تم ظلم سمجھتے ہو یا کیا اگر اونکو بھی ظلم سمجھتے ہو تو امر ذبح کے ظلم فرض کرنیکی تقدیر پر بھی خداوند تعالے کی طرف سے حکم ذبح کے محال ہونے کا خیال ہرگز تمکو نہین چاہیے اور اگر اون شدائد زائد از ذبح کو تم ظلم نہین کہتے تو ذبح کے شدائد کب ظلم ہو سکتے ہین جو توجیہ تم اون شدائد زائد مین کروگے وہی توجیہ ہم ذبح مین بھی کرینگے بعد سننے اس دلیل جلیل کے معلوم کرلینا چاہیے کہ شدائد موت تو ہر ذیحیات کے واسطے امر و ارادہ الٰہی سے بالیقین مقرر اور مقدر ہوئے ہین لیکن اون شدائد کی دو قسمین ہین ایک شدت موت امراض دوسری شدت موت ذبح چونکہ قسم اول بہ نسبت ثانی کے نہایت اشد ہے لہذا بعض حیوانات کے

واسطے جنکی طرف لطف خداوندی متوجہ ہوا قسم ثانی ہی خاص کی گئی پس تخصیص حکم ذبح واسطے بعض حیوانات کے حضرت خداوند حقیقی کیطرف سے کمال لطف ہے نہ ظلم کہ موت اشد سے ان ضعیفان خستہ جان کو بچایا اور بعوض اوس موت اشد کے موت اہون واخف کے ساتھہ باختصاص خاص فرمایا مخالفین اس دلیل کو سنکر دو اعتراض کرینگے اول یہ کہ اگر موت ذبح اہون اور عین لطف خداوندی تھا تو آدمیون کے حق مین کس واسطے یہ لطف تجویز نہین کیا گیا حالانکہ نوع انسان بہ نسبت اور حیوانات کے الطاف خداوندی کے ساتھہ زیادہ تر احق والیق ہے پس چاہیے تھا کہ آدمیون کے واسطے بھی بجاے موت مرض موت قتل ہے خاص کیجاتی اعتراض دوم یہ کہ موت امراض اختتام ایام حیات پر ہوا کرتی ہے بخلاف موت ذبح کہ قبل اتمام ایام حیات حیوان کو مار ڈالتے ہین لہذا ظلم ہونا اسکا نفس فعل ذبح کے سبب سے اگر ثابت نہوا تو قبل اتمام ایام حیات اسکے ذبح کر ڈالنے کے سبب سے تو ضرور ثابت ہوگا اب جواب باصواب ان دونون اعتراض کا بھی سننا چاہیے جواب اعتراض اول کا یہ ہے کہ موت ذبح موت مرض سے اہون اور احسن تو بلاشک ہے اور کمال لطف خداوندی ہونا اس موت کا حق انسان مین بھی مسلم چنانچہ مقتول بالظلم اور مقتول بالقصاص دونون کے حق مین موت ذبح کا لطف من اللہ ہونا جملہ اہل ادیان کے نزدیک ثابت اور متحقق ہے لیکن سوا ان خاص صورتون کے مطلقًا جو یہ قسم موت انسان کیواسطے تجویز نہین کی گئی اسکیواسطے کئی وجہین ہین جہ اول یہ کہ نوع انسان عند اللہ بہت مکرم ہے

پس غایت تکریم اسکی مانع ہو حکم ذبح اسکے سے اور بھی رخصت اکل لحم اسکے
سے شل لحوم اور حیوانات کے وجہ دوم یہ کہ نوع انسان بسبب کمال علو
مرتبت اپنے کے اور بھی بسبب نطق وادراک کے مخصوص کی گئی ہو ساتھ
ابتلا کے اور تکالیف مخصوصہ انسان کے اشد ہین تکالیف حیوانات سے
لہذا اقسام موت سے بھی جو قسم اشد تھی وہی قسم ساتھ انسان کے خاص
کی گئی اس جگہ کوئی یہ بات نکہے کہ موت اذیت اشد تو ظلم سے مقتول ہونیوالون
کے مشہور ہو نہ امراض سے مرنے والون کے کیونکہ شدت تکالیف مظلوم
قتل ہونے والونکی جو مشہور ہو وہ اس معنی کر نہین کہ نفس تکلیف موت
قتل جو حرکت دفعی آنے سے کخطف البرق گذر جایا کرتی ہو وہ تکلیف فی النفسہ
تکلیف شدائد موت مرض سے کچہ زیادہ ہوتی ہو بلکہ مظلوم قتل ہونے کے
جو شدائد و تکالیف مشہور ہین وہ اور شدائد و تکالیف ہین جو اس تکلیف
دفعی آنی کے قبل اکثر لاحق ہوا کرتی ہین علاوہ اسکے مظلوم ہونا کسی ہمجنس
کے ہاتھ سے یہ بھی زیادہ تر باعث رقت دلی اور ترحم قلبی کا ہوا کرتا ہو ورنہ
اس بات مین کسیطرحکا شک نہین کہ موت ذبح اکثر اقسام موت امراض سے
تو شدت تکالیف مین خفیف ہی واقع ہوئی ہو وجہ سوم یہ کہ انسان کو تو خداوند
تعالی نے ساتھ کمالات معانی اور جسمانی دونون کے مشرف فرمایا ہو اور
حیوانات صرف صفات جسدی کے ساتھ متصف کیے گئے ہین پس
چونکہ بعد انقراض عہد شباب اور شروع زمان انحطاط جسد کے صفات جسدیہ
کو سوا تنزل و انہدام روز بروز کے اپنی حالت موجودہ پر بھی تا حین حیات

قیام وثبات کسیطرح ممکن نہین ہوسکتا لہذا وجود حیوان کا بعد ختم عہد شباب اور شروع زمان انحطاط جسدی سکے بحکم اوس درخت سکے ہوا کرتا ہے جس درخت کا زمان برگ وبار تمام ہوجاسے اور خشک ہونا شروع ہوکر زوال و اضمحلال روز بروز اوس مین راہ پائے یا مثل درخت موز کے ایکبار بار لاکر گو خشک بھی نہو مگر بارو گر ہرگز بار نہ لائے باغبان عاقل ایسے درخت کو جسوقت بیکار محض پاتا ہے تو بلا خوف وانداشیہ تیشہ اوسپر چلاتا ہے بلکہ جو درخت کہ بار و اثمار اون سے مقصود نہین ہوتے صرف شاخ و برگ ہی مطلوب ہوا کرتے ہین اون درختون سکے قطع کرنے مین تو باغبان عاقل اتمام ایام برگ وبار کا انتظار بھی نہین دیکھتا بخلاف اوس درخت سکے کہ جس سے ہمیشہ یعنی جس وقت تک کہ وہ اپنے بیخ پر قائم رہے گو کیسا ہی پرانا کیون نہو جاسے توقع بار و اثمار یا اور کسی قسم منافع عظیمہ اور فوائد عمیمہ کی ہوتی ہے اوس درخت کو باغبان عاقل کبھی حکم قطع کر ڈالنے کا نہین دیتا اور کبھی کسی حال مین بھی لائق قطع اوسکو نہین سمجھتا پس حیوانات کیطرح افراد نوع انسانی کا ذبح تجویز نکرنا بھی اسی مصلحت پر ہے کہ آدمی کیسا ہی ضعیف و لاغر اور از کار رفتہ کیون نہو جاسے لقا و اجرا کمالات روحانی اور صنائع کسبی کا اوس سے ہر وقت اور ہر حالت مین مامول و مترقب الحصول ہوا کرتا ہے مثل حیوانات سکے ضائع اور بیکار کسی وقت اور کسی حالت مین بھی متصور نہین ہوسکتا یہان تک جواب اعتراض اول کا تھا اب جواب اعتراض دوم سنیے — واضح ہو کہ اول تو قبل اتمام ایام حیات سکے ذبح ہونا جانورون کا ہرگز متصور ہی نہین کیونکہ بمقتضای عزای لکل شئے اجل

اعتقاد اہل حق مین ہر شے کے واسطے حکم و تقدیر خداوند علیم و قدیر سے
ایک اجل موجل مقرر ہی پس جسوقت کہ جانور ذبح کیا گیا بالضرور یہی وقت اجل
موجل اوسکا علم الٰہی مین مقرر تھا یہان اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ
درصورتیکہ بدون اجل موجل کے کوئی جاندار قتل نہین ہوسکتا تو چاہیے کہ
اگر انسان کو بھی کوئی شخص ناحق قتل کرڈالے تو وہ قتل کرنا بھی کسی طرح مورد
اعتراض اور مستوجب مواخذہ اور قصاص کا ہرگز نہو کیونکہ وہ قتل بھی نہین واقع
ہوگا مگر اجل موجل پر تو جواب اس اعتراض کا یہ ہی کہ انسان کے قاتل کے حق
مین جو حکم مواخذہ و قصاص کا شرعًا و عقلًا ثابت ہی وہ حکم صرف تکریم نفس
انسانی اور حفظ نظام عالم کے سبب ہوتا ہی نہ بنظر اسکے کہ قبل اجل موجل مقتول
کے یہ قتل وقوع مین آیا دیکھو اگر کوئی شخص ایسے مرض مین مبتلا ہو کہ جانبری
اوس سے عقلًا کسیطرح پر متصور ہی نہو سکے اور عین حالت احتضار مین اوس
شخص کو کوئی آدمی قتل کر ڈالے یا آنکہ جو شخص کہ مدت عمر طبعی اپنے کو تمام کر چکا
ہو اوسکو کوئی شخص ہلاک کر ڈالے تو باوجود اس بات کے کہ یہ دونون قتل عقلًا
اجل موجل ہی پر واقع ہونگے لیکن قاتل ان دونون عمر تمام کردہ مقتولون کا
بھی عقلًا اور آئینًا ماخوذ بقتل و قصاص ضرور ہوگا کوئی حاکم بخیال اسکے کہ اجل
موجل تو ان دونوان مقتولون کی آہی گئی تھی اب مواخذہ اسکا قاتل مذکور سے
کیا ضرور ہی قاتل مذکور کو معذور و بے قصور نہ سمجھیگا پس معلوم ہوا کہ معاملہ
قصاص قتل انسانی مین اسباب کو ہرگز دخل نہین ہی کہ آیا عمر طبعی مقتول کی عقلًا
تمام ہو چکی تھی اور حین اجل موجل اوسکے سر پر پہونچ چکی تھی یا نہین بلکہ تکریم

نفس انسانی اور حفظ انتظام عالم اصل سبب اس مواخذہ قتل و قصاص کا ہوا کرتا ہے
اور اگر لحاظ تکریم نفس انسانی اور حفظ انتظام عالم اصل سبب اس مواخذہ کا نہوتا
تو کوئی حاکم عاقل و عادل عمر تمام کردہ مقتولون کے قصاص مین نوعمر قاتلون
کا اہلاک بلا اندیشہ و باک کسیطرح تجویز نکرتا الحاصل قبل اتمام ایام حیات کے
اول تو ذبح ہونا جانورون کا ہرگز متصور ہی نہین ہے علاوہ اسکے ہم یہ پوچھتے ہین
کہ اگر ذبح کرنا تجویز اہلاک قبل اتمام ایام حیات کے ہے اور اسی سبب سے اسکے
ظلم ہونے کا خیال و احتمال کیا جاتا ہے تو جو جانور کہ قبل اتمام عمر طبعی کے بعض
امراض صعب وبائی وغیرہ مین مبتلا ہو کر مثل ذبح دفعتہً مرجایا کرتے ہین انکو
تم کیا کہتے ہو آیا وہ مرنا بھی قبل اتمام ایام حیات بعینہ ذبح ہی کیطرح ہے یا نہین
اور جس طرح ذبح مین یہ بات سمجھی جاتی ہے کہ اگر اس جانور کو ذبح نکرتے تو بالیقین
جیتا رہتا اور تا اختتام ایام عمر طبعی بشرط عدم لحوق کسی آفت کے ہرگز نہ مرتا
بلکہ بقیہ عہد زندگانی اپنے کو در صورت عدم لحوق مانع پورا ضرور کرتا اسیطرح
ان امراض ناگہانی وبائی وغیرہ کے لحوق مین بھی یہی بات ضرور سمجھی جاتی ہے
یا نہین پس اگر ان امراض کے لحوق کی تقادیر پر بھی یہی بات صادق آتی ہے
تو ہم یہ پوچھتے ہین کہ آیا وہ امراض بامر و ارادہ الٰہی لاحق ہوا کرتے ہین یا کسی
اور کے حکم و ارادے سے اور اگر حکم و ارادہ الٰہی سے لاحق ہوتے ہین تو
اونکے لحوق کو اور اوس موت کو بھی تم ظلم کہتے ہو یا کیا جو توجیہ تم ان امراض
کی موت مین کروگے وہی توجیہ اس موت ذبح بامر اللہ مین بھی ضرور سمجھی جائیگی
اور اگر کوئی شخص ان امراض کو اور ان امراض کے سبب سے مرنے کو اہر

اتفاق کیطرف یا اسباب عالم سے اور کسی سبب دیگر کیطرف نسبت کرے
اور امر ذبح کو فعل ارادی انسان ہونے کے سبب سے علاحدہ اوس سے
جانے اور دخل اور اختیار حکم و حکمت خداوند حقیقی کا ان دونون اقسام موت
سے ایک قسم مین بھی نہ مانے تو ایسا خیال تحقق الابطال تو سوا اون بعض
اشخاص خاص کے جو کہ وجود فایض الجود خداوند عالم کے نعوذ باللہ منہا قائل ہی نہین ہین
یا اوسکے وجود فایض الجود کو معطل محض جانتے ہین اور ظہور جملہ امور کا صرف
وابستہ بخت و اتفاق مانتے ہین اور کوئی ذی فہم ذی عقل سلیم بھی نہین کر سکیگا ابطال
اس مذہب ضال کا ادلہ قاطعہ او حجج ساطعہ سے بر ظاہر ہے اور خلاف عقل و
انصاف ہونا اس طریق نا تحقیق کا از روی تصریح کتب حکمت و کلام بوضاحت
تمام روشن و باہر ہے یہ رسالہ قلیل گنجایش شرح و بیان اون مباحث طویلہ
کی ہرگز نہین رکھتا اور قطع نظر متحقق الابطال ہونے اس مذہب ضال کے
اس مذہب باطل و ضال کی بنا پر تو درحقیقت فعل ذبح کے قبیح و ناروا ہونیکا
خیال و احتمال ہی کسیطرح پر متصور نہین ہے الحاصل جو اشخاص کہ خداوند عالم
کو قادر و متصرف جملہ کائنات پر سمجھتے ہین اور کسی شے کو اوسکے قبضۂ قدرت
و مشیت سے باہر نہین جانتے اونکو کسیطرح چارہ نہین ہے اس بات سے
کہ جس طرح مرنا جانداروں کا امراض اتفاقیہ کے سبب جملہ سنین و اوقات
عمر مین بحکم و مشیت خداوندی ثابت اور متحقق سمجھتے ہین اور ہرگز احتمال ظلم کا
نسبت خداوند مالک حقیقی کے اوسمین نہین کرتے اسیطرح جملہ اوقات و
حالات مین تجویز موت ذبح کو بھی بحکم و مشیت خداوندی ثابت اور متحقق سمجھیں

اور شائبہ احتمال ظلم کو اوس مالک حقیقی کیطرف کسیطرح اپنے دلون مین راہ
ندین بعد استماع اس دلیل جلیل کے عجب نہین کہ کوئی شخص یہ بات کہے کہ خداوند
مالک حقیقی تو بلا شک اپنی مملوکات اور مخلوقات کے اہلاک پر بطور ذبح کے
ہو خواہ بطریق بیمار ڈال دینے کے جس طرح چاہے اختیار رکھتا ہے اور احتمال
واہمہ ظلم اور زیادتی کا بنسبت اوس خداوند مالک حقیقی کے کسیطرح نہین
ہوسکتا لیکن یہ بات ہمارے فہم مین ہرگز نہین آتی کہ آدمیون کو خداوند
تعالی نے ایسے عمل جبر و سخت دلی کا جو کہ اقتضائی رقت جنسیت انکے
سے سراسر بعید معلوم ہوتا ہے کسواسطے اختیار دیا اور کس مصلحت سے ایسے فعل
درشت کے ساتھہ مامور انکو کیا ایا ضرورت ایسے حکم کے ساتھہ مامور کرنیکی کیا تھی اور کس مصلحت سے
ایسی جارت منافی خلق و انسانیت انکو دیگئی جواب اس اعتراض کا اول یہ ہے کہ ہرایک
مصلحت خداوندی پر بندون کو اطلاع ہونا کچھہ ضرور نہین خیال کرو کہ
سلاطین ظاہر جو احکام و قواعد اپنے ملک مین نافذ کیا کرتے ہین بہت سے
احکام اون مین ایسے بھی ہوتے ہین کہ عوام مردم بلکہ اشخاص خواص کو
بھی اونکے وجوہ خفیہ اور مصالح ضروریہ پر اطلاع نہین ہوتی پس ہرگاہ احکام
سلاطین ظاہری مین ہر ایک آئین و قانون کا منشا ہر فہیم صاحب عقل سلیم
بلکہ ہر عاقل یکتا بھی دریافت نہین کرسکتا چہ جاے عوام کالانعام تو حضرت
سلطان السلاطین اور فرمان فرماے حقیقی کے ہر ایک حکم کا منشا اور
اصل سبب کب دریافت ہونا آسان ہے اور کس طرح ممکن ہوسکتا ہے کہ بندہ
عاجز اوس خداوند حقیقی کے ہر ایک حکم کے مصالح کو دریافت کرسکے ؎

جواب دوم یہ کہ وجوہ و مصالح امر فسخ جسقدر علم خداوندی مین ہین اون سبکو تو حضرت خداوندہی خوب جانتا ہی لیکن منجملہ اون مصالح کثیرہ کے جو کہ علم خداوند عالم مین ہین بہت سے وجوہ اور مصالح اور ضروریات ایسے بھی ہین جنپر عالم الغیب حقیقی نے بندگان ضعیف کو بھی مطلع فرمایا ہی چنانچہ کیفیت بعض اون وجوہ اور مصالح اور ضرورات کی خود اس رسالہ عجالہ سے بھی بخوبی واضح ہو سکتی ہی مقصد پنجم یہ بات پر ظاہر و آشکار اور مسلم جملہ عقلای روزگار ہی کہ خداوند خلاق حقیقی نے اس جہان کی تمام مخلوقات پر انسان ہی کو شرف کیا ہی اور جمیع نباتات اور حیوانات و معدنیات کو فقط انسان ہی کے منافع اور اغراض ذاتی کے واسطے جلوہ وجود دیا ہی پس اصل مقصود اور خلاصہ وجود سب جہان کا انسان ہی اور جو چیز کہ سوا انسان کے اس جہان مین خلق کی گئی ہی انسان کے واسطے خلق کی گئی ہی دیکھو اوس صانع بیچون نے اپنی حکمت بالغہ سے کیا کیا عجائب و غرائب چیزین اس جہان بے بنیان مین پیدا کی ہین اور کیسی کیسی عجیب غریب منفعتین اور تاثیرین ان سب اشیا مین علیحدہ علیحدہ اپنی قدرت کاملہ سے رکھدی ہین رنگ بو مزہ منفعت تاثیر ہر شی کی جداگانہ ہی ہر شی مین اوسکی نمایش قدرت کا نیا ایک کارخانہ ہی پس اگر ان تمام اشیا اور مخلوقات کے مصالح عجیبہ اور منافع غریبہ کے دیکھنے اور حاصل کرنے اور آزمانے اور کام مین لانے کے واسطے کوئی مدرک اور ممیز اور قدردان ان سب چیزون کا خلق نکیا جاتا اور وہ مدرک اور ممیز اور قدردان اپنے حکم علمیہ اور تدابیر صناعیہ اور تصرفات خاصہ سے ان سب اشیا کی عجائب

قدرت کو کام مین نلاتا تو گویا خلق کرنا ان سب عجائب قدرت کا محض عبث تھا
اسیواسطے انسان ہمہ دان مدرک و ممیز و قدردان ان سب عجائب قدرت
کا پیدا کیا گیا الحاصل جملہ اشیای عالم کا انسان ہی کے مصالح اور انتفاع اتی
کے واسطے مخلوق ہونا ثابت ہی اور یہ بات بھی بخوبی متحقق ہی کہ نوع انسان کو
خداوند عالم نے مدنی الطبع پیدا کیا ہی اور بھی محتاج کیا ہی جلب منافع اور دفع
مضار اپنے مین طرف جملہ انواع مخلوقات یعنی نباتات و حیوانات و جمادات
کے اسیواسطے انسان کو قوت انواع صنائع کی بھی عطا فرمائی ہی مثل اور
جانورون کے صرف کمالات طبعی پر مدار اور انحصار اسکے تمام امور کا نہین
رکھدیا لہذا انسان اپنے منافع اور مصالح ضروریہ مین محتاج واقع ہوا ہی طرف
تصرف اور استعمال جملہ انواع مخلوقات اس عالم کے بدون اس دخل و تصرف
کے تو اسکے کسی کام کا بھی سرانجام نہین ہو سکتا پس ان تمام وجوہ اور مقدمات
بدیہیہ کی رو سے تصرف انسان کا جملہ مخلوقات یعنی حیوانات و نباتات و جمادات
مین واسطے منافع اور مصالح اپنے کے عین باقتضای حکم و قدرت و مشیت
حضرت خالق کائنات کافل موجودات کے ثابت ہوا خلاف مرضیات خداوند
بحق خلاق مطلق کے ہرگز نہین ٹھہرا یہان اگر کوئی شخص یہ بات کہے کہ دخل
و تصرف انسان کا اشیای غیر ذی روح مین تو بلا شبہہ جائز لیکن ذی روح
چیزون مین یہ دخل و تصرف کسی طرح جائز نہین ہی تو اس اعتراض کے جواب مین
ہم یہ پوچھینگے کہ روح سے مطلق روح مراد ہی یا خاص روح حیوانی اگر مطلق روح مراد ہی
تو روح نباتی تو نباتات مین بھی موجود ہی بلکہ بعض حکما کے نزدیک تو نباتات کیواسطے قوت

احساس بھی ثابت ہے وہ کہتے ہین کہ بعض انواع اشجار مین نر اور مادہ کا
ہونا اور مائل ہونا مادہ کا طرف نر کے ساتھ اسکے کہ ہوا مخالف اس
میلان کی چل رہی ہو اور کبھی مائل ہونا درخت کی بیلون اور شاخون کا
پانی کی جگہ کیطرف اور کبھی رجوع کرنا بیلون اور شاخون کا طرف اون
دیوارون سکے کہ قریب اونکے واقع ہون یہ تمام امور و احوال مشاہدۂ
عینی بداہتہ مرئی ہوتے ہین پس یہ تمام امور و احوال دلیل بین ہین اوپر
ثبوت احساس نوع نباتات سکے فاما ثبوت حیات نباتات پس اختلاف
کیا گیا ہے بیچ اوسکے اور تفصیل اوس اختلاف کی یہ ہے کہ جو لوگ کہ حیات
کو مبدء تغذیہ اور تنمیہ کا سمجھتے ہین اونکے نزدیک بسبب ثابت ہونے تغذیہ
اور تنمیہ سکے ذیحیات ہونا نباتات کا ثابت ہے اور جو لوگ کہ حیات کو مبدء
حس و حرکت سمجھتے ہین وہ لوگ بسبب انعدام حس و حرکت سکے نباتات
کو ذیحیات نہین سکتے کہتے لیکن باینہمہ بعض ان مین سے بھی امارات ظنیہ
مذکورہ بالا کے مشاہدے سے نباتات کا صاحب حس و حرکت ہونا ثابت
کرتے ہین یہان تک کہ بعض سلئے تو نہایت مبالغۂ اثبات حس و حرکت نباتات
مین کر کے نباتات کو مدرک کلیات بھی گمان کیا ہے پس اگر مطلق روح
عام اس سے کہ حیوانی ہو یا نباتی اس جگہ مراد لیجاوے تو چاہیے کہ نباتات
کا تصرف اور قطع برید کرنا بھی انسان کو جائز نہ ٹھہرے علی الخصوص اوپر
مذہب اون حکما سکے جو کہ قوت حس اور اصل مادہ حیات کا نباتات مین
بھی ثابت کرتے ہین اور اگر خاص روح حیوانی مراد لیجاوے تو اوس وقت

ہم یہ بات پوچھینگے کہ آیا سوا ذبح کرنے کے اور تمام تصرفات مثل
سواری اور باربرداری اور حلب شیر اور حبس و بند اور ضرب و زد وغیرہ کے
بھی آپ حیوانات مین جائز سمجھتے ہین یا نہین اگر یہ سب تصرفات بھی آپکے
نزدیک ناجائز ہین توکوئی صورت انتظام عالم اور بسر اوقات بنی آدم
کی تبلایئے اور ساتھہ التزام ترک و احتراز ان جملہ تصرفات کے خود اپنی
بسر اوقات کی صورت بھی ہمکو دکھلایئے اور اگر یہ سب تصرفات آپکے
نزدیک جائز ہین توہم یہ پوچھتے ہین کہ ساتھہ عدم جواز ذبح کے جوکہ آپکے
نزدیک کمال اقتضاے ترحم اور عدم تجویز جور و تظلم پر مبنی ہی ان تمام
تصرفات دیگر کے جائز رکھنے کا کیا سبب کیا جانورون کو باندھکر رکھنے
اور ہلون مین اور گاڑیون مین جوتنے اور بارہاے گران لاد لادکر منزلون
پرلیجانے اور سوار ہوہوکر دوڑانے اور مارنے اور پیٹنے سے تکلیف ہی
نہین ہوتی کیا بچہ گاؤ کو باندھکر اوسکا دودھ لے لینا اور ترسانا کچھ بیرحمی
کی بات نہین ہی کیا یہ تمام جانور بھی مثل انسان کے مخلوقات الٰہی سے
نہین ہین یا قوت احساس رنج و تکلیف کی اصلا نہین رکھتے پس کیا سبب
ہی کہ ساتھہ عدم تجویز تصرف ذبح کے اور تمام تصرفات مولمہ حیوانات کو آپ
جائز رکھتے ہین اگر یہ کہیے کہ چونکہ انسان ان جانورون کو آب و علف
دیتا ہی اور خبر انکی خور و نوش کی لیتا ہی لہذا ولی النعم اور رزاق مجازی ہونے
کے سبب سے اسقدر تکلیف دینا انسان کا ان سب حیوانات کو
جائز ٹھہرا اور احتمال ظلم اسمین کسیطرح نہین ہوسکتا توہم اسکا جواب اسطرح

دینگے کہ خلق خدا و ملک خدا جملہ حبوب و اثمار و نباتات جہان مین تمام اقسام حیوانات اور انواع ذیحیات کا حصہ ہے کیونکہ سب انواع ذیحیات مخلوق اوسی خالق حقیقی کے ہین جسنے ان تمام حبوب و اثمار و نباتات کو خلق فرمایا ہی فقط انسان کا اوسمین کیا اجارہ ہی اور کیا ضرور ہی کہ انسان ظلم اور زبردستی سے چارپایون کو محبوس کرکے رکھے اور پھر اونکے رزق رسانی مین اپنا منت اوپر ظاہر کرے اور نعمت کا احسان اونکے سر پر دھرے کیون نہین مطلق العنان اونکو کر دیتا تاکہ مثل اور طیور اور وحوش کے جہان چاہین چرین اور رزق مقرر خداوندی کو کہ جابجا خود بخود اونکے واسطے موجود ہی حاصل کرین یہ رزق رسانی تو انسان کی بعینہ ایسی ہی جس طرح کوئی حاکم کسی مجرم کو قید کرکے رکھتا ہی اور اوس قید مین اپنے پاس سے رزق اوسکو پونہچاتا ہی آیا ان جانورون نے بھی کوئی قصور انسان کا کیا ہی جسکے سبب سے انسان انکو قید کرکے رکھتا ہی اور انکے اذوقہ مقررہ کو اپنے ہاتھ سے پونہچاتا ہی خلاصہ یہ کہ اور تمام تصرفات مولمہ کو حیوانات پر جائز رکھنا اور تصرف ذبح کو جائز نرکھنا کوئی وجہ وجیہ اسکے تفاوت و امتیاز کی ہماری سمجھ مین نہین آتی اگر آپ اور تمام تصرفات کو اس واسطے جائز رکھتے ہین کہ آپ کے نزدیک اور تمام تصرفات مین حیوانات کو اصلا ایذا ہی نہین ہوتی تو یہ سمجھنا آپ کا محض غلط اور سراسر خلاف بداہت عقل کے ہی اور اگر کہیے کہ جو تکلیف اور تمام تصرفات مولمہ مین جانورون کو ہوا کرتی ہی وہ تکلیف تکلیف ذبح سے نہایت کم ہی تو یہ کہنا بھی آپ کا غلط فہمی ہی

پر مبنی ہی کس واسطے کہ تکلیف ورنج تو صرف تکلیف آنی ہوا کرتی ہی بخلاف
اور تمام تکالیف مذکورہ بالا کے کہ وہ تمام تکالیف استمراری زمانی ہین اور
ظاہر ہی کہ تکلیف استمراری زمانی کا مرتبہ تکلیف آنی فانی سے کہین زائد ہوتا ہی
گو تکلیف آنی فانی ازید واشد اور تکلیف استمراری زمانی بمقابلہ اوس کے
خفیف وضعیف ہی کیون نہو دیکھو جو امراض خاصہ کہ انسان اون کے
سبب سے تکلیف جاری ورنج خفیف استمراری کے ساتھہ دائماً متاذی
رہا کرتا ہی باوجودیکہ بعض علاجات اون امراض کے ایسے سخت ہوتے ہین
کہ جنسے انسان کی جان پر بنجایا کرتی ہی اور اوس تکلیف خفیف مرض
کی کچھہ حقیقت بھی اس تکلیف شدید علاج کے سامنے نہین ہوتی لیکن
انسان اوس تکلیف خفیف سے جاری اور استمراری ہونے کے سبب سے
اس تکلیف جانگزاے فانی آنی کو اوس تکلیف خفیف کے دفع ہونے
کے واسطے بخوشی تمام قبول کرتا ہی اور اوس تکلیف خفیف کو اس تکلیف
شدید سے اہون سمجھکر اختیار علاج سخت مین بعض اوقات تو احتمال
تلف جان سے بھی نہین ڈرتا ہی الحق تکلیف دائمی ایسی بد بلا ہی کہ بعض
آدمی قتل دفعی کو قید دائمی سے اہون بلکہ نہایت احسن سمجھتے ہین اکثر
ایسا بھی واقع ہوا ہی کہ انسان نے قید دائمی یا اور تکالیف دائمی کے سبب
سے خودکشی کی اور بلا خوف واندیشہ ومبالات جان عزیز اپنی دیدی تھی
سبب ہی کہ مدبران امور سلطنت برطانیہ مین چند بار بحث وتکرار اس بات
کی ہوچکی ہی کہ مجرمان واجب القتل کو بجاے قتل کے حبس دائمی مین رکھنے کا

قانون جاری کرنا چاہیے احتمال تکلیف دائمی اگرچہ خفیف وضعیف ہی کیون نہو بمقابلہ تکلیف اشد آنی فانی کے حقیقت اوسکی نہ سمجھنا ہرگز اقتضای شان عقل رسا اور شایان انصاف ارباب علم وذکا سے نہین ہی پس اون تمام تصرفات مسولہ کو جو کہ حیوانات مین ہمیشہ جاری اور ساری ہین باوجود دوامی اور استمراری ہونے کے اخف واہون سمجھنا اور صرف تصرف آنی ذبح ہی کو اشد وازید خیال کرنا عقل وانصاف سے نہایت دور ہی علاوہ اسکے اگر ہم اوس تکلیف دوامی کا بہ نسبت اس تکلیف آنی کے تکلیف خفیف ہونا تسلیم بھی کرلین تو اس تقدیر پر بھی یہ تصرف دوامی آپ کا جاندارون مین ظلم تو ضرور ٹھہرے گا گو یہ ظلم آپ کا ظلم ذبح سے کم اور ظلم درجہ دوم ہی سہی پس اس صورت مین بھی ہم آپ سے پوچھتے ہین کہ آیا یہ ظلم درجہ دوم بھی آپ نے جانداران بے زبان پر کس وجہ سے جاری رکھا ہی اور کس طرح جائز سمجھا ہی جانورون پر ظلم کرنے کا اعتراض اگر آپ کو مجوزین ذبح پر مدنظر ہی تو چاہیے کہ اول آپ خود جانورون پر ظلم کرنے سے باز رہین تاکہ ذابحین ہی کیطرح اطلاق ظالم ہونے کا خود آپ پر بھی نہو اس ہمارے اعتراض کے جواب مین آپ دو باتون سے ایک بات ضرور کہیے گا یا تو یہ کہیے گا کہ خداوند تعالے نے ان جانورون کو بوجہ عظمت وشرافت انسان کے انسان ہی کے واسطے پیدا کیا ہی اور حکم عقلی اور اختیار قدرتی اس قبض وتصرف دوامی کا انسان اشرف المخلوقات کو دیا ہی یا یہ کہ شدت احتیاج وضرورت کے سبب سے

ہم ان تمام تصرفات کو جانداروں مین چارونا چار جائز رکھتے ہین اسواسطے
کہ بدون اختیار ان تمام تصرفات کے تو اس عالم مین ہمارا اجراے کار
سرتاسر محال و دشوار ہے اور انھین تصرفات پر ہمارے تمام امور کا دارومدار
ہے پس اگر آپ اقتضای خلق الٰہی اور حکم عقلی کو سبب ان تصرفات کے
جائز رکھنے کا بیان کرتے ہین تو ہم بھی یہی جواب دیتے ہین کہ خداوند تعالے
نے جسطرح اور تمام تصرفات مولمہ دوامی کے واسطے ان جانوروں کو
پیدا کیا ہے اور حکم عقلی قبض و تصرف دائمی حیوانات کا انسان کو دیا ہے
اسیطرح تصرف آنی ذبح اور غذای انسانی ہونے کے واسطے بھی ان
جانوروں کو ضروری پیدا کیا ہے اور بھی فرمان شرعی اور عقلی سے حکم
قبض و تصرف ذبح اور اکل لحوم کا انسان کو بالیقین دیا ہے فرمان شرعی
کتب آسمانی سے بظاہر اور فرمان عقلی اتفاق جمہور عقلا سے جو کہ فرق
مجوزین ذبح مین داخل ہین اور اعداد اونکی نسبت منکرین کے اضعاف
مضاعفت سے بھی زیادہ ہے بخوبی متحقق اور باہر اور اگر شدت ضرورت اور
اپنی کمال حاجتمندی اور ناچاری اور بے اختیاری کو آپ باعث ان
تصرفات کے جائز رکھنے کا کہتے ہین بلکہ یقین بھی آپ کے کمال ترحم
کے ادعا اور اقتضا سے یہی ہے کہ عظمت و شرافت انسان کی وجہ سے
بحکم عقلی مستحق قبض و تصرفات مولمہ حیوانات ہونا اپنا معتبر نرکھکر تجویز قبض
و تصرفات مولمہ حیوانات کے واسطے وجہ ناچاری اور بے اختیاری ہی
کو آپ بنا چار اختیار کرینگے تو اس صورت مین ہمارا کلام یہ ہے کہ آپ

جو دعوی اس بات کا کرتے تھے کہ بیرحمی ہونے کے سبب سے ہم ذبح جانوروں سے اور اکل لحم سے باز رہتے ہین اب یہ دعوی آپ کا محض بے اصل ٹھہرا اور جو کچھ اصل سبب تھا وہ ظاہر ہو گیا یعنی معلوم ہوا کہ مدار کار آپ کے اس ذبح کے اختیار و عدم اختیار کا صرف لحاظ ضرورت و عدم ضرورت پر ہے نہ لحاظ رحم اور عدم رحم پر پس بسبب اسکے کہ احتیاج اور ضرورت اکل لحم کی آپ کو لاحق معلوم نہین ہوئی لہذا ذبح جانور کو آپ نے غیر ضروری سمجھکر ناجائز تصور کیا ہے اور اگر ضرورت اسکی لاحق دیکھتے تو جس طرح اور تصرفات مولمہ حیوانات کو باوجود مولم سمجھنے کے بخیال ضرورت بلا حجت و تکرار اختیار کر دیا ہے اسی طرح اس تصرف مولم ذبح کو بھی آپ بلا حجت و تکرار اختیار ہی کرتے اور اصلا خوف اتلاف نفوس سے اوس وقت نہ ڈرتے بلکہ اگر انصاف پر آئیے اور بدیدۂ غور ملاحظہ فرمائیے تو معیشت زندگانی عالم کون و فساد مین اس حالت موجودہ اور کمال ادعای اتقا پر بھی آپ حضرات جرم و خطای قتل نفوس ذیحیات سے بری تو کسی طرح نہین ہوسکتے پانی مین جو کیڑے آلۂ خوردہ بین کے ذریعے سے محسوس ہوتے ہین اون کیڑون کو آپ ہر شب و روز مین کس قدر زندہ نوش فرماتے ہین علاوہ اسکے افراد متنوعہ حشرات الارض کو آپ ہر شب و روز مین کسقدر پانوون کے تلے دبا دبا کر تلف فرماتے ہین بلکہ کارخانہ تو اس عالم کون و فساد کا اسقدر نازک تر ہے کہ آپ صاحبون کے سانس لینے مین بھی بعض نازک خلقت جانورون کی جان ناتوان کا ضرر ہر وقت پیش نظر ہے ایسے ہی موقع پر کسی شاعر نے

کہا ہے ؎ لے سانس بھی آہستہ کہ نازک ہے بہت کام ÷ آفاق کے
اس کارگہ شیشہ گری کا ٭ پس اگر ایسا ہی آپ کو دعوی اتقا ہے اور اتلاف
جان حیوان نہایت درجے کا ظلم آپ کے نزدیک ٹھہرا ہے تو اول اپنے تئین
آپ ان معاصی اور مظالم روزمرہ سے کہ شب و روز خود آپ کے افعال
اختیاری کے سبب سے واقع ہوتے ہین اور جان عزیز صدہا حیوانات
کو کھوتے ہین باز رکھیے اور اس عالم کون و فساد مین کوئی صورت اپنی
بسر اوقات کی ایسی نکالیے کہ جسمین یہ سب جان آزاریان آپ سے
وقوع مین نہ آئین اور اس طرح ہر روز صدہا حیوانات آپکی حرکات و سکنات
روزمرہ کے سبب اپنی جان سے بچ جائین اگر آپ اس جگہ یہ کہین کہ پانی
کے کیڑون کو ہم اپنی آنکھ سے دیکھکر ہرگز نہین پیتے اور اور کسی کیڑے
جاندار کو بھی اپنے پاؤن کے تلے جان بوجھکر ہرگز نہین دباتے اور نہ
سانس لینے مین دیدہ و دانستہ کسی جاندار کو آزار دیتے ہین باقی رہا عالم
غفلت مین جانداروں کا ہمارے سبب سے تلف ہونا اسمین ہمارا کیا
اختیار ہے اور حالت غفلت کا کیا اعتبار ہے پس ہم ان جان آزاریون کے
سبب سے مجرم و خطاوار زنہار نہین ہوسکتے تو جواب اسکا یہ ہے کہ غفلت ہی کی حالت مین ان
جانداروں کا ہلاک ہونا مسلم سہی لیکن کیا علم اجمالی بھی ان جانوروں کے تلف و اہلاک کا آپکو
نہین ہے بلا شک علم اجمالی تو انکے تلف و اہلاک کا آپکو ضرور ہے پس باوجود حاصل ہونے
علم کے گو علم اجمالی ہی سہی کیونکر آپ ایسی غفلت کرتے ہین آیا باوجود ناصح
اور معترض اور متعرض مجوزین ذبح ہونے کے آپ خود معاملہ اہلاک جان

حیوان سے نہین ڈرتے ہین کس واسطے آپ پھونک پھونک کر قدم ہر جگہ
نہین رکھتے تاکہ جاندار کیڑے آپ کے پانوؤن کے تلے نہ پس جایا کرین
سواریون پر سوار ہو کر بے خوف و ہراس اونکا دوڑانا آپ کو کیا ضرور
ہے بلکہ خود حالت پیادہ پائی مین بھی بعض اوقات تیز خرامی کرنا آپ کا آپ کے
حق مین نہایت بیجا دستور ہے اسیواسطے بعض سخنورون نے ڈرایا ہے
اور گویا یہ شعر خاصۃ آپ ہی لوگون کے حق مین فرمایا ہے ع آہستہ
خرام بلکہ مخرام * زیر قدمت ہزار جانست * منہ کے سامنے سراوگیون
کیطرح کپڑا ہر وقت کیون نہین لگائے رہتے تاکہ بعض نازک جاندارونکا
دم آپ کے دم کے سبب سے ناک مین نہ آئے پانی کے کیڑون کو کپڑے
کی چھننے سے یا کسی اور تدبیر سے دور کر کے پینے کا التزام اور اہتمام
کیون نہین کرتے یا بجاے آب اکثر دہا سے فواکہ و نباتات خواہ اجناس
لبنیات پر آپ اپنی پیاس بجھانے کا دار و مدار کیون نہین رکھتے تاکہ
کر نہا سے آپ مبتلاے ہلاکت و عذاب ہوون یہ سب مراتب احتیاط جنکا
بیان کیا گیا کچھ دائرہ امکان سے تو خارج نہین ہین کہ ناممکن ہونے کے
عذر سے آپ ان سب التزامات کے ترک مین معذور و بیقصور سمجھے جائین
اور اپنے تئین اس دائرہ تکلیف حارج سے خارج بتلا کر فراغت پائین ہان
البتہ دقت و تکلیف سے یہ التزامات خالی ہرگز نہین ہین لیکن ہر گاہ معاملہ
اہلاک جان حیوان کا آپ کے نزدیک سب سے بڑے سرے کا ظلم اور گناہ قرار پایا ہے
یہان تک کہ صرف عمل ذبح حیوان کو بھی واسطے دریافت کرنے خلاقت

یا ہدایت کسی فریق کے آپنے کافی ووافی تصور فرمایا ہی تو ایسے معاملہ
عظیم کے واسطے یہ تمام وقت و تکلیف اوٹھانا آپ کا گو فی الواقع امر عسیر
ہی لیکن بمقابلہ ایسے امر عظیم یعنے اتلاف جان کسی حیوان کے اگر حقیقت
پوچھیے تو نہایت ہی اہون و یسیر ہی اور اگر آپ باوجود اس درجہ عظیم
سمجھنے معاملہ جان حیوان کے کرمہائے آب یا اور حشرات الارض کو
بلا مشاہدہ عینی تلف کرنے کے سبب سے اپنے تئین اس معاملے مین
معذور و بے قصور قرار دین تو یہ عذر آپ کا بعینہ ایسا ہی جسطرح کوئی شخص اپنی
آنکھہ بند کرکے خواہ منہ کے سامنے پردہ ڈالکے شارع عام کیطرف بلا خوف
و وسواس تیر اندازی یا تفنگ بازی شروع کرے اور ہر روز بہت سے
راہگذرونکو ہلاک کرنے مین اپنے تئین معذور و بے قصور سمجھکر خوف
اتلاف نفوس سے اصلا نڈرے باقی اگر آپ یہ کہین کہ مجوزین ذبح بھی تو
کرمہائے آب کے بچانے اور حشرات الارض کے پانوون کے تلے
ملنے اور دبانے مین ہمارے ہمدم اور ہمقدم ضرور ہین کچھہ ہم ہی تنہا
اس قسم کے امور مین گنہگار و خطاوار نہین ہین یہ کہنا آپ کا درست فی الحقیقۃ
حضرات مجوزین ذبح بھی اس قسم کامون مین آپ کے ہمدم و ہمقدم تو ضرور
ہین لیکن یہ وہ حضرات ہین جنکے نزدیک خلقت اکثر حیوانات کی صرف
واسطے تمتع اور انتفاع نوع انسان ہی کی ظہور مین آئی ہی اور نوع حیوان واسطے
آسایش و انتفاع حضرت انسان کے بسبب خلقت موزدو متحمل انواع مصائب
و تکالیف کے قرار پائی ہی پس صرف ہونا جان حیوان کا جو کہ صرف آسایش

وانتفاع انسان ہی کے واسطے خلق کی گئی ہی اگر بقصد وارادۂ انسان
بھی وقوع مین آ ئے تو بھی اونکے نزدیک عین مقصود تخلیق جان حیوان
ہی فکیف حالت غفلت مین بلا قصد وارادہ انسان ہلاک وتلف ہونا کسی
جان حیوان کا اوسکو یہ حضرات کب اس قدر جرم سخت سمجھتے ہین کہ اوسکے
وقوع اتفاقی سے مجرم خونی کی طرح ڈرین اور مرتکب جریمۂ عظیمہ کا اپنے تئین
تصور کرین یون تو مرتبہ احتیاط بھی ان حضرات مین اس قدر زیادہ تر ہی
کہ سوا موذیات کے بلا وجہ وضرورت ادنی ستانا کسی حیوان کا ہرگز
جائز نہین رکھتے حتی کہ نباتات تک کو بلا ضرورت قطع وبرید کرنا بھی نادرست
جانتے ہین لیکن معاملہ واجب العمل ساتھ حیوانات کے ان حضرات
کی نظر تحقیق مین اس طرح پر مقرر ہوا ہی کہ ہرگاہ حیوانات اپنی اصل خلقت
سے مکلف بانواع تکالیف واسطے استمداد اور استمتاع نوع انسان کے
ثابت ہوئی تو تکلیف دہی حیوانات کے واسطے ان حضرات نے
قاعدۂ عقلی اس طرح پر مقرر رکھا کہ جو جو تکالیف کہ حیوانات من حیث
اصل خلقت موقع ومحل اونکے قرار دیے گیے ہین اون تکالیف مقررہ
کے جائز رکھنے مین اصلا خوف وہراس اور تردد ووسواس یہ حضرات
نہین کرتے رہین وہ تکالیف جو کہ خلاف اقتضای خلقی حیوانات کے
ہین اون تکالیف کا پونہچانا البتہ نہایت قبیح اور ظلم صریح جانتے ہین
پس بموجب اس قاعدۂ عقلیہ کے تکلیف ذبح ان حضرات کے نزدیک
ظلم نہین ہی اور تکالیف بھوکا پیاسا رکھنے کی یا زیادہ حد طاقت سے

لادو دینے کی خواہ حالت بیماری میں لادنے کی یا جو مقدار مدت معین
کہ باقتضای اصل طاقت کسی حیوان کی اوس سے کام لینے کے واسطے
چاہیے زیادہ اوس مدت سے کام لینے اور محنت و مشقت دینے
یا زدوضرب میں حد معین مناسب مقتضای تحمل سے زیادتی کرنے کے
یا حوائج و امور ضروری جاندار کی اوقات ضرورت پر خبر نہ لینے کی ان سب
تکلیفات کو یہ حضرات نہایت قبیح اور ظلم صریح جانتے ہین کس واسطے کہ تکلیف
ذبح یعنی صدمہ موت کا تو ہر حیوان بحسب اقتضاے خلقت موقع و محل ہی
مقرر ہو چکا ہی اور اس تکلیف سے اوسکو ہرگز گریز اور چارہ ہی کسیطرح نہین
ہو سکتا بخلاف اور تکالیف مصرحۂ بالا کے کہ پہونچنا اون تکالیف خاصہ کا
اقتضای خلقت حیوانی سے بالکل خلاف ہی لہذا ایسی تکالیف کے ساتھ
مکلف کرنا حیوانات کا ان حضرات کے نزدیک سراسر منافی عقل و انصاف
ہی یہ ہی مختصر کیفیت عمل و اعتقاد حضرات مجوزین ذبح کے بیچ معاملہ اون حیوانات
کے جن حیوانات کے وجود پر جملہ تمتعات واجب کارہای انسانی کا دار و مدار
قرار دیا گیا ہی رہے اور بعض حیوانات خفیف و ضعیف خارج از بحث مثل
حشرات الارض و کرمہای آب ان حیوانات کے باب مین طریق انیق
حضرات مجوزین ذبح کا یہ ہی کہ تا حد یسر و عدم لحوق حرج و وقت سے کے ان
حیوانات کے اہلاک و اتلاف سے بھی محترز رہنا واجب جانتے ہین
اور بلا ضرورت کسی ادنے سے ادنے جاندار کا بھی ستانا جائز نہین
رکھتے لیکن اس حفظ و احتیاط مین اوس قدر کوشش و اہتمام کرنا کہ

کہ پھونک پھونک کر قدم رکھا کرین اور منہ پر ہر وقت کپڑا باندھے رہین
اور باوجود اس کمال حفظ و احتیاط کی بات بھی نکہین اور نا محسوس کیڑون کے
خوف تلف سے پانی پینا چھوڑ دین صرف پتھر کے چھنے ہوے پانی یا اور
کسی تدبیر سے صاف کیے ہوے پانی یا افشردہ فواکہ و نباتات پر قناعت
و اکتفا کرین اس درجہ غایت اہتمام اس حفظ و نگہداشت مین یہ حضرات اپنے
اوپر واجب کیا بلکہ جائز بھی نہین سمجھتے تاکہ جملہ کاروبار دینی و دنیوی سے
انھین خیالات مین اپنے تئین معطل نکردین رفع دقت و حرج انسانی
ہمین مقصود وجود حیوانات قرار دیا گیا ہے نہ یہ کہ حیوانات کے سبب سے
انسان ایسے ایسے خیالات مین مبتلا ہو کر شب و روز دقت و حرج ہی
مین گرفتار رہے اور اس درجہ مصائب و تکلیفات کو اپنے اوپر ہر وقت
سہے ہان حضرات منکرین ذبح کو ایسے دقت و شقت کا اہتمام و التزام
البتہ ضرور ہے کیونکہ اذا ابتلی الانسان ببلیتین فاختار اھون ہما
بمقابلہ قتل نفس حیوانی کے تحمل ان سب دقتون کا درحقیقت اہون امور
ہے کس واسطے کہ اتلاف نفس حیوانی اونکے نزدیک نہایت سخت گناہ ہے
پس سوا اختیار ایسی دقتون اور شقتون کے اس گناہ سے بچنے کے
واسطے بھلا اور کون سی راہ ہے ہرگاہ معاملہ جان حیوان سخت عظیم قرار پایا
تو حقیر سے حقیر جاندار کی جان کو بھی بسبب صغر جثہ کے کم حقیقت سمجھنا
نہین چاہیے کیونکہ گو جثہ اوسکا صغیر ہے لیکن معاملہ جان تو نہایت عظیم و
کبیر ہے غرضکہ مجوزین ذبح تو کرم ہاے آب اور دیگر حشرات الارض کے جرم

مین بموجب اپنی تحقیق و اعتقاد کے مجرم و خطا وار نہین ہو سکتے لیکن
منکرین فبح اپنے ادعا اور اعتقاد بے بنیاد کی روسے پانی پینا اور
رستہ چلنا تو ایک طرف سانس لینے مین بھی بعض اوقات مجرم و خطاوار
قرار دیے جا سکتے ہین ایک التزام مالا یلزم کے ادعا کے سبب سے
ان حضرات پر ایسی مصیبت سخت لازم آتی ہے جس مصیبت سخت سے
جان بری ان حضرات کی سخت دشوار ہے ایسے محل پر ان حضرات کو
فر من المطر و قام تحت المیزاب کا مصداق سمجھنا لائق و سزاوار ہے
مقصد ششم از انجا کہ خداوند حکیم مطلق نے نوع انسان کو قبضہ و
تصرف انتظام اس عالم کا دیا ہے اور قوت عقل و تدبیر سے جملہ مخلوقات
پر متصرف اور فرمان فرما مقرر کیا ہے لہذا جس طرح اپنے نوع کے اغراض
اور مصالح کے واسطے یا اور انواع حیوانات جینے حوائج ذاتی اسکی
متعلق ہوا کرتی ہین اونکے حفظ و منافع کے واسطے قتل کرنا اکثر جانوران
موذی کا خواہ درندہ ہون یا زہردار بحکم عقلی و شرعی اوسکو جائز و مناسب
بلکہ لازم و واجب ہوا کرتا ہے اسیطرح اشرف اور انفع کی مصلحت اور ضرورت
سے احسن انقص کا قتل کرنا بھی اسکے واسطے عین صواب اور بحکم عقلی
متفق علیہ جملہ عقلای اولی الالباب ہے دیکھو اگر کسی گھوڑی یا گا سے
کے زخم ہو کر کیڑے پڑ جاتے ہین تو استعمال دوا وغیرہ سے اہلاک اون
کیڑون کا ہر انسان عاقل باقتضاے عقل عین عدل و انصاف
سمجھتا ہے اور فقط ایک جان کے حفظ و انتفاع کے واسطے سیکڑون

ہزارون کیڑے جاندار بلا اندیشہ و مبالات اور بدون خیال و احتمال ظلم
کے مار ڈالتا ہے اور کوئی عاقل اوسکے اس فعل کو ناپسند اور خلاف انصاف
تصور نہین کرتا اگر کوئی شخص کہے کہ یہ کیڑے بھی اور درندون اور زہردار
جانورون کی طرح موذی ہین اس واسطے قتل و ہلاک انکا جائز ٹھہرا ہے تو
جواب اسکا یہ ہے کہ یہ کیڑے تو مثل درندون اور زہردار جانورون کے
ہرگز موذی نہین ہین بلکہ خود یہ بیچارے نہایت عاجز و ناتوان ہین نہ موذیات
زہردار مین انکی شمار ہے نہ اور موذیات کیطرح کسی دوسری جگہ سے چلکر فقط
اس جانور کی ایذا رسانی کے واسطے آتے ہین بلکہ حق تعالے نے انکو
خود اسی زخم مین پیدا کیا ہے اور یہین انکا رزق مقرر بھی رکھدیا ہے اور اس رزق
مقرر کے کھانے مین اور کاٹنے مین یہ بیچارے محض مجبور ہین وے تو ہین
کچھ مثل اور موذیات کے بسبب خوف یا عداوت خواہ محض اقتضاے
طبعی نیش زنی کے سبب سے نہین کاٹتے پس اس صورت مین ان بیچارے
عاجزون کے ہلاک کو انسان کس واسطے قرین عقل و انصاف تصور کرتا ہے
مگر یہ کہ عقل انسانی واسطے جلب منفعت اور دفع مضرت نفس اعز و اشرف
کے گو وہ نفس اعز و اشرف ایک ہی کیون نہو اسقدر نفوس اخس و انقص کے
ہلاک کو بے تامل و وسواس اور بلا اندیشہ جبر و ظلم جائز سمجھتی ہے اور کس طرح
جائز نہ سمجھے کہ نفس اعز و اشرف کو ساتھ نفوس اخس و انقص کے ایسی نسبت
ہوا کرتی ہے جس طرح روح کو ساتھ اعضا کے یا مثلاً الماس کو ساتھ اور
پتھرون کے پس اگر کسی روح کے حفظ و بقا کی ضرورت سے ایک عضو یا

چند اعضا ہی حیوان خواہ انسان ذی روح کے قطع کیے جائین یا ایک پارہ الماس کے واسطے بہت سے خزف پارے یا سنگ پارے ضائع کر دیے جائین تو ایسی تقلیل و تضییع تو در حقیقت خلاف عقل و انصاف کسیطرح متصور نہین ہو سکتی اور بھلا یہ دونون مثالین تو صرف جسم انسان و درجان حیوان ہی سے جواز جرح و قتل کی بیان کی گئین اگر حقیقت پوچھیے تو خود نفوس اشرف انسانیہ کا قتل بھی واسطے مصلحت اعز و انفع سے عقلاً اور آئینا بالیقین مباح بلکہ بعض مواقع ضروری مین نہایت ضروری تصور کیا گیا ہے جس طرح قتل کرنا اور قتل کرانا بہت سے نفوس عوام مردم کا واسطے استخلاص ایک ایسے شخص سے جو کہ نہایت درجہ عالم اور علامہ یکتاے روزگار ہو یا مثلاً جنگ مین ایک شخص عاقل مدبر یکتاے روزگار کے حفظ و استخلاص کے واسطے جبرا عوام مردم کا قتل مجوز اور عین صواب جانتا ان سب مثالون سے یہ بات بخوبی ظاہر و باہر ہے کہ مصلحت اعز و اشرف کے واسطے احسن و انقص کا تلف کرنا یا تلف ہونے کو جائز رکھنا کسی نوع سے بھی خلاف عقل و انصاف نہین ہے اگر کوئی کہے کہ یہ سب صورتین دفع مضار کی ہین پس دفع مضار کہ حالت اضطرار ہے اوسکے واسطے اتلاف نفوس خسیسہ جائز ہے لیکن جلب منافع اختیاری جس طرح اکل لحم اوسکے واسطے اتلاف کسی نفس کا خواہ وہ نفس نفس خسیسہ ہو یا نفیسہ ہرگز جائز نہین جواب اسکا یہ ہے کہ دفع مضار اور جلب منافع کے درمیان مین جو تمنے فرق بیان کیا اور مرتبۂ اول کو ضروری اضطراری

اور مرتبہ ثانی کو غیر ضروری اختیاری قرار دیا اول تو ہمکو اسی مین بحث و
کلام ہے کس واسطے کہ ہر ایک مرتبہ دفع مضرت کو ضروری اضطراری اور
بھی ہر ایک مرتبہ جلب منفعت کو غیر ضروری اختیاری ہونا کیا ضرور ہے بلکہ
بعض مضرات خفیفہ کے دفع سے بعض منافع عظیمہ کا جلب بدرجہا زیادہ تر
مقصود اور ضروری ہوا کرتا ہے پس کیا ضرور ہے کہ منافع فعل ذبح کے دفع
مضار کے مرتبے سے خفیف و ضعیف ہی ہون و لو فرضنا اگر خفیف و
ضعیف ہونا منافع ذبح کا مرتبہ دفع مضار سے مطلقاً مان بھی لیا جاسے تو
اوس صورت مین بھی ہم یہ کہین گے کہ دفع مضار اور ضرورت اضطرار کے
واسطے تو خود نفوس شریفہ انسانی کا اتلاف بالاخلاف جائز ہے پس اگر نفوس
حیوانی کا بھی مرتبہ اتنا ہی ہوا تو تفاوت مرتبہ نفوس حیوانی اور نفوس
انسانی مین کچھہ نہ ٹھہرا لہذا عقل مجوز ہے اس امر کی کہ جس طرح دفع مضار
کے واسطے اتلاف نفوس شریفہ انسانیہ جائز ہے اسیطرح جلب منافع کیواسطے
اتلاف نفوس خسیسہ حیوانیہ بھی بالضرور جائز کیونکہ جو مرتبہ بعد و تفاوت کی
زیادتی کا درمیان مراتب ضروری اضطراری اور غیر ضروری اختیاری کے
فرض کیا جاسے مراتب انسان و حیوان تو اوس مرتبہ بعد و تفاوت سے
بھی زیادہ تر بعید و متمنعت بتفاوت شدید واقع ہین علاوہ اسکے ہم کہتے
ہین کہ ہرگاہ دفع مضار کے واسطے خود تمھاری عقل نے قتل حیوان بلکہ
انسان کو بھی جائز رکھا حال آنکہ تمھاری عقل کچھہ خالق جان انسان یا حیوان
کی نہین ہے پس اگر خلاق عالم نے واسطے جلب منافع کے جانورون کے

کے ذبح کو جائز ٹھہرایا تو کیا محذور لازم آیا اور قطع نظر ان سب باتون کے
ہم کہتے ہین کہ یہ دعوی تمھارا کہ صرف دفع مضار اور حالت اضطراری
کی صورتون مین اتلاف نفوس حسیہ عقلاً جائز رکھا گیا ہے اور امثلۂ
مذکورۂ بالا صورت دفع مضار اور حالت اضطراری کے ہین نہ صورت
جلب منافع اور حالت اختیار کے دعواے غیر صحیح ہے کیونکہ امثلۂ مذکورہ
بالا گو بظاہر صورت دفع مضار اور حالت اضطرار کی معلوم ہوتی ہین
لیکن اگر بغور ملاحظہ کیا جاے تو درحقیقت یہ امثلہ امثلہ صورت جلب
منافع اور حالت اختیار کی ہین نہ صورت دفع مضار اور حالت اضطرار
کی خیال کرو کہ گھوڑے کے زخم کے کیڑون کو جو ہلاک کرتے ہین
گو اس ہلاک کرنے کا سبب ظاہر دفع مضرت اسپ ہی نظر آتا ہے لیکن اصل
سبب ان جاندارون کے اہلاک کا جلب انتفاع ہے صحت وسلامتی اسپ سے
واسطے صاحب اسپ کے اسیطرح شخص عالم یا عاقل یکتاے روزگار
کے واسطے جو سیکڑون نفوس عامہ انسانی کا قتل کرنا اور قتل کرانا جائز
ٹھہرایا گیا ہے تو اس صورت مین بھی گو بظاہر سبب اس تجویز کا دفع مضرت
شخص عالم وعاقل ہی معلوم ہوتا ہے لیکن بدیدۂ غور اگر ملاحظہ کیا جاے
تو اصل سبب اس تجویز کا صرف ترصد جلب انتفاع ہی واسطے نفوس
انسانی کے بقاے شخص عالم وعاقل سے والا اگر قطع نظر ترصد انتفاع
مذکور سے کیجاے تو گو وہ شخص عالم وعاقل کیسا ہی بے مثل ویکتاے روزگار
بھی لیکن وہ قابلیت تو اوسکی اوسکی ذات خاص کے واسطے ہے اور نفس

کرامت بشری اور شرافت انسانی مین جملہ افراد انسانی شریک ہین پس
کس طرح اتلاف سیکڑون نفوس کا ایک نفس کے واسطے اگرچہ وہ نفس
کامل عصری کیون نہ ہو جائز متصور ہو سکتا ہے سوا اسکے کہ چونکہ وجود مرد عالم و عاقل
سالامہ روزگار سے اور افراد نوع انسانی کے واسطے حصول انواع منافع
کی امید ہے لہذا جلب منافع کی نظر سے اتلاف نفوس کثیرہ کا اوس ایک
نفس کے ابقا کے واسطے عقلاً جائز ٹھہرا اور خلاف انصاف متصور نہین ہوا
الحاصل کوئی شبہہ نہین اس بات مین کہ مصلحت یا غرض اشرف کے واسطے
گو وہ مصلحت قسم دفع مضرت سے ہو یا جنس حصول منفعت سے اتلاف نفوس
حیوانیہ کا حتے کہ نفوس انسانیہ کا بھی عقلاً جائز تصور کیا گیا ہے بلکہ ممدوح و
مستحسن قرار دیا گیا ہے پس اس صورت مین جائز یا مستحسن ثابت ہونے ذبح
جانوران ماکول اللحم کے واسطے صرف سبب جلب منافع نوع اشرف انسانی
ہر سبب کافی و وافی متصور ہو سکتا ہے اثبات مرتبہ دفع مضار اور حالت
اضطرار کی کچھ احتیاج نہین معہذا اگر آئندہ مرتبہ دفع مضار اور حالت اضطرار
کا بھی ثابت ہوا تو نور علی نور ہوگا مقتضا ہفتم ایک قاعدہ مقرری اس
جہان کا یہ ہے کہ نوکر چاکر محکوم ممنون اشخاص کسی موقع ضرورت خاص پر اپنے
آقا اور حاکم اور ولی النعم کی اتباع مرضی اور کاربراری کے واسطے جان
عزیز صرف کر دینے کو عین اقتضاے شرافت و انسانیت جانکر پروانہ وار
نثار ہو جایا کرتے ہین اور کوئی عاقل اونکے اس مرنے اور جان نثار کرنے
کو مذموم و ناسزا نہین کہتا یہان تک کہ اگر حاکم ولی النعم ارادہ مہم جانگیر لوا حق

واتباع و اشیاع مین برسر ناحق بھی ہو تب بھی اشخاص ملازم و محکوم و
ممنون کو جان نثاری اور کاربراری آقای و ولی النعم مین سب اہل زمانہ غالباً
معذور و بیقصور ہی جانتے ہین بلکہ مستحق تعریف و توصیف کمال فتوت و
مردانگی کا مانتے ہین گو خود اوس حاکم و ولی النعم کو ارادہ خاص ناحق کوشی
کے سبب ظالم و خطاوار شمار اور مستحق نفرین و ملامت اعتبار کرین پس اگر
حاکم و ولی النعم ارادہ مصمم مذکور مین جادہ انصاف سے انحراف تر رکھتا ہو تو
اوس وقت تو اوس حاکم و ولی النعم کو بھی اتلاف جان متوسلین کے جرم مین
کوئی شخص مورد طعن و ملامت نہین جانتا بلکہ اگر وہ حاکم و ولی النعم ارادہ مصمم
مذکور سے باز رہے اور اوس باز رہنے مین بعض شنائع و قباحات اور
فتن و فسادات پیش آئین تو اس طرح کے اوسکے باز آنے اور جان بچانے
کو سب خاص و عام مستوجب ملامت و الزام تصور کیا کرتے ہین غرض جان نثاری
کسی نمکخوار اور ممنون اور تابعدار کی موقع ضرورت حاکم و ولی النعم پر نہ میلیے جان نثار
کے واسطے موجب ملامت ہوا کرتی ہے نہ حاکم و ولی النعم کے واسطے باعث
ندامت ہرگاہ اس قاعدہ مقررہ انام اور دستور مسلم و مقبول جملہ خواص و عوام
کو معلوم کیا تو اب جاننا چاہیے کہ جو محکوم اور خدمتگزار ہمارے کہ جنس حیوان
سے ہین اور فقط ہماری تابعداری اور کاربراری ہی کے واسطے پیدا کیے
گئے ہین وہ سب محکوم اور خدمتگزار تو بحکم خداوند منعم و خلاق حقیقی بنسبت ذلت
و خواری اور محکومی اور تابعداری ہماری مین ہمارے ان ہمجنس محکومون اور
خدمتگزارون سے بھی زیادہ تر محکوم و محتقر مقرر کیے گئے ہین کس واسطے

کہ خادمان و محکومان ہمجنس کچھ مملوک ہمارے نہیں واقع ہوئے بلکہ باعتبار
شرافت نوعی اور ہمجنسی کے مکرم و جلیل واقع ہوئے ہیں نہ مثل ذلیل بخلاف
ان جانوروں کے کہ یہ ہمارے مملوک کر دیے گئے ہیں اور ہمارے مقابلے
میں نہایت ذلیل اور کم قدر پیدا کیے گئے ہیں پس ہرگاہ خادمان و محکومان
جنس اشرف انسان کا باتباع حکم و مرضی حاکم و آقا فدا ہو جانا خلاف عدل و
انصاف نہیں تصور کیا گیا تو فدا ہونا خادمان و محکومان جنس انقص حیوان
کا جو کہ صرف ہماری تابعداری اور کاربراری کے واسطے اصل خلقت سے
ذلیل و محکوم پیدا کیے گئے ہیں بلکہ مملوک بھی ہمارے کر دیے گئے ہیں
کب خلاف انصاف اور دور از عقل و نقل متصور ہو سکتا ہے رہا یہ توہم کہ
خادمان و محکومان ہمجنس انسان تو خود اپنی خوشی خاطر سے جان دہی اور سرفروشی
کیا کرتے ہیں کوئی دوسرا ان کو پکڑ کر او ان سے یہ کام نہیں کراتا بخلاف جانوران
مذبوح کہ یہ بیچارے پکڑ پکڑ کر زبردستی قربان کیے جایا کرتے ہیں خادمان ہمجنس
غیر مملوک کی طرح اپنی خوشی خاطر سے فدا نہیں ہوتے اور اقتضای شرافت
انسانیت ہمجنس جان عزیز اپنی نہیں کھوتے جواب اسکا یہ ہے کہ حیوانات کچھ انسان
کی طرح صاحب عقل و شعور اور فاعل مختار تو ہیں نہیں کہ خادمان ہمجنس انسان کی طرح اوقات
ضروری حاکم و ولی النعم پر بخوشی خاطر خود سرگرم فرمانبرداری و کاربراری ہو جائیں اور بلا
دخل و ضرورت تحریک کسی سائق و قائد و محرک کی موقع ضرورت پر کام آئیں بلکہ ہم
خدمت و کارگزاری ان حیوانوں کی لاعقل ہونیکے سبب قید و بند و زور و زبردستی ہی پر
موقوف ہوا کرتی ہے اگر لاعقل نہ ہوتے تو خدمتگزاران جنس انسان کی طرح

ہر ایک کام مقرری اپنا پاتا قید و بند و زد و ضرب کسو واسطے نہ بجا لاتے اور دعوم کے بعد گھوڑے اور چارپائین کسلیے کھاتے پس جس طرح اور ہر ایک کام کا سرانجام اسنے ہوا کرتا ہی اسی طرح ان کے فدا ہونے کو بھی تصور کرنا چاہیے زد و ضرب و قید و بند تو انکے ہر ایک کام کے واسطے لازم و ضرور ہی اس زد و ضرب و قید و بند سے ناجائز سمجھنا کسی انکے مصرف و کارگزاری کا کب مقتضائے عقل و شعور ہی اور ہر گاہ موقع ضرورت منعم و آقا پر خود انسان عاقل کا بخوشی خاطر خود فدا ہو جانا قرین عقل و انصاف ہی تو جانوران لایعقل کا ایسے موقع پر بقید و بند صرف مین آنا تجویز عقل و نظر سے کب خلاف ہی اگر اس جگہ کوئی یہ بات کہے کہ جو کچھ بیان جواز جان نثاری اتباع و محکومین کیا گیا بیان جواز موقع ضرورت کا تھا اور ذبح کرنے جانور کے واسطے کوئی ضرورت داعی نہین ہوتی لہذا بسبب تفاوت مرتبہ ضرورت و عدم ضرورت کے صورتین مذکورتین سے قیاس ایک صورت کا دوسری صورت پر کیونکر متصور ہو سکتا ہی جواب اسکا یہ کہ مراد موقع ضرورت سے اس جگہ نہ کوئی ایسا امر ضروری ہی کہ جسکے بدون چارہ اور گذارہ ہی نہو سکے بلکہ اصل مراد موقع ضرورت سے صرف ایک جلب نفع واقعی یا دفع ضرر واقعی ہی کہ جسکی خواہش بسبب کسی استحقاق کے کیجاسے خیال کرو کہ اگر ایک شخص ذی حق نے اپنے کسی باغ یا زمین یا مکان حق موروثی لینے کے واسطے باوجودیکہ وہ ذی حق محتاج اوس حق موروثی لینے کا اصلا نتھا قصد و دعوی کیا اور کوئی مفسد و غاصب تحصیل حق واجبی سے

اوس ذی حق کو مانع ہوا اور نوبت بحث و تکرار تا بجنگ و پیکار پونہچی اور چند اشخاص ملازمین و اتباع اس ذی حق کے اوس جنگ و پیکار مین نثار ہو گئے تو اس صورت مین اگرچہ جنگ و فساد کرنا اوس حق واجب کے واسطے ذی حق مذکور کو ضرور تو کسیطرح نہین تھا لیکن باوجود عدم احتیاج و ضرورت کے بھی اگر ذی حق مذکور نے اپنا حق واجب سمجھکر اوس حق واجب کے استحصال اور استخلاص کے واسطے خواہ مخواہ جد و کد اور اصرار و تکرار ہی کیا اور اوس جد و کد کو کشت و خون کی حد تک پونہچا دیا تو کوئی شخص ذی حق مذکور کو اس جد و کد طلب حق واجب کرنے مین اور کشت و خون اتباع و محکومین کی اوس جد و کد کے سبب سے جائز رکھنے مین ظالم و ناانصاف ہرگز نہین کہتا بلکہ بعض مواقع اور حالات مین تو ذی حق مذکور کو تمام خواص و عوام سزاوار صد ہزار تحسین و آفرین جانا کرتے ہین پس اس بات سے بخوبی ثابت ہی کہ ممدوح یا غیر متقدح ہونا تجویز جان نثاری اتباع و محکومین کا کچھ صرف موقع ضرورت ناچاری اور حالت بے اختیاری پر موقوف و منحصر نہین ہوتا بلکہ مراد موقع ضرورت سے اوس جگہ فقط ایک جلب نفع واقعی یا دفع ضرر واقعی ہی کہ جسکی خواہش بسبب کسی استحقاق کے کی جاوے رہا یہ کہ امر غیر ضروری کو ضروری کے ساتھ کیون تعبیر کیا باعث اسکا یہ ہی کہ کمال خواہش اور اصرار آقای ولی النعم کے سبب سے امر غیر ضروری بھی اوس موقع خاص پر ضروری الاستحصال خیال کیا جاتا ہی لہذا اطلاق ضروری کا اوس غیر ضروری پر آتا ہی پس اگر کوئی شخص اسجگہ یہ بات کہے کہ گو موقع

مذکور دراصل ضروری نہین ہوتا لیکن بعد وقوع جدوکد اور اصرار وتکرار متخاصمین
کے تو بالیقین ضروری ہوجاتا ہی لہذا جان نثاری موقع مذکور درحقیقت ان جانثاری
موقع اشد ضرورت ہی ہوتی ہی غیر ضروری تصور کرنا اوسکا نہین چاہیئے جواب
اسکا یہ ہی کہ گو موقع مذکور بعد وقوع جدوکد اور اصرار وتکرار متخاصمین کے ضروری
متصور ہو لیکن دراصل تو وہ موقع موقع غیر ضروری ہی ہوتا ہی نہ ضروری بھلا
اگر کسی ذی حق نے باوجود یقینی سمجھنے اس بات کے کہ اگر مین طلب فلان
حق واجبی اپنے مین جدوکد اور اصرار وتکرار کرونگا تو نوبت جنگ و پیکار اور
کشت وخون کی ضروری آئیگی ابتدا سے قصدا ہی اسے صورت وقوع
کشت وخون بلا ضرورت کو جائز رکھا تب بھی طلب حق واجبی کرنے اور اوس
طلب حق واجبی کے سبب سے کشت وخون جائز رکھنے مین ذی حق مذکور
کسی فرد بشر کے نزدیک ظالم وناانصاف ہرگز نہین قرار پائیگا نہ مفسد
وفتنہ انگیز کہا جائیگا الحاصل طلب حق واجبی کے واسطے گو وہ حق واجبی
محتاج الیہ ضروری ہو یا نہو تجویز جان نثاری اتباع ومحکومین عقلا غیر محظور
ضرور قرار دی گئی ہی لہذا جو جانور کہ اصل خلقت سے محکوم اور تابعدار ہمارے
ہین اور گوشت وپوست اونکا ہماری ملکیت خاص سے کردیا گیا ہی اگر اوس
ملکیت خاص اپنی مین قصد طلب انتفاع ہمنے کیا اور اس انتفاع واجبی کے
حاصل کرنے کے واسطے ان اپنے محکومون اور مملوکون کی جان نثاری
کو جائز ٹھہرایا تو کوئی امر اسمین خلاف حکم عدل وانصاف کے لازم نہین آیا
مقصد ہشتم قتل کرنا سانپ اور بچھو وغیرہ کا قبل اسکے کہ وہ ایذا

پہونچا ئین صرف احتمال مضرت کی نظر سے اور بھی مارڈالنا کھٹمل اور پسو اور مچھر وغیرہ کا ایک جرم خفیف کے سبب سے جو تمام عقلا ہی روزگار بلا بحث و تکرار جائز رکھتے ہین اور کسیطرح خلاف عقل و انصاف نہین سمجھتے اس سے یہ بات ظاہر ہی کہ صرف احتمال اندیشہ مضرت نفس اشرف انسانی یا لحوق تکلیف خفیف نفس اشرف انسانی کے سبب سے ہلاک کرنا کسی نفس انقص حیوانی کا عقلاً خلاف اور منافی عدل و انصاف نہین ہو تا پس ہرگاہ صرف احتمال اندیشہ مضرت کے سبب سے یا ادنی مرتبہ لحوق مضرت کے سبب سے ہلاک کرنا بعض جاندارون کا عقلا جائز ٹھہرا تو منفعت یقینی اور منفعت اعلی کے واسطے ذبح کرنا بعض جانداران ماکول اللحم کا کس واسطے جائز نہین ہو سکتا الحق ہرگاہ اس جہان مین نفس انسانی ہی اصل مقصود ہی اور اسیکے نفع و ضرر پر چیزون کے بود و وجود کا مدار و اعتبار ہی اور تمام حیوانات اسیکے منافع و مصالح ذاتی کے واسطے پیدا کیے گئے ہین اور مرتبہ انسان کا تمام حیوانات سے بحکم عقلی اس درجہ اجل و اتم اور اشرف و اعظم واقع ہوا ہی کہ ادنی درجہ بشریت انسان کی خیال بلکہ مجرد احتمال سے بھی ہلاک کرنا بعض حیوانات کا بلا خلاف قرین عقل و انصاف قرار پایا ہی تو اس قیاس سے یہ بات بخوبی ثابت ہی کہ حضرت انسان کی تو مصلحت احتمالی اور منفعت ادنی بھی مرتبہ جان حیوان پر راجح ہو واقع ہی چہ جای مصلحت اعلی اور منفعت یقینی اوسکی کہ ان دونون مصالح و منافع انسانی کا مرتبہ تو مرتبہ جان حیوان سے بحکم عقل و نظر اور بھی بدرجہ بالاتر ہونا چاہیے پس مصلحت اعلی اور منفعت یقینی کی نظر سے

ذبح بعض حیوانات کا جواز مثل جواز قتل بعض جانوران مذکورہ بالا کے اور بھی زیادہ تر قرین عقل و نظر ثابت مقصد نہم جو جانور کہ ذبح ہی کے واسطے گویا مخصوص ہین یعنی بحسب عادت مستمرہ تمامی افراد یا غلب افراد نوع انسانی کے تغذیہ کا دار و مدار انھین پر قرار پا رہا ہی اون جانورن کے انواع خاصہ مین کثرت اور برکت افرادی اس درجہ پائی جاتی ہی کہ اور تمام انواع حیوانات مین سو حصہ سے ایک حصہ بھی اوس کثرت و برکت کا نظر نہین آتا اور یہ غایت کثرت اور برکت افرادی اون انواع خاصہ کی ایک امر بدیہی ہی کہ محتاج بینہ و برہان و تشریح و بیان کی ہرگز نہین معہذا عجیب تر یہ بات ہی کہ یہ کثرت و برکت افرادی ان انواع خاصہ کی محض بتائید غیبی سراسر مخالف اسباب مقررہ کارخانہ عالم کے واقع ہوئی ہی کس واسطے کہ اسباب مقرر کارخانہ عالم کا اقتضا تو یہ چاہتا تھا کہ گائین اور بکریان بہ نسبت سگ خوک اور اور جانوران درندہ کثیر الولادت کے کمتر نظر آتین بلکہ پائی ہی نجاتین کسواسطے کہ گاو اور بکری کی پیدایش بہ نسبت ان اور جانورون کے نہایت اقل قلیل ہی گاو کے صرف ایک بچہ ہونا اور بکری کے بچون کا فقط ایک یا دو نہایت تین یا بالفرض احیاناً چار تک شمار ہونا اس قلت پیدایش پر بہت ظاہر دلیل ہی بخلاف سگ و خوک اور اور بعض جانوران درندہ کے کہ یہ جانور آٹھ آٹھ بچے تک بھی جنا کرتے ہین بلکہ بعض تو ان مین سے کثرت پیدایش مین اس حد و شمار سے بھی زیادہ گذرتے ہین یہ تو کیفیت ان جانوران اکول و

غیر ماکول کی پیدایش کی ہی اب سنئے حال ان کے انعدام و اقتسام کا
سگ اور جانوران درندہ کو تو کوئی کھاتا ہی نہیں رہا خنزیر اگرچہ بعض اقوام
اوسکو کھاتے ہین لیکن گاے اور بکری کے گوشت کا کھانا اون اقوام
آکلین لحم خنزیر مین بھی اغلب و اشہر اور بہ نسبت اکل لحم خنزیر کے زیادہ تر
مقرر ہی علاوہ اسکے اکل گاو و علی الخصوص اکل کبش و غنم ایک امر عام ہی کہ
تمام اقوام باستثناے بعض شاذ کے آکل لحم کبش و غنم واقع ہوے ہین
پس باوجود نہایت قلیل الولادت ہونے جنس بقر و غنم کے بہ نسبت
اجناس جانوران مذکور دیگر ذبح ہونا ان دونون جنس بقر و غنم کا علی الخصوص
جنس غنم کا بہت زیادہ تر جاری ہی کہ تمام روے زمین مین ہر روز ہزارون
بلکہ لاکھون کرورون افراد نوع بقر و غنم کے برابر ذبح ہوتے رہتے ہین
ساتھ اسکے کثرت افرادی بقر و غنم کی بہ نسبت اون جانوران دیگر کے
اسقدر دیکھی جاتی ہی کہ جسکا کچھ حد و حساب ہی نہیں یہان تک کہ جانوران
دیگر بہ نسبت اس کثرت بعید و عدد کے محض معدوم معلوم ہوتے ہین پس
ظاہر ہی کہ یہ کثرت و برکت افرادی بمخالف اسباب محض کثرت و برکت غیبی
موید من اللہ ہی واقع ہوئی ہی ہرگاہ یہ سب معلوم کیا تو اب جاننا چاہیے
کہ بسبب ظہور اس کثرت و برکت بعید و عدد کے دو دلیل سے ان انواع
خاصہ مخصوص بالبرکت کا واسطے رزق افراد نوع انسانی کے مخلوق اور
مخصوص ہونا ثابت اور متحقق ہی دلیل اول یہ کہ تجربہ اور تفحص اکثر مقرا
سے یہ بات بخوبی دریافت کی گئی ہی کہ جملہ مخلوقات عالم مین غایت کثرت

اور ساتھہ کثرت کے اس درجہ برکت کسی شئی کی کہ گو کتنا ہی اوسکو گھٹاوین
اور صرف مین لاوین تصرفات بیحد وعد کے سبب کسیطرح گھٹ نجاوے
اور کمی اوسکی اصلا نظر مین نہ آوے یہ غایت کثرت وبرکت نہین ہوتی مگر اون
مخلوق مین کہ جسکو خالق عالم نے آذوقہ کسی دوسری مخلوق کثیر الافراد کا مقرر
فرمایا ہے اور دوسری مخلوق کثیر الافراد کی پرورش ہی کے واسطے خاصۃً
خلق اوسکا وقوع مین آیا ہے چنانچہ نباتات مین بھی غایت کثرت وبرکت اونہین
انواع خاصہ کے واسطے عنایت ہوئی ہے کہ جنکو کسی نوع یا انواع حیوان
کثیر الافراد کا آذوقہ مقدر مقرر فرمانا منظور تھا باوجودیکہ اقسام نباتات
کی بیحد وعد ہین مگر اقسام غلہ جات جو کہ غذای انسانی ہونے کے واسطے
پیدا کیے گئے ہین یا جو اقسام نباتات کہ مخصوص کی گئی ہین واسطے علف
گھوڑون اور گاؤن اور بکریون وغیرہ انواع کثیر الافراد کے اونکے برابر
کثرت وبرکت اور کسی قسم اقسام نباتات مین پائی نہین جاتی پس چونکہ
یہ انواع خاصہ جانوران ماکول اللحم بھی اسی قسم کثرت وبرکت کے ساتھہ
پیدا کیے گئے ہین اور کوئی نوع نہایت کثیر الافراد جسکی غذا لحم ہو اور
ان انواع کثیر الافراد ماکول اللحم کے کھانے اور رزق بنانے کے
واسطے باینہمہ کثرت وبرکت بیحد وعد کافی ووافی ہوسکے سوا نوع
انسان کی اس جہان مین پائے ہی نہین گئے لہذا بحکم تفحص استقرا
اور نظر کرنے احوال وامثال عالم کون وفساد کی ایسی کثرت بیحد وعد
اور برکت غیبی مخصوص بالرزق کے ساتھہ ان انواع مذکورہ کے خاص

ہونے سے مخلوق ہونا ان انواع خاصہ کا واسطے رزق نوع انسانی
کے بالبداہت ثابت ہے دلیل دوم ان انواع خاصہ کے واسطے رزق نوع
انسانی کے مخلوق ومخصوص ہونے کی یہ کہ اگر ساتھ اس کثرت بعیدہ
عدد کے ذبح اور اکل ان جانوران ماکول کا مرخص ومعمول نکیا جاتا تو اواخر
عہد حیات ان کے سے تا زمان بعد الممات لحوق انواع قبائح واشکالات
کا لازم آتا لیکن قبائح واشکالات اواخر عہد حیات جو کہ غایت مرتبہ ضعف
وانحطاط تک زندگی بسر کرنے اور از خود بلا ذبح مرنے ان جانورون کے
سے خود واسطے ان جانورون کے باعث رنج ومصیبت شدید ہوتی بلکہ
اس رنج ومصیبت اشد سے راحت وآسایش نوع انسان کو بھی کسوقت
چند قسم قبائح واشکالات ہین بیان قسم اول قبائح واشکالات مذکورہ مسطورہ
کا یہ کہ درصورت عدم رواج عمل ذبح اکثر افراد جانوران مذکور کا زمان غایت
ضعف وانحطاط تک پہونچنا ممکن تھا بلکہ اکثر واقع بھی ہوتا پس اکثر جانوران
ضعیف ونحیف تو بسبب غلبہ ضعف وناتوانی کے چلنے پھرنے سے بھی
تھکتے جو جو مشقتہاے شاقہ سواریون اور بار برداریون کے اور اور انواع
کارہاے سخت کے بلاے جان جانوران مذکور ہوا کرتی ہین طاقت
تحمل اون شدائد زائد اور مشقتہاے بعید وعدد کے کہان تک رکھتے باانہمہ
حسبقدر افراد نوع انسانی کہ قسی القلب اور خود غرض محض ہوا کرتے ہین
وہ سب ارباب قساوت توان جانوران ناتوان درماندگان خستہ جان
کو اوس حالت غلبہ ضعف ودرماندگی مین بھی مہما امکن ضرور ہی ستاتے

اور مار مار کر بظلم و تعدی محض شتقتین اوٹھنے لیتے اور بارہا سے سخت اوٹھواتے وہ زدو ضرب اور ظلم اور زیادتی ان بیچارون مصیبت کے مارون پر ایسی اشد اور بلاے بد ہوتی کہ خدا کی پناہ نہ توان بے زبانون کو قوت نطق تھی کہ مصیبت رسیدہ آدمیون کی طرح داد بیداد اور نالہ و فریاد سے اظہار حال زار کرتے نہ اون قسی القلب کور باطنون کو استقدر قوت بینائی ہوتی کہ ان درماندگان ناتوان کی زاری حال پر ملال پر نظر کرکے ذرا بھی اس ضعیف آزاری سے ڈرتے پس اوسوقت کی مصیبت سخت اور حال پر ملال کو خیال کرنا چاہیے اور یہی خیال کرنا چاہیے کہ کسی فرد بشر پر اگر غلبہ ضعف و درماندگی کے وقت کوئی ایسی مصیبت سخت آجاتی ہی تو حال اوس مبتلای بلا کا اوس وقت ناچاری و بے اختیاری مین کیا ہوتا ہی کیا وہ مبتلای بلا ایسی حالت پر ملالت مین اپنی جان زار سے بیزار ہوکر تخم آرزوی موت کو ہر وقت مزرع دل تحسر منزل مین نہین بوتا ہی علاوہ اسکے اور تمام دیکھنے والے بھی اوسکی حالت پر ملالت پر نظر کرکے اوسکے ممات ہی کو اوسکے حق مین عین فلاح و نجات خیال کیا کرتے ہین یہی سبب ہی کہ سائر ارباب فہم و خرد سختی و زبونی ارذل عمر سے نہایت ڈرتے ہین پس ہرگاہ اوس وقت عجز و درماندگی کا حال اس درجہ پر ملال ہی کہ خود افراد نوع انسانی ایسے وقت مین اپنے اور اپنے بنی نوع کے واسطے ممات کو عین نجات تصور کیا کرتے ہین حالانکہ افراد بشری پر جانورون کیطرح تو زدو ضرب ظلم زیادتی جبر و تعدی کبھی کسیوقت اتفاقاً بھی واقع نہین ہوتی

بلکہ ہر قسم معاونت انکی ایسے اوقات عجز و درماندگی مین اولاد و ازواج یا عزیزہ و اقارب اور احباب و اصحاب خواہ عموم ابنای نوع کی طرف سے اصول بلکہ مبذول رہا کرتی ہے بیس ہوے بیچارے اون جانوران خستہ حال بے پروبال سے کہ ایسے وقت مصیبت اور درماندگی محض مین نہ کوئی یار رکھتے نہ مددگار ساتھہ اسکے نتیجہ ظلم افراد نوع خلاف مین گرفتار نہ طاقت صبر ہوتی نہ یارا ے گفتار غرض جانوران بے زبان پر غایت انحطاط عمر تک بسر کرنے اور زمان غلبہ عجز و درماندگی تک نہ مرنے سے ایسی مصیبت اشد اور بلاے بد لازم ہوا کرتی کہ جس مصیبت اشد اور بلاے بد کے ساتھہ اونکا مرنا جینے پر ترجیح صریح رکھتا دل زار اون درماندگان ناچار کا ایک ایک مصیبت جان آزار مین ہزار ہزار دفعہ ذائقہ موت ہر روز چکھتا الحمد للہ کہ تجویز عمل ذبح کے سبب سے جانوران ضعیف و ناتوان کو کلیتہً نجات ان تمام مصائب و آفات سے ہوگئی معہذا ترویج عمل ذبح کی بدولت کچھہ صرف شدائد و مصائب زمان درماندگی و ناچاری ہی سے آزادی اور سبکباری ان جانوران بے زبان کو نہین ہوجاتی بلکہ جو شدائد جاری اور مصائب استمراری کہ قبل از لحوق ضعف پیری و درد اونکا ان جانوران بے زبان پر ضرور ہے اور رہائی انکی شدائد مذکورہ اور مصائب مسطورہ سے خود ارباب انصاف و ترحم کے نزدیک بھی خلاف دستور ہے اون تمام اقسام شدائد جاری اور مصائب استمراری سے بھی بسبب تجویز ترویج عمل ذبح کے یہ جانوران خستہ حال سراسر فارغ البال ہو جایا کرتے ہین ایک تکلیف آنی

فانی ذبح مین صد ہزار آلام جاری اور مصائب استمراری سے نجات ابدی پایا کرتے ہین بیان قسم دوم قبائح و اشکالات مذکورہ مسطورہ کا یہ کہ درصورت عدم رواج عمل ذبح ہرگاہ یہ جانوران ناتوان موت امراض ہی سے مرا کرتے تو مصیبت و تکلیف اوس موت کی ایسی اشد اور بلا بد ہوتی کہ جس مصیبت اشد اور بلاے بد کے سامنے موت ذبح کو گویا غایت آسانی اور بحکم راحت زندگانی سمجھنا چاہیے نجات اس مصیبت اشد اور بلاے بد سے بھی صرف بدولت رواج عمل ذبح ہی کے حاصل ہوئی ہے بیان قسم سوم قبائح و اشکالات مذکورہ مسطورہ کا یہ کہ اگر عمل ذبح رایج نہوتا تو نہایت درجہ سن ضعف و انحطاط تک زندہ رہنے کی تقدیر پر اکثر جانور تو چلنے پھرنے سے بھی معذور ہو جاتے پس اوس حالت درماندگی محض مین ایک جگہ بندھے ہوے کھڑے رہکر دانہ چارہ کہان سے پاتے خلقت جانورون کی مثل آدمیون کے مدنی الطبع متصف بدرک مراتب حقوق قرابت و محبت تو پیدا نہین کی گئی کہ آدمیون کی طرح اولاد و ازواج یا اور اعزہ اور اہل حقوق اور بنی النوع حالت درماندگی و ناچاری مین خبرگیری اور خدمتگذاری انکی کرتے باقی رہی خبرگیری اور خدمتگذاری افراد نوع انسان کے حق حیوانات مذکورین جس خبرگیری اور خدمتگذاری کی امید ابتداے خلقت سے یہ جانور پابند و خوگر ہو رہے ہین وہ خبرگیری اور خدمتگذاری تو بلا غرض و ضرورت کوئی صورت ہی نہین رکھتی تھی کس واسطے کہ اول تو اس جہان خود غرضی بنیان مین ایسے ارباب ہمت و توفیق ہی بہت کم

بالکل کالعدم ہین کہ بلاغرض و ضرورت کسی اپنے بنی نوع کے بھی کام آوین
لیکن حیوانات خلاف نوع کہ اونکی خبرگیری اور خدمتگذاری کو تو بلاغرض
ضرورت اور بھی محال اور سراسر محال خیال کرنا چاہیے اور بالفرض اگر
بعض شاذ اہل ہمت و توفیق اس کار خیر پر آمادہ بھی ہوجاتے تو خبرگیری
اور خدمتگذاری اسقدر باندازہ ان درماندہ و ناتوان بیچارون کی بعض شاذ
ارباب ہمت و توفیق سے ممکن و متصور کب ہوتی علاوہ اسکے پرورش و
بسر بردن ان جانوران ناتوان کی تین ہی طریق پر منحصر تھی طریق اول یہ کہ
گھر پر انکو باندھکر کھانا پانا خبرگیری انکی کرتے رہنا طریق دوم یہ کہ جنگلون
مین خود حسب دستور مقرر اسکے ہمراہ رہکر تمام دن بھر چرانا طریق سوم یہ
مطلق العنان محض انکو چھوڑ دینا کہ جاہین جنگلون مین چرین جاہین آبادی
مین بسر کرین طریق اول بسبب تعلق و احتیاج مصارف کثیر کے سراسر
عسیر تھا طریق دوم بسبب عدم گنجایش فرصت واسطے سرانجام ایسے
کام بلاغرض و ضرورت کے اپنے اور اپنے متعلقین کے کاروبار
اہم و ضروری سے سراسر متعذر و غیر امکان پذیر تھا سیما جنگلون مین
ناتوان جانورون کو چرنے اور پیٹ بھرنے کے واسطے دن دن بھر
حیران و سرگردان رہنا ضرور چاہیے ایسا ممکن نہین کہ افراد لشکر کی طرح
یہ جانوران بسیار خوار ایک ساعت مین شکم سیر ہوجاوین اور ایک بار
کھاکر چار چار آٹھ آٹھ پہر تک کے واسطے فرصت پاوین پس جو جانور
کہ نہایت ضعیف و نزار اور چلنے پھرنے سے معذور و ناچار فرض کیے گئے

مین دن دن بھر پھرنے اور چرنے سکے واسطے تو خود ان درماندگان ناتوان کی طاقت ہی رفاقت نہین کر سکتے تھے بلکہ اکثر جانوران معذور تو شاید بستی سے جنگل تک پہونچنے کی بھی تاب وطاقت نہ رکھتے چراگاہون مین پہونچکر دن دن بھر چل پھر کب سکتے علی الخصوص حالت علالت مین جسوقت جان ان ناتوانون کی بالکل ہی زبون وزار ہوتی اوس وقت تو خبرگیری اور خدمتگذاری انکی اور بھی زیادہ تر عسیر و دشوار ہوتی اب رہا طریق سوم یعنی مطلق العنان محض کر دینا ان جانوران نحیف وناتوان کا مطلق العنان کر دینے کی تقدیر پر یہ تو ممکن ہی نہین تھا کہ اس قدر جانوران کثیر حجم غفیر بستی مین رہکر دانہ یا گھاس بھی پاتے ناچار بستی سے نکلکر چرنے اور پیٹ بھرنے کے واسطے جنگلون کی طرف ضرور جاتے لیکن وہان جاکر تو وہی قباحت مذکورہ بالا ان جانوران ولریش کو درپیش تھی کہ اول تو بسبب فقدان طاقت وہان تک پہونچنا ہی انکا سخت مشکل ہوتا پھر اگر پہونچ بھی جاتے تو وہان پہونچکر دن دن بھر چرنا اور پھرنا تو اور بھی اینر زیادہ تر دشوار ومحال ہوتا اور اگر بالفرض وہان دن دن بھر پھرنے اور پیٹ بھرنے سکے واسطے طاقت بھی پاتے اور باوصف غلبۂ ضعف وناتوانی سکے تاب ایسے رنج وتعب شدید او ٹھانے کی لاتے تو اوس صورت مین تو ان جانوران بیچارون کے خودسر مطلق العنان پھرنے سے ایک اور قباحت اشد اور مصیبت زائد از حد ایسی لازم آتی کہ العیاذ باللہ شرح اوس قباحت اشد اور مصیبت زائد از حد کی یہ کہ اسقدر انواع جاندار

کے افراد بیحد و شمار بسیار خوار کا مطلق العنان و خودسر ہوکر صرف گھاس چرنے
پر قناعت واکتفا تو ممکن ہی نہین تھا بلکہ غلہ جات کے کھیتون کے سامنے
تو یہ جانوران خودسر مطلق العنان کبھی بھی گھاس نکھاتے پس لگتے کے
سگئے ان جانوران بیحد و پایان کے کھیتون ہی پر گرتے اور چرتے علاوہ
چرنے کے پانوون سے روند روند کر کھیتون کو جا بجا ہر وقت تباہ و برباد
کرتے غرض ورود اس قوم یاجوج و ماجوج کی زراعات کے حق مین
آفت ٹڈی وغیرہ سے بھی زیادہ ہوتا تھا غالبا تاہم (نشاء) زراعات کو کھیتون
سے کم دیتا گر حراست و نگہبانی اس قدر بھی یا دریا سے جلدی کیجاتی
اگر ان تک کیجاتی اور کیسی حیرانی اور کسقدر مصیبت و پریشانی افراد
نوع بشر کو اس فتنہ و شر کے دفع کرنے کے واسطے لازم آتی جو تدابیر
دیوار یا خندق یا جنواڑی یا ببول وغیرہ درخت ہاے خاردار سے
خواہ جا بجا مرڈون کے حصار سے محاط کر دینے کے واسطے بساتین تھا
یا بعض اقسام زراعات نیزوی خاص کے مروج و معمول ہین اون تدابیر
سے تو تمام زراعات بیحد و عد کا محاط کر دینا ممکن ہی نہین تھا اور بالفرض
اگر ممکن بھی ہوتا تو بدون کمال حرج و دقت و جانکاہی اور تحمل مصارف و
نقصان کثیر کے تو وہ تدابیر ہرگز امکان پذیر نہوتین رہا نگرانی کرنا
زراعات کا شب و روز کمال دقت و پریشانی اس نگرانی کی جسقدر ہوتی
وہ ظاہر ہے علاوہ اور دقت و پریشانی کے ایک مصیبت سخت اس
نگرانی مین یہ ہوتی کہ از بسکہ انواع جانوران مذکورہ مانوس بالطبع ساتھ

نوع انسان سے کے واقع ہوتی ہین مجرد جیسے مہر یا تخویف دور دور سے تو
یہ جانوران خودسر کسیطرح بھی نہ ٹلتے بلکہ اصلا پروا بھی ایسی تخویف خفیف
کی نکرتے پس بدون کمال مشقت و جانکاہی کے ان افواج غیبی کے
ہلّون کا رد کرنا کسیطرح ممکن ہی نہین تھا سوہندا ہر وقت غصے سے زد و
ضرب کرنے مین ان ناداؤن بے زبانون پر جور و ستم استمراری مستلزم
جان آزاری جاری رہنا ضروری لازم آتا ایسے ارباب ترحم تو اس
جہان مفاسد بنیان مین بہت کم ہین کہ یہ تمام مصائب و تکالیف دیکھکر
بھی ان جانوران خودسر کو زنہار کوئی تکلیف مولم و جان آزار نہ پونہچائین
یا ان مصائب و تکالیف سے باز رہنے کے واسطے تدابیر درستی احاطہ
خندق و دیوار یا ترتیب درختہای خاردار خواہ جھانکڑون کے طیاری
حصار مین چار و ناچار دقت و مشقت اور زیرباری ہی اپنے اوپر اوٹھائین
بلکہ اکثر افراد بشر تو ان تمام دقتون اور پریشانیون کے سبب سے حیران
و مضطر ہوکر آمادہ قتل جانوران مذکور ضروری ہوجاتے کمال دق ہونے
کے سبب سے جان پاتے خون ان سرگردانون بے زبانون کا بالیقین
بہاتے اس صورت مین بالآخر وہی شکل فیج جسکے واسطے اتنے جھگڑے
اور بساتے کیے گئے لامحالہ پیدا ہوتی مقولہ ع آنچہ دانا کند کند نادان
لیک بعد از خرابی بسیار ۔ کی تصدیق آخر درجہ اس قتل و ہلاک سے ہویدا
ہوتی الحاصل جانوران مخصوص عمل و کار کا محض بیکار اور ضعیف و زار ہوکر
جینا تو اس درجہ اسکے واسطے موجب مصیبت و وبال ہوتا کہ نوع انسان

سے کے واسطے بھی اوسکے سبب سے سخت باعث کلفت و ملال ہوتا مگر
تجویز عمل ذبح کی وجہ سے یہ جملہ مصائب و آفات اور فتن و فسادات دور
و مستور ہو گئے ایک تکلیف آنی سکے اجرا سے جملہ شدائد و اشکالات آخرای
زمانی دفعۃً واحدۃً کھو گئے یہان تک بیان قبائح و اشکالات اواخر
عہد حیات کا تھا لیکن کیفیت قبائح و اشکالات زمان بعد الممات پس
بیان اون قبائح و اشکالات کا یہ کہ اگر ہزارون لاکھون جانوران ماکول اللحم
ذبح ہو کر ہر روز کھا سکے جاتے تو بعد اونکے مرنے کے جو کہ اسی کثرت کے
ساتھہ ہر روز واقع ضرور ہوتا دو حال سے خالی نتھا یا اون سب مردارون
کو آدمی جابجا بحال خود افتادہ ہی چھوڑ دیا کرتے یا نعش ہاے انسان
کی طرح دفن خواہ غرق و حرق کیا کرتے درصورت اول کثرت عفونت سے
زندگی آدمیون کی دشوار ہو جاتی اور فساد آب و ہوا پیدا ہو کر انواع
امراض وبائیہ ہر طرف پھیلتے درصورت ثانی اون لاشہا سے بیحد و عد
کے ہر روز دفن یا غرق و حرق کرنے کی مصیبت کیسی بلاے جان
تھی ایسے جثہ ہاے گران کا اس کثرت کے ساتھہ ہر روز کھینچکر شہر سے
جنگل خواہ دریا کیطرف لیجانا یا بڑے بڑے گڑھے نہایت طویل و عریض
و عمیق موافق اونکے جثون کے کھود کھود کر دبانا یا لکڑیان جمع کرکے
پھونکنا اور جلانا کسقدر شاق اور تکلیف مالا یطاق تھا اور مصارف
بے فائدہ بھی اس کار دشوار کے واسطے کسقدر ہوتے علاوہ ان مصارف
کے نقد وقت عزیز اپنا اس کار لاحاصل و دشوار مین سب لوگ کس قدر

کھودتے اور جن شہروں اور بستیوں مین کہ کنارہ دریا نہایت بعید ہی یا بسبب
کمال سختی زمین کے کھودنا آدمی کی قبر کا بھی موجب دیر لگتا ہی شدید ہر
اون شہروں اور بستیوں مین تو اور بھی ان جانوروں کے غرق یا دفن
کرنے کی مصیبت اس درجہ ہوتی کہ ہوش و حواس ہی بیچارے دفن
اور غرق کرنے والوں کے کھوئی آیا اون مواقع مین کہ جہان نہر دریا ہی
نہ تختہ طین پہاڑ ہی پہاڑ ہین اور لکڑیان بھی اس قدر زیادہ تر میسر نہین ہو سکتی
ہین کوئی تدبیر بھی واسطے رفع اس اذیت و بلا کے ممکن اور متصور تھی گدھ وغیرہ
طائران مردار خوار تو اس قدر مخلوق نہین ہوے کہ عشر عشیر بھی ان جانوران
مردہ کے گوشت کو تمام کر سکتے غرض ان سب صورتون مین اول تو انواع
تکالیف مالایطاق اور اقسام آلام اور محن و مشاق کا پیش آنا اور تمام
آدمیون کی زندگی کا اون انواع تکالیف مالایطاق اور اقسام آلام و محن
و مشاق کے سبب سے تلخ و دشوار ہو جانا ضرور تھا دوسرے تمام مردم
یا اکثر مردم اس مہم دشوار مین مصروف رہنے کے سبب سے جملہ کارہاے
ضروری اپنے سے بالکل عاجز و قاصر رہتے آیا فکر معیشت کرتے یا ان
مصیبتون کو جھیلتے اور بلاؤن کو سہتے علاوہ پیدا ہونا فساد آب و ہوا کا
اور پھیلنا انواع امراض و وبا کا کچھ ان تمام مرداروں کے پڑے پڑے
سڑنے ہی پر موقوف و منحصر نہین تھا بلکہ کثرت دفن یا غرق اسقدر بیحد و شمار
مردار جانوروں سے بھی فساد آب و ہوا اور شیوع انواع امراض و وبا کا
ضرور ہوتا تھا کہ یہ فساد آب و ہوا اور شیوع انواع امراض و وبا تو ان

وعافیت کے نشان ہی کو اس جہان سے کھوتا پس ان جملہ مصائب
وآفات اور فتن وفسادات کے دفع رہنے کے واسطے حکمت آلہی متوجہ
ہوئی طرف حکم ذبح اور اجازت اکل لحوم جانوران معلوم کی اس حکمت عظمی
کے سبب سے جانور بھی مصائب وآفات مذکورہ بالا سے مامون ومصون
ہو کر براحت عظیم واصل ہوے اور علی ہذا القیاس آدمیونکو بھی دو فائدے
بہت بڑے نہایت لطف وخوبی کے ساتھ حاصل ہوے ایک تو جملہ افراد
نوع انسانی کا اون تمام مصائب وآفات سے جنکا ذکر کیا گیا محفوظ ہونا
دوسرے بعوض اون تمام مصائب وآفات کے ایسی نعمت عظمی اور
لذت کبری یعنی رزق الشحم واللحم کے ساتھ محظوظ ہونا والحمد للہ علی ذلک
پس اگر کوئی شخص یہ کہے کہ جانوران غیر ماکول اللحم وحشی واہلی بھی تو بہت
قسم کے موجود ہین یہ تمام قبائح اور اشکالات جنکا ذکر کیا گیا ان جانورون
کے بلا ذبح مرنے اور غذاے انسانی نہونے سے کیون نہین لازم
آتین جواب اسکا یہ ہی کہ جو کثرت پیدائش اور برکت غیبی جانوران مخصوصا
بالذبح کے ساتھہ خاص کی گئی ہی اور تمام جانورون مین عشر عشیر اوسکا
پایا نہین جاتا بلکہ کثرت وقلت کی نسبت سے تو جانوران غیر ماکول بمقابلہ
جانوران ماکول کے کالمعدوم معلوم ہوتے ہین پس جو فساد آب وہوا یا
اشکال دفن وغرق کا ان جانوران کثیر الولادت مخصوص بالبرکت بحید
وعد کے سبب سے متصور تھا وہ فساد یا اشکال جانوران قلیل الولادت
مفقود البرکت کے مرنے سے ہرگز لازم نہین آتا علاوہ اسکے مردہ جانوران

غیر ماکول کے فساد اور اشکال رفع کرنے کے واسطے بھی حکیم مطلق نے
یہی تدبیر صرف رزق ہوجانے اونکے لحم کی مقرر رکھی ہے یعنی شکاری جانور
اور جانوران مردار خوار اسی حکمت اور مصلحت کے واسطے خلق فرمائے
ہین تاکہ گوشت اون جانورون کابھی اوس وقت گوشت خوارون کا ہوجایا کرے
اور کسی طرحکا فساد یا اشکال اونکے مرنے اور سڑنے سے لازم نہ آیا کرے
اس جگہ عجب نہین کہ معترضین یہ اعتراض بھی کرین کہ زمان سابق مین
جب وقت ہندوستان مین صرف ہنود ہی کی عملداری تھی اور عدم
اکل لحم کی رسم وعادت کلیتہً اس ملک مین جاری تھی اوس وقت بھی
آخر یہ تمام جانور جو کہ اب ذبح کیے جایا کرتے ہین غایت مرتبہ ضعف و
انحطاط عمر تک ایام زندگانی بسر کرتے اور از خود بلا ذبح مرتے ضرور ہی
ہوتے ہونگے پس اوس وقت مین ان جانورون کے غایت مرتبہ ضعف و
انحطاط تک بسر زندگانی کرنے اور از خود بلا ذبح مرنے سے یہ تمام
مصائب وآفات جنکا ذکر کیا گیا پیش آتی تھین یا نہین آیا بدون حکم
ذبح اور تجویز اکل لحم کے اوس وقت مین کارخانہ اس جہان کا کس طرح
چل سکتا تھا کہ اب نہین چل سکتا اور جائز رکھنا ذبح اور اکل لحم کا واسطے
دفع حالت مجبوری کے ضروری قرار دیا گیا جواب اس اعتراض کا یہ ہے
کہ زمان سلطنت ہنود مین صرف گاوکشی البتہ ممنوع تھی رہی نوع کبش و
غنم جو کہ جملہ انواع ماکول اللحم مین زیادہ تر کثیر الافراد ہے اس نوع بجد وعد
کے تو کھانے والے اوسوقت مین بھی جوق جوق موجود تھے پس

صرف ایک نوع بقر کی غایت مرتبہ ضعف و انحطاط تک ایام زندگانی بسر کرنے
اور از خود دبلا ذبح جا بجا مرنے سے اوس درجہ قبائح اور مصائب و آفات
جنکا ذکر کیا گیا ہرگز پیش نہین آتی تھین کس واسطے کہ نوع بقر اعتقاد ہنود
مین نہایت متبرک اور مخدوم بلکہ معبود ہنود واقع ہوئی ہے لہذا کوئی خبرگیری
اور خدمتگذاری بھی افراد نوع بقر کی قوم ہنود پر اصلا شاق یا تکلیف ما لا یطاق
نہین ہوتی تھی بلکہ عین سعادت و عبادت جانکر اوسکو بجا لایا کرتے تھے
معہذا اگر مراد چل سکنے کارخانہ جہان سے اوس وقت مین یہ ہے کہ ساتھ
وقوع ان تمام قباحات یا اکثر قباحات مذکورہ بالا کے جنکا واقع ہونا بتقدیر عدم تجویز ذبح
و اکل لحم جانوران مذکور کے ضرور ہے کارخانہ عالم برابر جاری تھا ان قباحات
و اشکالات کے لحوق سے کارخانہ عالم معدوم نہین ہو گیا تھا تو یہ بات
مسلم لیکن ہمارا کلام تو ان مفاسد و قبائح کے نفس ضرورت لحوق اور تدبیر
اندفاع مین ہے کچھ کارخانہ جہان کے چلنے نچلنے مین نہین یعنی یہ کہ درصورت
عدم تجویز و ترویج ذبح مفاسد و قبائح مذکور لاحق ضرور ہوتی پس ترویج و تجویز
ذبح انھین مفاسد و قبائح کے دفع کی نظر سے عین رحمت واقع ہوئی ہے
واسطے نوع آدمی اور نوع حیوان دونون کے رہا یہ کہنا کہ کارخانہ جہان تو بتقدیر
لحوق قبائح مذکور کے بھی ضرور چلتا کچھ ان قبائح کے لحوق سے کم نہ ہو جاتا
یہ ایک بات ہی دوسری ہے خیال کرو کہ ابتدا سے زمانہ مین جب کہ صنائع
و تدابیر کپڑا بنانے یا کھانا پکانے کی یا اور ہر ایک قسم کام کی سرانجام
کی اصلا نہین نکلی تھین تب بھی تو کارخانہ جہان کا چلتا ہی تھا لیکن اوسکے

جب تدابیر نکلنا شروع ہوئین تو جملہ تدابیر یکبارگی نہین نکل آئین کبھی ایک
نکلی کبھی دوسری ایجاد ہوئی پس زمان اول مین اور کبھی زمان مابین ایجادات
صنائع وتدابیر مین کارخانہ دنیا کا کس طرح چلا کارخانہ دنیا کے چلنے پھلنے
کی تو کچھہ عجیب وغریب کیفیت ہی پانون یا ہات خواہ اور اعضا اور آلات
جنکی ترکیب سے خداوند خلاق حقیقی نے انسان ضعیف البنیان کو خلق
فرمایا ہی ہر ایک چیز ان اعضا اور آلات جسم انسانی کی اسقدر ضروری واقع
ہوئی ہی کہ اگر ایک چیز کا انعدام بھی ان تمام چیزون سے فرض کیا جاتا ہی تو
اجرای کار انسان ضعیف وزار کا محال و دشوار ہی نظر آتا ہی ساتھہ اسکے کمال
قدرت اوس قادر حقیقی کی ایسی ہی کہ چارون ہاتھہ پانون کے قطع کردیے
جانے پر بھی اگر انسان زندہ رہتا ہی تو کام اوسکا برابر چلتا ہی چشم وگوش
وغیرہ آلات ضروری سے معذور ومہجور رہنے پر بھی ہر کام ضروری انسان معذور
کا ضرور نکلتا ہی الحاصل کام چلنے پھلنے کے عذر سے اس دلیل جلیل کو بیکار
وغیر استوار سمجھنا ایسا ہی کہ جس طرح کسی نہایت خستہ حال کے معالجہ جراحات
سے کوئی شخص مانع ہو کر کہے کہ زخم سلوانا یا مرہم لگانا یا دوا پلانا اور تصدیع
علاج معالجہ کی ساتھہ ستانا بیمار زار کو محض ایک امر فضول اور نامعقول ہی
کیونکہ جس وقت فن طبابت وڈاکٹری کی ایجاد نہین ہوئی تھی اوس وقت
بھی تو کام عالم کا آخر برابر چلتا تھا اور اب جہان کہین طبیب وڈاکٹر موجود
نہین ہین وہانکا کام بھی تو برابر چلتا ہی لہذا اس دوا علاج کے بکھیڑے
سے فائدہ کیا ہی اور کون مطلب نکلتا ہی **مقصد سوم** بعض جاندار

صرف ایک نوع بقر کی نہایت مرتبہ ضعف و انحطاط تک ایام زندگانی بسر کرنے
اور از خود بلا ذبح جا بجا مرنے سے اوس درجہ قبائح اور مصائب و آفات
جنکا ذکر کیا گیا ہرگز پیش نہین آتی تھین کس واسطے کہ نوع بقر اعتقاد ہنود
مین نہایت متبرک اور مخدوم بلکہ معبود ہنود واقع ہوئی ہی لہذا کوئی جبر گری
اور خدمتگذاری بھی افراد نوع بقر کی قوم ہنود پر اصلا شاق یا تکلیف یا لا یطاق
نہین ہوتی تھی بلکہ عین سعادت و عبادت جانکر اوسکو بجا لایا کرتے تھے
معہذا اگر مراد چل سکنے کارخانہ جہان سے اوس وقت مین یہ ہی کہ ساتھ
وقوع ان تمام قباحات یا اکثر قباحات مذکورہ بالا کے جنکا واقع ہونا بتقدیر عدم تجویز ذبح
و اکل لحم جانوران مذکور کے ضرور ہی کارخانہ عالم برابر جاری تھا ان قباحات
و اشکالات کے لحوق سے کارخانہ عالم معدوم نہین ہو گیا تھا تو یہ بات
مسلم لیکن ہمارا کلام تو ان مفاسد و قبائح کے نفس ضرورت لحوق اور عدم
اندفاع مین ہی کچھ کارخانہ جہان کے چلنے نچلنے مین نہین یعنی یہ کہ در صورت
عدم تجویز و ترویج ذبح مفاسد و قبائح مذکور لاحق ضرور ہوتی پس ترویج و تجویز
ذبح انھین مفاسد و قبائح کے دفع کی نظر سے عین رحمت واقع ہوئی ہی
واسطے نوع آدمی اور نوع حیوان دونون کے رہا یہ کہنا کہ کارخانہ جہان تو بتقدیر
لحوق قبائح مذکور کے بھی ضرور چلتا گو ان قبائح کے لحوق سے کم نہ چلتا
یہ ایک بات ہی دوسری ہی خیال کرو کہ ابتداے زمانہ مین جب کہ صنائع
و تدابیر کپڑا بنانے یا کھانا پکانے کی یا اور ہر ایک قسم کام کی سر انجام
کی اصلا نہین نکلی تھین تب بھی تو کارخانہ جہان کا چلتا ہی تھا البتہ اوسکے

جب تدابیر نکلنا شروع ہوئین تو جملہ تدابیر یکبارگی ہنین نکل آئین کبھی ایک نکلی کبھی دوسری ایجاد ہوئی پس زمان اول مین اور بھی زمان مابین ایجادات صنائع وتدابیر مین کارخانہ دنیا کا کس طرح چلا کارخانہ دنیا کے چلنے چلنے کی تو کچھہ عجیب وغریب کیفیت ہے پانون یا ہات خواہ اور اعضا اور آلات جنکی ترکیب سے خداوند خلاق حقیقی نے انسان ضعیف البنیان کو خلق فرمایا ہے ہر ایک چیز ان اعضا اور آلات جسم انسانی کی اسقدر ضروری واقع ہوئی ہے کہ اگر ایک چیز کا انعدام بھی ان تمام چیزون سے فرض کیا جاتا ہے تو اجرای کار انسان ضعیف و زار کا محال و دشوار ہی نظر آتا ہے ساتھہ اسکے کمال قدرت اوس قادر حقیقی کی ایسی ہے کہ چارون ہاتھہ پانون کے قطع کردیے جانے پر بھی اگر انسان زندہ رہتا ہے تو کام اوسکا برابر چلتا ہے چشم وگوش وغیرہ آلات ضروری سے معذور و مجبور رہنے پر بھی ہر کام ضروری انسان معذور کا ضرور نکلتا ہے اسحاصل کام چلنے نکلنے کے عذر سے اس دلیل جلیل کو بیکار وغیر استوار سمجھنا ایسا ہے کہ جس طرح کسی نہایت زخمی خستہ حال کے معالجہ جراحات سے کوئی شخص مانع ہو کر کہے کہ زخم سلوانا یا مرہم لگانا یا دوا پلانا اور تصدیع علاج معالجہ کی ساتھہ ستانا بیمار زار کو محض ایک امر فضول اور نامعقول ہے کیونکہ جس وقت فن طبابت وڈاکٹری کی ایجاد نہین ہوئی تھی اوس وقت بھی تو کام عالم کا آخر برابر چلتا تھا اور اب جہان کہین طبیب وڈاکٹر موجود نہین ہین وہان انکا کام بھی تو برابر چلتا ہے لہذا اس دوا علاج کے بکھیڑے سے فائدہ کیا ہے اور کون مطلب نکلتا ہے مقصد دوم بعض جانداروں

گوشت خوار جنکی خورش سوا گوشت شکار جاندار کے اور کچھ مقرر اور مقدر نہین کی گئی اور گوشت کھانے کے واسطے وہ جاندار باقتضای خلقی مجبور کیے گئے ہین آیا اس طرح پیدا ہونا اونکا اور شکار ہونا دوسرے جان دار بے اختیار کا اوکے سر پنجۂ زور و قوت سے فقط بامر و تقدیر خداوند قدیر ہوا کرتا ہے یا بدون امر و تقدیر خداوند قدیر اگر بامر و تقدیر خداوند قدیر جانیے تو امر و تقدیر خداوند قدیر ظلم تو کسیطرح ہو ہی نہین سکتا پس ہرگاہ مرزوق ہونا بعض حیوانات کا حیوانات دیگر سے بلا خوف مظنۂ ظلم بامر و تقدیر خداوند قدیر ثابت ہوا تو اگر انسان کو بھی خداوند عالم نے غذای گوشت بعض حیوانات کے ساتھ ممنون و مخصوص فرمایا تو کیا محظور لازم آیا بلکہ یہ نسبت غذای حیوانی ہونے گوشت حیوان کے تو غذای انسانی ہونا اسکا اقرب الی القیاس ہے کس واسطے کہ گوشت الذ ماکولات ہے اور انسان اشرف مخلوقات مستحق اشرف کا واسطے الذ کے اقرب الی الفہم ہے مقصد یازدہم غذا کی دو قسمین ہین ایک غذای اختیاری دوسری غذاے اضطراری غذای اضطراری اوسکو کہتے ہین کہ جسکا کھانا چار و ناچار باضطرار لازم ہو یعنی بسبب مقدر اور مقرر ہونے کسی دوسری غذا کے اکتفا ایک ہی غذا پر مجبوری ضروری ٹھہرے اور غذای اختیاری وہ کہ جسکے کھانے مین اضطرار کو دخل نہو یعنی بسبب مقدر اور مقرر ہونے چند قسم غذا کے کھانا یا نکھانا ہر ایک قسم کا محض اختیاری ہو نہ اضطراری پس معلوم کرنا چاہیے کہ بعض حیوانات کے واسطے تو صرف غذاے اضطراری ہی مقدر اور مقرر کیگئی ہے

جس طرح غذای شیر کہ سوا گوشت سکے اور کچھہ مقرر نہین ہوئی اور بعض سکے
واسطے کئی کئی اقسام اغذیہ اختیاریہ مقرر ہین لیکن جس قدر جاندار غذا خوار کہ
ساتھہ اقسام اغذیہ اختیاریہ سکے مخصوص کیے گئے ہین افضل و اکمل اون سبکا
باعتبار کمال شرافت اور جامعیت اپنے کی انسان ہی چنانچہ معائنہ انحای نعمائے
مخصوصہ نوع انسانی اور ملاحظہ انواع تراکیب عجیبہ اور صنائع غریبہ مخترعات انسان
سے بیچ انحای نعمای مذکور سکے افضلیت اور اکملیت اسکی باین اعتبار پر ظاہر
و آشکار ہی اور بھی جاننا چاہیئے کہ غذا سے لحم اول تو بسبب اغزوالذا غذیہ ہونے
سکے مناسب تر ہی ساتھہ انسان اشرف مخلوقات سکے دوسرے کمال درجہ
مرغوب طبعی انسان واقع ہوئی ہی تیسرے انفع اور اصلح ہی واسطے مزاج
انسانی سکے چوتھے ساتھہ نافع ہونے سکے نقصان و ضرر سے بھی دور تر ہی
پانچوین کثیر الوجود ہی چھٹے متعذر الحصول بھی نہین ہی ساتوین اسکے حاصل
کرنے کے سبب سے کوئی مصیبت یا فتنہ یا شر بھی متصور نہین ہوسکتا آٹھوین
یہ کہ لحم کچھہ لحم انسان تو ہوتا نہین کہ جز بدن بنی نوع ہونے کے سبب سے
عقل اوسکے کھانے سے آبی ہو اور کھانا اوسکا تہذیب و انسانیت سکے
حق مین باعث نقصان و خرابی ہو بلکہ یہ لحم جز بدن ہوتا ہی اون انواع حیوانات
کا جنکے اور بعض اجزا یعنی شیر و روغن وغیرہ بھی نوع انسان سکے واسطے
باتفاق جملہ عقلا و ارباب ادیان شتی مجوز و مباح ثابت ہو چکے ہین اور اصل
پیدایش اونکی صرف واسطے کارروائی اور صرف ضرورات نوع انسان ہی
سکے ثابت کی گئی ہی اور رخصت اور اجازت انواع تکلیف دہی اون حیوانات

کی واسطے نوع انسان کے از جملہ مسلمات یقینی مان لیگئی ہے پس ان تمام
وجوہ مذکورہ مسطورہ کی نظر سے بحکم و تقدیر خداوند قدیر مقرر و مقدر ہونا اس
غذا کا واسطے نوع انسان کے بالیقین ثابت و متحقق کس واسطے کہ مقدر
و مقرر ثابت ہونے کسی غذا کے واسطے جو جو شرائط و لوازم و اسباب
عقلا درکار ہیں وہ سب شرائط و لوازم و اسباب تو وجوہ مذکورہ بالا مین
بالبداہہ حاصل و موجود ہین بلکہ شرائط و لوازم و اسباب مطلوبہ ضروریہ سے
بھی کسیقدر زائد تر خصوصیات و مناسبات ان وجوہ مذکورہ بالا مین کسی
پائی جاتی ہین جن خصوصیات و مناسبات سے علاوہ منجملہ اغذیہ مقدرہ مقررہ
ہونے کے افضل و اکمل اور انسب و اصوب اغذیہ ہونا بھی اس غذا کا واسطے
نوع انسانی کے ثابت و متحقق ہے یہان تک کہ اگر یہ دعوی کیا جاسے کہ سوا
لحم کے اور کوئی غذائے حقیقی انسان کی ہے ہی نہین اور اور جسقدر اغذیہ
اسکی ہین وہ سب اغذیہ غیر حقیقیہ ہین تو یہ دعوی بھی غالبا بلکہ یقینا
مسلم ہوسکتا ہے کس واسطے کہ اول تو جو کچھ نتیجہ اکل غذا کا ہے یعنی تغذیہ بدن
الیق و اوفق اور اقرب و انسب ہونا اس غذا کا واسطے حصول اوس
نتیجہ کے بسبب مجانست لحمی بالبداہہ ثابت ہے دوسرے غایت مرغوب
طبع انسانی ہونا اس غذا کا اس درجہ متحقق ہے کہ گوشت کے سامنے اور
کوئی غذا بھی پسند و مرغوب طبع انسان نہین ہوتی رہی اور اغذیہ
ادنی اغذیہ کو انسان نہین کھاتا مگر بسبب مجبوری یا کسی مانع ضروری کے
الحاصل تغذیہ لحم کا واسطے انسان کے جملہ اغذیہ اختیاریہ مقدرہ مقررہ

سے ہونا بلکہ افضل و اکمل جملہ اغذیہ اختیاریہ مقدرہ مقررہ سے ہونا تو
بخوبی ثابت و متحقق ہی لیکن جاننا چاہیے کہ ہر غذاے اختیاری جاندار
کی بعض مواقع اور حالات مین اضطراری بھی ہوجایا کرتی ہی مثلاً اگر ایک
جاندار کے واسطے تین قسم غذا کی اصل خلقت سے مقرر ہین تو حالت
دستیابی ہر سہ اقسام مقدرہ مقررہ مین تو وہ جاندار اختیار رکھتا ہی جسکو
چاہے کھاوے اور جسکو چاہے نہ کھاوے لیکن جس وقت ان تینون
اقسام مین سے فقط ایک ہی قسم موجود ہوا اور سب اقسام معدوم و مفقود
ہون تو اوس وقت وہ قسم موجود خاص غذای اختیاری اوسکی غذاے
اضطراری ہوجایا کرتی ہی کہ بدون اوسکے کھانے کے چارہ اور گذارہ
ہی نہین ہوتا پس غذاے گوشت بھی واسطے انسان کے اگرچہ غذاے
اختیاری ہی نہ اضطراری لیکن بعض مواقع اور حالات مین یہی غذای
اختیاری غذای اضطراری بھی واسطے انسان کے ہوجایا کرتی ہی جسطرح
مثلاً ایام قحط سالی مین یا حالت محبوسی مین کسی جہاز کے اندر جسوقت خدانخواستہ
اناج بالکل دستیاب ہی نہو اور سوا جانورون کے اور کوئی غذا ملسکے
اور نوبت گرسنگی کی اس درجہ تک پونہچے کہ ایک آدمی دوسرے آدمی کے
کھانے کا قصد کرے تو اوسوقت تو یہ غذای اختیاری اس مرتبہ اشد
اضطراری ہوجاتی ہی کہ اگر اوسوقت انسان اس غذا اضطراری کو نکھائیگا
اور شدت جوع سے تڑپ تڑپ کر مرجائیگا تو عقلاً نقلاً دونون طرح گنہگار
و خطاوار ہوگا غرضکہ اس مقصد یازدہم کے جملہ وجوہ معرصہ سے یہ بات

بخوبی ثابت ہو کہ ذبح کرنا اور کھانا جانوروں کا انسان کے واسطے جائز کیا بلکہ بعض مواقع اور حالات مین تو واجب بھی ہو جایا کرتا ہو اور بعضے غذای خلقی مقرری ہونا حیوانات کا واسطے انسان کے ثابت اور متحقق ہو پس اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ جو بعض بعض مواقع ضرورت ذکر کیے گئے ایسے مواقع ضرورت مین تو جان بچانے کی نظر سے جانوران حرام اور مردار کا کھانا بھی بحکم عقلی و شرعی جائز ہو جایا کرتا ہو ایسے وجوب حالت مجبوری سے غذای خلقی مقرری ہونا ان جانورون کا کسطرح ثابت ہوا جواب اس اعتراض کا یہ ہو کہ اگر صرف جان ہی بچانے کی نظر سے ان مواقع خاصہ مین تجویز ذبح اور اکل لحم جانوران مذکور کے ہوا کرتی اور غذای خلقی مقرری ہونا انکا ثابت نہوتا تو بتقدیر مضطر ہونے محبوسان جہاز اور مبتلایان بلائے قحط کے اگر یہ محبوس و مبتلا اوس حالت اضطرار مین بعض مردہ لاشین اپنے ہمجنس آدمیون کی پاتے تو لازم یہ تھا کہ جان بچانیکے واسطے اول فقط اون لاشہای مردم ہمجنس ہی کو کھاتے اور زندہ جانورون کو ہرگز ہاتھہ نہ لگاتے علی الخصوص در حالت موجود ہونے کاہ وغیرہ خوراک ضروری جانوران مذکور کی تو اونکی جان کا حتی الامکان بچانا اور مردہ لاشونکو واسطے حفاظت اپنی جان کے کھانا اور بھی زیادہ تر ضرور تھا لیکن ایسی حالت مین جو عقل نے مردہ آدمی کے کھانیکو باوجود عدم ظلم و تکلیف کے کسیطرح جائز نہین رکھا اور زندہ جانورون کے کھانے کو باوصف تکلیف ذبح جائز رکھا اس سے بالبداہہ غذای خلقی مقرری ہونا حیوان کا واسطے انسان کے ثابت ہو علاوہ اسکے اور

بھی بعض صورتین تجویز عقلی ذبح جانور اور اکل لحم کی ایسی پائی جاتی ہین کہ جنسے یہ بات بخوبی ثابت ہو سکتی ہے کہ واجب ہونا ذبح جانور اور اکل لحم کا کچھہ جان بچانے ہی کی صورت ضرورت پر موقوف و منحصر نہین ہوتا بلکہ بدون اس ضرورت کے بھی بعض مواقع و حالات مین عقل انسانی اسکو واجب جانا کرتی ہے مثال اون بعض مواقع کی یہ کہ اگر ایک جہاز کہین پھنس گیا ہے یا عین وسط دریا ہی ناپیدا کنار مین غلہ ضروری اوسکا قریب اختتام کے پہونچگیا ہو اور سو دو سو آدمی اوس جہاز مین محبوس ہون اور ہمراہ آدمیون کے سو پچاس جانور بھی محبوس ہون اور خوراک جانورون کی بالکل تمام ہو چکی ہو اور آدمیونکی خورش بھی سوا قدر غیر کافی چند روزہ کی باقی نرہی ہو تو اوس موقع پر اگر یہ مردمان محبوس جہاز اوس غلہ سے ان جانوران محبوس کو کھلا دین تو کھلانا جانورون کا ایسی حالت مین اوس غلہ قلیل قوت لایموت مردم محبوس و مایوس سے تو کسیطرح عقلاً جائز ہی نہین رہی یہ صورت کہ اون جانوران محبوس کو بالکل بے آب و دانہ چھوڑ دین اور تڑپا تڑپا کر مارین یہ صورت تو صورت اول سے بھی بحکم عقل و نظر اشنع اور اقبح ترہے پس اس موقع پر حکم عقلی سوا اسکے اور کچھہ نہین ہوتا کہ اول یہ مردم محبوس چند روز انھین جانورون کو ذبح کرکے کھائین اور تا وقت تمام ہوجانے جانوران مذکور کے کسیقدر قوت لایموت اس غلہ قلیل خوراک خاص اپنی سے جانوران مذکور کو بھی کھلائین حتی الامکان جبراً اونکی قوت لایموت کی لیتے رہین جسوقت جانوران مذکور ختم ہوجائین اوس وقت یہ مردم محبوس بقیہ غلہ اپنا کھائین

پس اس صورت مجوزۂ عقلی سے یہ بات بخوبی ثابت ہے کہ کھانا جانوروں
کا اس صورت میں کچھ بضرورت کسی جان بچانے کے نہیں تجویز کیا گیا
کس واسطے کہ بالفعل تو غلہ جان بچانے کے لیے اوس ہنگام میں موجود تھا
تھا اگر صرف بضرورت جان بچانے کے یہ ذبح کرنا اور کھانا جانوران مذکور
کا تجویز کیا جاتا تو بعد ختم غلہ کے یہ تجویز کرنا لازم تھا نہ یہ کہ باوجود موجود ہونے
غلہ کے اسکو جائز جانا بلکہ واجب گردانا پس واجب عقلی ہونا ذبح جانور
اور اکل لحم کا بعض مواقع میں بلا وجہ ضرورت جان بچانے کے اس مثال
سے بخوبی ثابت ہے اور یہ بات بھی بخوبی متحقق ہے کہ عقل نے جو حکم ان
جانوروں کے ذبح کا حالت موجودگی غلہ ضروری میں کیا تو یہ حکم نہیں کیا
مگر بسبب صالح ہونے ان جانوروں کے غذای انسانی کے واسطے
کیونکہ اگر یہ جانور صالح واسطے غذاے انسانی کے نہوتے تو عقل
ان کے کھانیکا حکم بدون تمام ہوجانے غلہ ضروری اور ظہور حالت مجبوری
کے ہرگز ندیتی کس واسطے کہ جان بچانے کی غرض سے جو حکم کھانے
اشیاے ناجائز غیر صالح للغذا کا دیا جایا کرتا ہے تو درحالت مفقود ہونے
رزق ضروری کے بمجبوری دیا جایا کرتا ہے نہ بحالت موجود ہونے غذاے
ضروری کے سوا یہ امر کہ اگر عقل انسانی تا انتظار تمامی غلہ ضروری کے حکم
انکے ذبح اور اکل لحم کا ندیتی تو اوس وقت تک تو یہ جانور مر مر کر ضائع
ہوجاتے اور بھوک سے تڑپا تڑپا کر قتل کرنا بھی انکا لازم آتا انھیں وجوہ
سے عقل نے قبل اتمام غلہ ضروری کے حکم ان کے ذبح کا دیا پس ان

دونون وجہون سکے ثابت و متحقق ہونے کے ساتھہ حکم عقلی مذکور سابق سے
صالح للغذا ہونا انکا ہرگز ثابت نہین ہوتا جواب اسکا یہ کہ وجہ اول یعنی
سڑنے اور ضائع ہونے کی ضرورت تو منافی ثبوت صالح للغذا ہونے
ان جانورون سکے ہو ہی نہین سکتی بلکہ یہ وجہ تو عین مطابق اور موافق
اس ثبوت کی ہر کس واسطے کہ اغذیہ متعددہ مین دستور عقلی یہی جاری
رکھا گیا ہی کہ جو غذا جلد فاسد و خراب ہونے والی ہوا وسکے کھانے
اور صرف کر لینے کو ہمیشہ عقل انسانی تقدیم ہی دیا کرتی ہی رہی وجہ دوم
یعنی تڑپ تڑپ کر مرنے کی ضرورت وہ ضرورت اگر باعث تقدیم ہوتی ہی
تو بسبب تحقق صالح للغذا ہونے ان جانورون کے باعث تقدیم ہوئی ہی نہ بدون اسکے کیونکہ اگر
بدون لحاظ صالح للغذا اور غیر صالح للغذا کے صرف تڑپکر مرنیکے لحاظ سے اسطرح ذبح کرنا
جاندار کا ضرور ہوتا تو چاہیے تھا کہ جسوقت خدا نخواستہ بباعث قحط اور فقدان محض اذوقہ
کے آدمی بھی اسیطرح تڑپ تڑپ کر مرنے لگتے تو اوس وقت بھی اس اذیت
سے نجات دینے سکے واسطے اونکے ذبح کرنے کے کھا لینے ہی کا حکم دیا جاتا
لیکن اس حکم و تجویز کو عقل نے صرف اسی سبب سے جائز نہین رکھا
کہ گوشت آدمی صالح واسطے غذاے انسانی ہونے کے ہرگز نہین پیدا
کیا گیا اور حکم ذبح و قتل انسان کا واسطے اکل لحم کے کسی صورت اور
ضرورت مین بھی نہین دیا گیا **مقصد دوازدہم** جو جو مستلذات
جسمانی کہ نوع انسان کو مثل اور حیوانات کے خواہش اونکی اصل اقتضاے
خلقت سے دیگئی ہی اور طبیعت انسانی طالب غالب اون مستلذات

کی پیدا کی گئی ہی کارخانہ حکمت و معدلت خداوندی مین رخصت دینا انسان
ضعیف البنیان کو مطلقاً خواہ کسی نہج خاص پر واسطے تحصیل تمتع اور دفع تقاضائے
طلب مستلذات مذکور کے ایک امر ضرور قرار پایا ہی اور وجہ ضرورت اس رخصت
کی ظاہر و باہر ہی کس واسطے کہ باوجود پیدا کر دینے رغبت و اقتضا کسی
شئے کی اصل طبیعت انسانی مین اگر عدم رخصت اور امتناع طلب تمتع شی
مذکور واسطے انسان کے تجویز کیا جاتا تو درصورت مرتکب طلب تمتع شئے
مذکور ہونے اشخاص مغلوب الطبیعت کے مواخذہ ارتکاب طلب منہی عنہ سے
الزام تکلیف مالایطاق بلکہ اکثر فرق کے نزدیک الزام ظلم صریح نسبت خداوند
احکم الحاکمین خلاق حقیقی کے لازم آتا پس چونکہ ذات اقدس خداوند اکرم
وارحم الزام تکلیف مالایطاق اور الزام ظلم و منافی سے سراسر بری ہی
لہذا رخصت دینا واسطے استلذاذ مرغوب و مطلوب خلقی طبعی کے عین و اسکا
اقتضاے معدلت گستری ہی ہان جو قیود اور رعایت خاصہ کہ نظر باقتضاے
مرتبت و شان نوع اشرف انسان ملحوظ ہونا اونکا طلب تحصیل مستلذات
مذکور مین ضرور چاہیے اون قیود و رعایات خاصہ کے لحاظ رکھنے کے
واسطے البتہ انسان مکلف بالضرور ماسور کیا گیا ہی مثل جانوروں کے کچھ
مطلق العنان محض چھوڑ نہین دیا گیا ہی ورنہ مطلق العنانی کے سبب سے
انسان اور حیوان مین کچھ اصلا فرق باقی نہ رہتا اور ساتھ اس مرتبہ
بے قیدی و وحشیانہ کے انسان کو انسان کون کہتا غرض عدم مواخذہ
نفس طلب و تحصیل تمتع مستلذات جسمانی مین تو انسان و حیوان ایک قبلہ

ہین شمار کیے گیے ہین لیکن فرق و تفاوت بیّن درمیان انسان اور
حیوانات کے یہ رکھا گیا ہی کہ حیوانات تو بسبب لا العقل اور غیر مکلف ہونے
کے مطلق العنان اور خلیع العذار محض چھوڑ دیے گئے ہین رہا انسان
کیفیت اوسکی یہ ہی کہ نہ تو خداوند حکیم بحق کریم مطلق نے باوجود عطا فرمانے
رغبت و شوق خلقی طبعی مشتہیات و مستلذات کے ممنوع محض ہنا انسان
کا طلب تمتع مشتہیات و مستلذات مذکور سے تجویز کیا ہی اور نہ دائرہ رخصت
اوسکے حق مین کلیۃً وسیع کر کے مطلق العنان محض اوسکو چھوڑ دیا ہی بلکہ
جو مرتبہ توسط اور درجہ بین بین افراط سے مامون اور تفریط سے مصون
کہ توسط و اعتدال انسان معتدل المزاج کے شایان حال ہی اور نوع
اشرف انسان کے واسطے موجب ثبوت شرف و کمال ہی اوس مرتبے
کے لحاظ رکھنے کے واسطے انسان مکلف ضرورہی ماموری ہی رخصت
ذوق راتی نفس انسانی کے حق مین لحاظ قیود و رعایات خاصہ ہی کے
ساتھہ مقید و محصور ہی دیکھو خواہش مجامعت جسمین حیوان اور انسان
دونون شریک ہین اس لذت کے طلب کے واسطے نہ حرمان محض انسان
کے حق مین تجویز کیا گیا ہی اور نہ مطلق العنان محض ہنا اوسکا اس طرحپر
جائز رکھا گیا ہی کہ مثل جانورون کے تفاوت و امتیاز درمیان مان اور
بی بی کے بھی لمحوظ نہ ہے بلکہ لحاظ قیود و رعایات خاصہ کے ساتھہ تمتع
استلذاذ مذکور عین اقتضائے عقل و شعور قرار پایا ہی اسیواسطے تمام
فرق و ادیان جہان نے تحصیل استلذاذ مذکور کو بکیفیت خاص بالاتفاق

واسطے انسان کے جائز ٹھہرایا ہے بعد اتمام اس بحث و کلام کے معلوم کرنا چاہیے کہ غذاے لحم جسکا کمال درجہ مرغوب طبع انسانی ہونا ظاہر و باہر ہے اگر خداوند حکیم بحق کریم مطلق کی طرف سے انسان اس غذا کے کہانے کا مرخص و مجاز نکیا جاتا بلکہ عدم اکل و استعمال غذاے مذکور کا حکم اوسکو دیا جاتا تو باوجود خلق و اعطاے رغبت طبعی کے منع و مواخذہ اکل و استعمال ایسے مطلوب مرغوب سے خود جناب اقدس الہی کیطرف الزام تکلیف مالایطاق بلکہ ظلم صریح کا لازم آتا اور چونکہ صدور تکلیف مالایطاق یا ظلم کا اوس ذات مستجمع صفات سے محال ہے لہذا تجویز عدم تجویز ذبح کو نسبت خداوند حکیم بحق کریم مطلق جائز بلکہ واجب سمجھنا سراپا بیجا ایک وہم و خیال ہے ہاں جو لوگ کہ دار آخرت کے بالکل قائل ہی نہین ہین اور عمل نیک کی جزا اور عمل بد کی سزا کو لا اصل محض سمجھتے ہین اونکے نزدیک تو کوئی تکلیف امر بالمعروف یا نہی عن المنکر کی خداوند خلاق حقیقی کیطرف سے کچھہ اصل و حقیقت ہی نہین رکھتی اگر وہ لوگ ضرورت تجویز ذبح و اکل لحم کو محض وہم و خیال احتمال کرین تو اپنے زعم و اعتقاد بے بنیاد کی بنا پر وہ لوگ البتہ ایسا خیال و احتمال کر سکتے ہین لیکن اون لوگون کے مذہب پر تو فعل ذبح کسیطرح مذموم و محذور اور خلاف عقل و شعور ہی نہین ہے کیونکہ دار آخرت کے مواخذے کی نظر سے تو اسکی قباحت اور وقاحت اونکے مذہب کی بنا پر ہو ہی نہین سکتی رہا دار دنیا دار دنیا مین خود اس فعل کے واسطے بجاے قباحت و وقاحت اعلے درجے کی

منفعت اور راحت ثابت ہی اور تتمہ کلام اس مقام مین یہ ہی کہ عمل ذبح و اکل لحم نظر
منکرین مین دو حال سے خالی نہین ہو سکتا کسواسطے کہ یہ عمل اونکے نزدیک مستوجب عقاب و
عتاب کا ہوگا یا نہوگا شق ثانی کی تقدیر پر تو کچھ برائی ہی در اصل اس عمل کی ثابت نہین ہوتی
رہی شق اول یعنی مستوجب عقاب و عتاب ہونا اس عمل کا اسمین ہم یہ پوچھتے ہین کہ عمل
ذبح کو جو تم مستوجب عقاب و عتاب سمجھتے ہو تو کلیۃً مستوجب عقاب و عتاب سمجھتے ہو یا بعض صورتہاے
خاصہ کی تقدیر پر مستوجب عقاب و عتاب سمجھتے ہو اور بعض صورتہاے خاصہ دیگر کی تقدیر پر غیر مستوجب
عقاب و عتاب پس اگر کلیۃً اس عمل کو مستوجب عقاب و عتاب سمجھتے ہو تو کلیۃً تو یہ عمل مستوجب
عقاب و عتاب ہو ہی نہین سکتا ورنہ بنا بر ابتنا و تقریر الزام تکلیف ما لا یطاق بلکہ ظلم صریح کا نسبت
خداوند ارحم الراحمین کے لازم آئیگا ہان اگر بعض صورتہاے خاصہ کی تقدیر پر مستوجب
عقاب و عتاب اور بعض صورتہای خاصۂ دیگر کی تقدیر پر غیر مستوجب عقاب و عتاب سمجھتے
ہو تو یہ سمجھنا تمھارا درست لیکن عدم جواز ذبح و اکل لحم کلیۃً اس تقدیر پر
ثابت نہین ہو سکتا بلکہ بعض صور و تقادیر مین جواز ثابت ہوتا ہی اور بعض
مین عدم جواز اور اس طرح پر ثبوت جواز و عدم جواز عین مدعا حضرات مجوزین
ذبح کا ہی الحاصل جائز ہونا اور غیر مذموم ہونا اس عمل کا گو بتقادیر بعض صور
و اشکال معینہ خاصہ ہی کے کیون نہو بالیقین ثابت لیکن اس مقام پر
بعض بعض اعتراضات اور توہمات بھی پیدا ہوتے ہین بیان توہم اول
کا یہ کہ غذا سے لحم کی جو غایت درجہ مرغوب طبع انسانی ہونے کا دعوی
کیا گیا یہ دعوی کلیۃً صحیح و درست ہی نہین ہی کسواسطے کہ ایسے اشخاص
بھی دنیا مین موجود ہین کہ جنکو لحم سے نفرت کلی اور عدم رغبت جبلی

ہو اگر یہ جواب اس توہم کا یہ کہ اگر نفرت کلی اور عدم رغبت جبلی سے
نفرت کلی اور عدم رغبت جبلی اون افراد انسانی کی مراد لیگئی ہی کہ جنہون نے
بنا بر پابندی مذہب کبھی اُس کو ہاتھ سے چھوا ہی نہین ہو جائے اکل تو
ایسے اشخاص کی نفرت کلی یا عدم رغبت جبلی تو اس جگہ پر کسیطرح معتبر ہی
نہین ہو سکتی کیونکہ یہ تنفر کلی ان اشخاص خاص کا کچھہ اصل اقتضای طبیعت
اور خلقت کے سبب سے ہرگز نہین ہوتا بلکہ صرف غلبۂ توہم کے سبب سے پیدا ہو جایا کرتا ہی
واہمہ تو خلاق ہی ہی احکام مذہبی کی رو سے ایک چیز کی برائی سنتے سنتے ایک واہمہ
سخت طبیعت پر جمکر ایسی نفرت کلی مشابہ تنفر جبلی وہ چیز کیطرف سے مزاج انسانی مین
پیدا کر دیا کرتا ہی جس نفرت کلی کے سبب سے انسان اوس چیز ممنوع مذہبی سے غایت
درجہ منکر اور متنفر ہو جاتا ہی اور نہایت ہی اوس چیز کو برا جانتا ہی اور بسبب
کمال غلبۂ توہم کے دل اوسکا ایسی خلاف طبع اور مبغوض شئی کے استعمال سے کے
واسطے کبھی کسی وقت اور کسی حالت مین بھی نہین مانتا ہی پس اس طرح
کی نفرت کلی ان اشخاص خاص کی نفرت کلی سمجھنے کے ساتھہ
کب سزاوار اور کس طرح لائق عقل و اعتبار ہو سکتی ہی
اس قسم نفرت عارضی محض کو نفرت طبعی سمجھنا ہرگز نہین چاہیے
باقی رہی نفرت کلی اور عدم رغبت جبلی اور بعض اشخاص کی جن اشخاص
کو بسبب پرہیز مذہبی اور عدم اعتیاد کے نفرت نہو بلکہ اصل خلقت ہی
سے نفور واقع ہوئے ہون ایسے اشخاص جہان مین نہایت کم
کالعدم ہین لہذا ایسے اشخاص کے سبب سے جو کہ بحکم النادر کالمعدوم

ہوا کرتے ہین یہ دعوی ہمارا ہرگز باطل نہین ہو سکتا ورنہ لازم آئیگے کہ کوئی چیز بھی اس جہان مین مرغوب طبع انسانی نپائی جاسے کیونکہ اس طرح پر شاذ ونادر تو ہر ایک مستلذ سے نفرت کرنے والے اس جہان مین نکل سکتے ہین علاوہ اسکے احکام آلہی مین کچھ ایسے خصوصیات شخصیہ کو دخل نہین ہوتا بلکہ بنظر اکثر طبائع یا بعض طبائع کے بھی اکثر احکام بطور عام جاری کیے گئے ہین تاکہ اہل ضرورت تو اوسکے سبب سے فائدہ ضروری اوٹھاوین اور غیر ضرورت والے صرف قبول و تصدیق پر اکتفا کرکے اونکی اباحت مین کوئی قباحت نہ ٹھہرائین توہم دوم یہ کہ اگر مرغوب طبع بعض افراد یا اکثر افراد ہونے کے سبب سے اجازت اکل کا حکم کو ضروری ٹھہرایا ہے تو چاہیے کہ شراب پینے کی اجازت بھی بسبب رغبت طبع بعض افراد یا اقوام یا اہل ملک کے ضروری ٹھہرے جواب اس توہم کا یہ کہ مطبوع ہونا کسی ماکول و مشروب کا دو قسم پر ہوا کرتا ہے ایک بنظر نفس تلذذ و ذائقہ دوسرے بسبب متاثر ہونے ساتھہ اثر و کیفیت حاصلہ کسی شے کے قطع نظر لذت اور ذائقہ سے چونکہ مرغوبات قسم ثانی ذوقاً و اکلاً ہرگز مطبوع نہین ہوا کرتے بلکہ ذوقاً و اکلاً تو کمال ناگوار اور نامرغوب طبع ہونا اونکا ہر ایک وقت اور حالت مین ثابت ہے لہذا شراب وغیرہ جو اشیا اس جنس کی ہین کہ اکلاً اور ذوقاً کسی وقت و حالت مین مطبوع طبع انسانی واقع نہین ہوئی اون اشیا کا شمار اشیای مطبوع و مرغوب طبع انسانی مین کرنا ہی بیجا و ناسزا ہے اور اگر ایسا ہو تو چاہیے کہ سنکھیا وغیرہ سمیات قاتل جو کہ عادت

کرنے سے کمال محتاج الیہ اور پسند طبع اہل اعتیاد ہوجایا کرتے ہین
اور اون کے استعمال سے انسان کو کسیطرح پر ضرر ہی نہین ہوتا چاہیے
کہ وہ تمام سمیات قاتلہ بھی داخل مرغوبات انسانی کیے جائین علاوہ
اسکے شراب مضر عقل ہے اور انسان کو مرتبہ انسانیت سے نکالکر مرتبہ
حیوانیت کے ساتھ متصف کرتی ہے پس چونکہ انسان مکلف ہے واسطے
حفظ و تکمیل مراتب انسانیت کے لہذا استعمال شراب واسطے انسان
کے کسیطرح مرخص و مباح نہین ہوسکتا تو ہم سوم یہ کہ خواہش مجامعت
کو جو تیس علیہ خواہش اکل لحم قرار دیا اور بذریعہ اس قیاس کے تمتع اکل
لحم کو مثل تمتع لذت مجامعت کے ضروری الرخصت خیال کیا یہ قیاس
اس جگہ محض قیاس مع الفارق ہے کس واسطے کہ خواہش مجامعت
تو مثل خواہش جوع کے اقسام خواہشہای مولدہ جسمانی سے ثابت ہے بخلاف
خواہش اکل لحم کہ یہ خواہش خواہش مولد نہین ہے پس قیاس اس خواہش
غیر مولد کا اوپر خواہش ہای مولدہ کے کرکے اجازت شرعی و عقلی کا اسکے
واسطے ضروری سمجھنا محض خلاف عقل ہے علی الخصوص اوس وقت جبکہ لذت
اکل لحم اون اقسام لذائذ سے واقع ہوئی ہے جنکے مزے سے بدون
چکھنے اور زبان پر رکھنے کے اصلا واقفیت و اطلاع ہی انسان کو
نہین ہوتی جو جاے رغبت و خواہش ملکہ تا وقتیکہ خوب طرح یعنی بکمال
اہتمام و تکلفات تمام اسکو نہ پکائین اور اجزاء و اشیای مصلحہ ملاکر قابل
کہانے کے نہ بنائین تب تک باوجود چکھنے کے بھی اصلا لذت اوسکی

انسان کو حاصل نہین ہوتی لحم خام کیطرف تو حیوانات درندہ ہی کی رغبت ہوتی ہوگی انسان لطیف المزاج تو کیسا ہی عاشق غذای لحم کیون نہو کچے گوشت سے اوسکو نفرت طبعی ہوا کرتی ہی نہ رغبت اگر آدمی پر ایک دو روز کا فاقہ بھی گذر جاے تو بھی غالبًا کچا گوشت نہ کہاے پس ان حالات کی نظر سے یہ بات پر ظاہر ہی کہ مزہ لحم کا محض وابستہ صنع وترکیب ہوا کرتا ہی قطع نظر صنائع وتراکیب خاصہ کے فی حد ذاتہ لحم مین کوئی تلذذ مرغوب پایا ہی نہین جاتا اور اس صورت مین نفس ذات لحم کا خود لذائذ ومرغوبات بالذات نوع انسان ہی سے سمجھنا سراسر خلاف عقل وشعور ہی ایسی شی نامرغوب ذاتی کے طلب تلذذ کا واجب الرغبت ہونا کب ضرور ہی جواب باصواب اس توہم کا باین طور سمجھنا چاہیے کہ کمال مرغوب ہونا کسی شی کا باین درجہ کہ باوجود منع وتخویف وتاکید وتہدید مزید بھی اندیشہ اوسکے طلب تلذذ مین مبتلا ہونیکا پیدا ہو کچھ فقط اونھین مستلذات خاصہ کے ساتھ جو کہ فقط وابستہ خواہش سولمہ جسمانی سکیے گئے ہون لازم نہین ہوتا بلکہ اور بہت سے مستلذات اور مرغوبات نفس انسانی اس طرح پر واقع ہین کہ باوجود وابستہ خواہش سولمہ جسمانی نہونے کے کمال درجہ شوق دلی اور رغبت نفسانی اونکی طرف جبلت انسان ضعیف البنیان مین پیدا ہوتے کہ پرہیز کرنا اون سے بسبب غلبۂ رغبت وشوق کے نہایت درجہ نفس انسانی پر شاق اور تکلیف مالایطاق ہوا کرتا ہی بلکہ مرتبہ غالبہ خواہش دلی اور رغبت نفسانی کا تو مرتبہ خواہش سولمہ جسمانی سے بھی بمدارج بالاتر

گذرتا ہی چنانچہ خواہش اکل دخواہش مباشرت ہی مین فرق وامتیاز
ان دونون مراتب کا بخوبی تمام موجود ہی یعنی مرتبہ خواہش مولمہ جسمانی
اور مرتبہ شوق دلی اور طلب نفسانی دونون مراتب ہر ایک مین ان
دونون مستلذات سے پائے جاتے ہین اصل مقصود اور نفس مطلوب
مرتبہ خواہش مولمہ جسمانی کا نفس وجود ماکول اور نفس وجود کسی مدخولہ کا
ہوا کرتا ہی طعام کیسا ہی بدمزہ اور مدخولہ کیسی ہی نامقبولہ کیونکہ شہوت خواہش
مولمہ جسمانی کا منہ ان دونون مطلوب ضروری کے ملجانے سے بخوبی
تمام بھر تا ہی رہا مرتبہ شوق دلی اصل مقصود اور نفس مطلوب اوسکا سوا طعام
مرغوب اور صورت پاکیزہ وخوب کے اور کچھ نہین ہوتا بس یہ دونون
مراتب تو ہر ایک مین ان دونون لذات سے بالضرور پائے جاتے ہین
لیکن غلبہ تقاضا اوس مرتبہ شوق وطلب کا ذات انسان مین اس قدر
زائد تر خلق کیا گیا ہی کہ جسکے سامنے مرتبہ خواہش مولمہ جسمانی کو بھی نہایت
مغلوب بلکہ مسلوب سمجھنا چاہیے الحق جو نفوس کہ غلبہ شوق ماکول لذیذ
یا کسی مدخولہ مقبولہ کے ساتھہ پابند وخوگر واقع ہوے ہین اگر طعام ناپسند اور
مدخولہ نامقبولہ ہر وقت اونکے واسطے حاضر وموجود بھی رہے تب بھی عدم
وجودان دونون کا اون کے نزدیک برابر ہوا کرتا ہی یہان تک کہ باوجود
موجود ہونے خواہش مولمہ جوع وشہوت کے بھی اکل طعام بدمزہ اور مباشرت
مدخولہ نامقبولہ سے صرف باشتیاق طعام مرغوب ومحبوب مطلوب دور
ونفور ہی رہا کرتے ہین اور کبھی فرط اشتیاق طعام مرغوب اور محبوب مطلوب

سے باوجود موجود ہونے غلبۂ خواہش مولمہ جسمانی کے بھی اکثر اوقات
بھوکوں مرتے ہیں الغرض کمال مرغوب ہونا لذائذ عمدہ نفسانی کا یاں
درجہ کہ صبر و تحمل کرنا اونکی طلب سے کسی طرح پر متصور ہی نہو کچھ خواہش مولمہ
جسمانی ہی پر منحصر نہیں ہوتا بلکہ باز رہنا اکثر لذائذ مرغوب دلی اور مطلوب نفسانی
سے باوجود انعدام خواہش مولمہ جسمانی کے بھی نہایت مشکل و دشوار ہی علی الخصوص
اوس وقت میں کہ منع اونکے استعمال اور استلذاذ سے کیا جاے کسواسطے
کہ منع کرنے سے تو حرص نفس اور بھی زیادہ تر ہو جایا کرتی ہی باقی رہا یہ امر
کہ رغبت سحم کی بدون چکھنے اور زبان پر رکھنے کے تو اصلا معلوم ہی نہیں
ہوتی اور بتقدیر چکھنے اور زبان پر رکھنے کے بھی لذت اسکی موقوف ہوا کرتی
ہی اوپر عمدہ پکانے اور ترکیب و ترتیب خاص کے ساتھ بنانے کے پس اس
صورت میں غذا سے سحم کوئی شئے فی نفسہ مرغوب و مطلوب بالذات
نہیں ہی جواب اسکا یہ کہ ایسے خیالات سے کمال مرغوب و مستلذ ہونا
سحم کا اور بھی اس قبیل سے ہونا اوسکا کہ انسان کمال خواہش اوسکی سے
اور اوسکے طلب کرنے میں منع و تخویف سے بھی نہ ڈرے ہرگز باطل و
نا مسموع نہیں ہو سکتا کسواسطے کہ ہرگاہ بعد وقوع صنع و ترکیب و ترتیب
خاصہ اور چکھنے اور زبان پر رکھنے کے کمال درجہ مرغوب و مطلوب طبع انسانی
ہونا غذا سے سحم کا بالیقین ثابت ہوا تو شرط وقوع صنع و ترکیب خاصہ اور شرط
وقوع ذوق و استعمال تو کچھ ایسی شرائط نہیں ہیں جنکے اشتراط سے کمال
رغبت و تشوق انسانی کا ظہور دور سمجھا جاے اور سبب حائل اور عائق ہونے

شرائط مذکورہ کے مرغوب و مطلوب بالذات ہونا حکم کا یقینی خیال نکیا جاے کیونکہ خداوند حکیم حق خلاق مطلق سے ورا سے قوت حسیہ قوت عقلیہ کے ساتھہ بھی انسان کو مشرف کیا ہی اور مادہ فہم حقایق اشیا اور صنائع و تراکیب عجیبہ کا اسکو دیا ہی لہذا اسقدر لذائذ اس نوع اشرف کے قسم محسوسات یعنی مذوقات و مرئیات و مشمومات و مسموعات و ملموسات سے واقع ہوئی ہین صرف درک حسی ہی پر مثل مستلذات حیوانات کے مدار کار اون مستلذات حسیہ کا رکھا نہین کیا بلکہ عمدہ ترین لذائذ و مرغوبات اسکے انھین مستلذات حسیہ سے وہ لذائذ و مرغوبات واقع ہوے ہین جن لذائذ و مرغوبات کو اسکے ایجاد و اختراع عقلی نے پیرایہ صنع و ترکیب عجیب پہنا کر بطرز جدید آراستہ کیا ہی اور از بسکہ مزاج انسانی کمال جامعیت کے ساتھہ متصف واقع ہوا ہی لہذا اکثر مرغوبات طبعی بھی اسکی تراکیب جامعیتہ ہی کے ساتھہ مخصوص ہین بنابر و تراکیب خاصہ کو تو کمال رغبت نفس انسانی مین اسقدر دخل تمام ہی کہ جو مطلوبات اور مرغوبات کہ صنع و ترکیب انسانی کا درحقیقت اون مین کچھہ دخل ہی واسطے مرغوب و مطلوب نفس انسانی ہونیکی نہین ہی اون مرغوبات و مطلوبات کو بھی انسان نے دخل و مساس صنائع و تراکیب عجیب سے باز نہین رکھا جس طرح مثلاً صورت محبوب و مرغوب باوجودیکہ اسمین کچھہ اصلا دخل صنع و ترکیب انسانی کو نہین ہی لیکن اقسام زیورات اور لباسات نوع بنوع رنگارنگ کی ایجاد سے اوسکے تزئین و تشئین مین بھی کس درجہ دخل و معقولات حضرت انسان نے دیا ہی اور مرتبہ اوسکے زیب و آرایش کا

کس درجہ بلند کیا ہے مثلاً گوشت گھی نمک مٹھائی وغیرہ اکثر مستلذات
نوع انسانی تو اسیطرح پیدا کی گئی ہیں کہ بدون مزج و ترکیب کے علیحدہ
علیحدہ تو ان میں قدر قلیل ہی مزہ معلوم ہوا کرتا ہے بلکہ بعض کا مزہ تو قدر
قلیل بھی بدون مزج و ترکیب کے محسوس نہیں ہوتا ہے کہ بعض تو بدون
مزج و ترکیب کے محض بے لطف و بدمزہ ہی معلوم ہوتے ہیں نہ لذیذ و
مرغوب لیکن بعد مزج و ترکیب کے وہی اشیا جنکا مزہ قبل مزج و ترکیب
نہایت کم بلکہ کالعدم معلوم ہوا کرتا ہے اس درجہ پسند و مرغوب و مطلوب
طبع انسانی ہو جایا کرتے ہیں جنکا کچھ حد و حساب ہی نہیں کسی شے
کے تلذذ کا درک صنائع و تراکیب خاصہ پر موقوف ہونے سے یہ لازم
نہیں آتا کہ فی نفسہ وہ شی کمال مرغوب و مطلوب نفس انسانی قرار نہ دیجاے
اور خواہش و طلب انسانی اوس شی کے واسطے بسبب عائق ہونے
تکلفات صنائع اور تراکیب خاصہ کے خواہش و طلب معتبر خیال نکیجاے
کس واسطے کہ جو عقل و فہم اور مادہ صنعت اور کمال شوق صنائع کہ خداوند عالم
نے انسان کو عنایت فرمایا ہے اور جس عقل و فہم اور مادہ صنعت اور کمال
شوق صنائع سے جملہ تراکیب عجیب اطعمہ و اشربہ وغیرہ مستلذات نفس
انسانی کا ایجاد و اختراع خود ذات انسان سے بدون تعلیم و تفہیم کسی دوسرے
معلم و استاد کے ظہور میں آیا ہے وہ عقل اور فہم اور مادہ اور شوق صنائع
کسی حالت میں معطل نہیں رہ سکتا اور کوئی شخص اوس عقل و فہم اور مادہ
و شوق صنائع کو طلب و تحصیل و ایجاد و اختراع انواع لذائذ و مرغوبات میں

علی الخصوص ایسے مرغوبات ومطلوبات بدیہیہ اقرب الی الفہم مین عاجز
ومجبور اور کسی دوسرے کی تعلیم وتفہیم پر معلق ومقصود نہین کہ سکتا بھلا یہ
لذت ترکیبی تو بہت ہی اقرب الی الفہم واقع ہوئی ہے انسان نے تو
ایسے ایسے لذائذ دقیقہ بعیدہ صناعیہ کو زور عقل سے تلاش کرکے نکالا
ہے جنکا ہر ایک عجیب مین خود عقل اکثر آدمیون کی بھی حیران ہوتی ہے
الحاصل کمال درجہ مرغوب ومطلوب نفس انسانی ہونا غذاے لحم کا بالضرور
ثابت اور اس ضرورت کی نظر سے ضرورت رخصت اکل لحم بعض حیوانات
ماکول اللحم کی اور اونکے ذبح کی بنا بر وجہ منحصر بالا بالیقین متحقق ہوئی بعد سننے
اس دلیل جلیل کے اگر کوئی شخص یہ واہمہ کرے کہ مردہ جانورون کے
گوشت کھانے سے بھی دفع تقاضاے خواہش نفس انسانی کا ہو سکتا
تھا ذبح کرنا جانوران زندہ کا اس ضرورت سے کس واسطے تجویز کیا گیا تو
دفع اوس توہم کا اسطرح پیش نظر رکھنا چاہیے کہ جو جانور کہ بلا ذبح امراض
کے سبب سے مرجایا کرتے ہین گوشت اونکا واسطے انسان کے
نہایت مضر اور باعث حدوث انواع امراض ہوا کرتا ہے لہذا استعمال
گوشت جانوران مردہ کا عقلاً اور نقلاً دونون طرح اشد ممنوع ہے اور علاوہ
ممنوع ہونے کے لذت بھی گوشت جانور مریض مین باقی نہین رہتی پس
علاوہ خوف مضرت گوشت لذیذ ذبیحہ کے سامنے گوشت بدمزہ مردار کو
کون کھاتا یقین تو یہ تھا کہ گوشت جانور صحیح المزاج چھوڑکر گوشت جانور
مریض کو کوئی شخص ہاتھ بھی نہ لگاتا مقصد سیزدہم بعد دریافت کرنے

دلایل جواز و استحسان اور وجوب اکل لحم کے جو سر اعظم اور مقصد اتم تجویز اکل لحم مین رکھا گیا ہی اوس سر اعظم اور مقصد اتم کو بھی معلوم کر لینا چاہیے مخفی نرہے کہ تجربہ و استقصاے سوانح و وقائع روزگار اور تجسس و تفحص حالات کتب سیر و تواریخ ہر ملک و دیار سے یہ بات بخوبی ثابت و متحقق ہو چکی ہی کہ جملہ اصناف بنی آدم مین جو جو اصناف کہ غذا اونکی لحم ہی اون اصناف پر کہ جنکو اکل لحم سے احتراز و اجتناب ہوتا ہی ہمیشہ غالب و فتحمند ہی رہا کرتے ہین کبھی ایسا واقع نہین ہوا کہ صرف اناج کھانے والے گوشت کھانے والون پر غالب آئے ہون پس اس تجربے اور استقصا سے بخوبی ثابت ہوا کہ تقویت مادہ شجاعت کے واسطے کوئی شی مفید زیادہ اکل لحم سے نہین ہی اگرچہ شراب کے پینے والے شراب مین بھی یہ تاثیر بیان کرتے ہین لیکن اول تو شراب مخرب حواس اور مضر قوت عقلیہ واقع ہوئی ہی دوسرے شراب گوشت کے برابر مقوی مادہ شجاعت ہرگز نہین کیونکہ جو اقوام کہ گوشت کھاتے ہون اور شراب پیتے ہون اون اقوام کو گوشت کھانے والون پر اگرچہ وہ گوشت کھانے والے شراب سے بالکل مجتنب ہون کبھی غلبہ اور تسلط نہین ہوتا پس یہ غلبہ اور نصرت خاصہ اسی اکل لحم کا مقرر کیا گیا ہی ہرگاہ یہ خاصہ عظمی اور فائدہ کبرے اکل لحم کا معلوم کیا تو جاننا چاہیے کہ از بسکہ صفت شجاعت عقلاً مرغوب و محبوب واقع ہوئی ہی اور صفت جبانت بخلاف اوسکے مکروہ و مبغوض لہذا استعمال اوس شی کا جو کہ صفت مرغوب و محبوب عقلی کے واسطے مفید مؤثر خلق کیگئی ہی

اور صفت مکروہ ومبغوض عقلی کے حق مین منفی اور ضرر اس خاصۂ عظمے اور
فائدہ کبرے کے سبب سے بحکم عقلی ممدوح ومحبوب شرعی ہی اور مہتر اعظم
اور مقصد اتم اسکے ممدوح ومحبوب ہونے کا یہ ہی کہ ہر گاہ غلبہ ونصرت قوت
تاثیر غذای لحم ہی پر گویا منحصر کر دیا گیا ہی تو اگر حضرت شارع سے اہل حق کو
اجازت استعمال اس غذا کی حاصل نہوتی تو اور جملہ مخالفین آکلین لحم
کے مقابلے مین ہرگز اہل حق غالب اور فتحیاب نہو سکتے کیا قوت جسمی
کیا قوت شجاعت دونون مین ہمیشہ مغلوب ہی رہتی کس واسطے کہ جملہ کارخانے
اس عالم کے بحکم وحکمت الٰہی منحصر انھین اسباب مقررہ پر رکھے گئے ہین اور
یہ اسباب مقررہ کسی فریق خاص کے ساتھ مختص ہرگز نہین کیے گئے
بلکہ جملہ فرق حق وباطل ان اسباب مقررہ کے نفع وضرر مین برابر مقصود ہین پس
اگر حکم اکل لحم کا واسطے اہل حق کے نہ دیا جاتا تو جو جو مفاسد اور مظالم اور فتن
وقباحات کہ مغلوبی اہل حق اور غلبہ اہل باطل سے متصور اور یقین پیش نظر
تھے اون سب مظالم وآفات اور فتن وقباحات کو جائز ومنظور رکھنا
بالضرور لازم آتا اور بچانا خون ان جانورون کا خود آدمیون کے خون
ناحق کو کہان نہ بہاتا الحق عقلا اور اہل حق اگر اپنے تئین اکل لحم سے
بچاتے تو جہلا اور اہل باطل تو باقتضای طبع وخواہش نفسانی اس غذا ے
عمدہ والذکو اوس حالت مین بھی ضرور ہی کھاتے اور قوت تاثیر غذا ے
مذکور کے سبب سے عقلا اور اہل حق پر لامحالہ غالب آتے پس جس قدر
مظالم وقباحات اور فتن وفسادات کہ غلبہ وتسلط جہلا اور اہل باطل سے

لازم آیا کرتی ہین اون سب مظالم و قباحات اور فتن و فسادات کا
ظہور و صدور بلکہ شائع و ذائع ہونا اس صورت مین ضرور ہی لازم تھا
لہذا انھین سب مفاسد و مظالم و قباحات کے رفع اور دفع کی ضرورت سے
عقلا اور اہل حق کو کھانا لحم کا عقلاً اور شرعاً دونون طرح سے ضرور ہوا
اور یہی اکل لحم واسطے عقلا اور اہل حق کے بامر اللہ القدیر نہایت ہی
ایک عمدہ دستور رہا والحمد للہ علے احسانہ مقصد چہاردہم اس
مقصد مین بیان ہی دلیل جواز و استحسان ذبح انواع خاصہ وحوش وطیور
کا اور وجہ علیحدہ ذکر کرنے دلیل جواز و استحسان ذبح وحوش وطیور
کی یہ ہی تاکہ کوئی معترض اس طرح پر اعتراض نکرے کہ جس قدر جانور
خاصتہً خدمتگاری اور کار برآری نوع انسان ہی کے واسطے پیدا کیے
گئے ہین صرف اونھین سب کے جواز و استحسان ذبح کے دلائل بیان
ماسبق سے واضح ہوئین پس اون سب کے ذبح مین تو البتہ کوئی
محل بحث و کلام نہین ہی لیکن اور بعض انواع وحوش وطیور جو کہ محض
متوحش و نفور نوع انسان سے پیدا کیے گئے ہین نہ نوع انسان کے
واسطے وہ انواع وحوش وطیور اصل اقتضای وضع خلقی سے کسیطرح
مطیع و رام ہین نہ از جملہ اسباب راحت و آرام ایسے جانوران آزاد خلقی
کو گرفتار اور شکار کرنے کے واسطے کوئی توجیہ اور وجہ وجیہ بھی اس رسالہ
عجالہ سے پائی نہین جاتی رہین بعض ادلہ ضرورت اکل نفس لحم کی عام
اس سے کہ وہ لحم جانوران اہلی کا ہو خواہ جانوران صحرائی کا اون

ادلہ سے بھی ضرورت ذبح ان جانوران خاص کی بالاختصاص ہرگز
ثابت نہین ہوسکتی کس واسطے کہ درصورت کافی ووافی ہل وافر ومتکاثر
ہونے بحوم جانوران اہلی کے جانوران وحشی کو بلاضرورت گرفتار
اورشکار کرنا سوا فضولی اور کثرت نفس پرستی کے نہ اسکے واسطے
کوئی توجیہ پائی جاتی ہے نہ وجہ وجیہ خیال مین آتی ہے پس کیا سبب ہے
کہ جانوران آزاد کا شکار بلاحجت وتکرار اس دین متین مین مباح قرار
دیا گیا ہے بلکہ عمدہ اطعمہ اور احسن ماکولات سے تجویز کیا گیا ہے آیا خاص
ان جانوران وحوش وطیور کے جواز ذبح کے واسطے بھی کوئی دلیل
وتوجیہ حضرات والا مقام اہل اسلام کے پاس ہے یا نہین جواب اس
سوال ظاہر الاشکال کا اس مقصد چہارم سے دریافت کرنا چاہیے
واضح ہو کہ مقصود وجود الشان سے علم وتعقل ومعرفت ہے یعنے
انسان اشرف المخلوقات کھانے پینے سگنے موتنے کے واسطے
یا اور کارہائے خسیس مین مشغول رہنے کے واسطے یا مثل جمادات
معطل محض پڑا رہنے کے واسطے پیدا نہین کیا گیا بلکہ جو جوہر شریف
ادراک وعقل کہ صرف اسیکے سبب سے انسان ضعیف البنیان
اشرف المخلوقات کہلایا اوس جوہر شریف کا جوکام ہے وہی کام انسان
کے واسطے اصل مقصد ومرام ہے پس اصل کار مقصود انسان کا علم و
تعقل ومعرفت ہے خواہ وہ علم وتعقل ومعرفت ذات وصفات حضرت
خالق کونات کے ہو خواہ اور باقی حقائق موجودات کے ہرچند اور

باقی حقائق موجودات کا علم علم معرفت ذات و صفات حضرت خالق کائنات کے ساتھہ برابر تو کبھی ہرگز نہین ہو سکتا لیکن بعد علم معرفت ذات و صفات حضرت خالق کائنات کے اور اکثر حقائق موجودات کے علوم بھی انسان کے واسطے ایسے مقصود اور ضروری واقع ہوے ہین کہ جنکے اوپر تمام انتظام کارخانہ عالم کا گویا معلق و مقصور ہی اور جاننا اونکا ہر فرد بشر پر اگر فرض عین نہین تو فرض کفایہ تو ضرور ہی دیکھیے منجملہ اقسام علوم حقائق موجودات کے ایک فن طبابت ڈاکٹری ہی کیسا فن ضروری ہی اگر تحقیق و تدوین اس فن کی نہوئی ہوتی تو تمام افراد انسان وقت لحوق امراض و عوارض کیسی کیسی مصیبتین اوٹھاتے اور کن کن صدمات کے ساتھہ تکالیف جانگزا پاتے پس ایک یہی فن ہی کہ گویا ایک حصہ انتظام عالم کا دارومدار صرف اسی پر قرار پارہا ہی اور کمال ضرورت اس فن کی اس درجہ نوع انسان کے واسطے ثابت ہی کہ درحقیقت پوچھیے تو ہر ایک نفس انسانی اس فن کیطرف محتاج پیدا کیا گیا ہی لیکن چونکہ بعض افراد کے اوس سے واقف و ماہر ہوجانے مین کارروائی کل اشخاص عام و خاص کی ہوجایا کرتی ہی اسی سبب سے ہم ایسے فنون ضروریہ کو فرض کفایہ ہونے کے ساتھہ تعبیر کرتے ہین الحاصل ہرگاہ کمال ضرورت اس قسم علوم و فنون کی معلوم کی تو اب اس بات کو سمجھنا چاہیے کہ ان تمام علوم و فنون ضروریہ کی تحقیق اور تدوین اسنکے محققون اور موجدون کو کچھہ بیٹھے بٹھائے حاصل

نہین ہو گئی تھی بلکہ بہت کچھ سیر وسفر اور جہان نوردیون اور دشت وصحرا گردیون
سے ان علوم وفنون کو اون حضرات نے حاصل کیا ہے تحقیق وتدوین
حقائق موجودات کے واسطے کن کن مصیبتون کو اپنے سر پر لیا ہے تب بعد
تحقیق وتدوین ان علوم وفنون کی آئی اور اور تمام حاجتمندون نے
اوسکے بعد گویا نعمت ایک دولت غیر مترقبہ گھر بیٹھے ہتھیا لے اون علوم
مدونہ سے پائی الحاصل دراصل تحقیق اور تدوین ان تمام فنون ضروریہ
کی سیر وسفر اور جہان نوردیون اور کوہ وصحرا گردیون ہی کے ذریعے
سے حاصل ہوتی آئی ہے چنانچہ آج تک بھی سیر وسفر کرنا واسطے تحقیق حقایق
موجودات کے حکماے فرنگ بافرہنگ مین برابر جاری ہے کمال ضرورت
سیر وسفر سے اس وقت تک استغنا حاصل نہین ہوا اور نہ آیندہ غالباً
کبھی ہوگا ساتھ اسکے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ ابتدا سے زمانہ مین حال اس
سیر وسفر کا کچھ اور تھا اور اب بعد پیدا ہونے ہزار ہا اسباب وسامان
اور حِکَم عملیہ کے کچھ اور ہے جو ساز وسامان زمان سابق مین ایک بادشاہ
عظیم القدر کو میسر آنا ممکن نہ تھا اب اس زمانے مین ادنے ادنے محتاجون
کے واسطے وہ ساز وسامان بلاتکلف ہر جگہ موجود ہے پس جو سفر کہ پہلے
زمانے مین تحقیق وتدوین علوم وفنون کے واسطے حضرات حکماے
وقوع مین آتے کمال اشکال اور بیسر وسامانی اون سفرون کی احتیاج
شرح وبیان ہرگز نہین رکھتی بعد اتمام اس تمام تمہید وکلام کے اب اصل
مطلب کو سمجھنا چاہیے یہ بات تو ظاہر ہے کہ حضرت خداوند خلاق حقیقی نے

اصل مدار تحقیق اور تدوین ان علوم و فنون ضروریہ کا صرف اوپر سیر
وسفر بحر و بر اور کوہ و صحرا نوردی افراد بشر ہی کے مقرر فرمایا ہے سوا
اس وسیلۂ سیر و سفر اور کوہ و صحرا نوردی کے اور کوئی قدرتی وسیلہ
اس علم و تحقیق و تدوین کے واسطے ابتدا ہرگز ظہور میں نہین آیا ہے پیر
ہرگاہ کمال ضرورت سیر و سفر اور دشت و صحرا نوردی کی انسان کے
واسطے ابتداے عہد عالم سے ثابت ہوئی تو جہان سیر و سفر کرنا ان
علوم ضروریہ کی تحقیق اور تدوین کے واسطے انسان پر ضرور ٹھہرا وہان
جواز شکار وحوش و طیور اور شکار ماہیان دریا بھی بسبب موقوف علیہ
سفر بحر و بر ہونے کے از جملہ اہم امور ٹھہرا تشریح اس اجمال کی اور تفصیل
اس مقال کی یہ کہ اشد شرائط و ضروریات سفر سے کہ بدون اوسکے
سفر کسیطرح پر متصور ہی نہو سکے دستیاب ہونا طعام کا ہے ہر ایک محل و
مقام پر گو خواہش کھانیکی مسافر کو ہر محل و مقام پر نہو لیکن دستیابی
آب و طعام کا ہر مقام پر اذعان و اطمینان ہونا ضرور چاہیے اور اگر
حقیقت پوچھیے تو سفر مین تو بھوک انسان کی اور بھی زیادہ ہو جایا کرتی ہے
پس حالت سفر مین تو حالت حضر سے بھی زیادہ تر آب و طعام ہر محل و مقام
پر مطلوب ہوتا ہے اور چونکہ سفر ایک بہت بڑی ریاضت ہے سر انجام اس
ریاضت کا بدون دستیابی غذاے مرغوب اور قوی کے سخت عسیر
بلکہ غیر امکان پذیر سمجھنا چاہیے الغرض دستیاب ہونا طعام کا ہر مقام
پر مسافر کے واسطے اشد ضروریات سفر سے ہے پس دستیاب ہونا طعام

کا ہر ایک مقام پر ایسے سامان خوردون اور سیر گردون کے واسطے کہ
گروہ حکماء سے فرض کیے گئے ہین نہ طائفہ سلاطین و امراء سے بدون
جانور رکھنے شکار وحوش و طیور اور شکار ماہیان دریا کے کسی طرح پر متصور
ہی نہین ہو سکتا الحق تحقیق اور تمدین تو ان علوم و فنون ضروری کی
خداوند تعالے نے ابتدا سے متعلق ساتھ گروہ حکما ہی کے فرمائی ہے نہ
ساتھ طائفہ سلاطین و امراء کے اور سابق زمانہ کی بے سر و سامانی تو اس درجہ
تھی کہ ملوک و سلاطین بھی سفرون مین اکثر اوقات بالاضطرار محتاج اس قسم
شکار کے ہو جایا کرتے تھے بلکہ اگر حق پوچھیے تو بعض مواقع ضرورت مین
تو خود اس وقت تک بھی سلاطین و امرا کو احتیاج بالاضطرار اس قسم شکار سے
چارہ نہین ہو سکتا پس ان حضرات حکما کے زمان بے سر و سامانی کے
سفر پر نظر کرنے سے تو اور بھی بالبداہۃ ثابت ہے کہ اگر شکار وحوش و طیور
اور شکار ماہیان وغیرہ ہر مقام پر میسر نہوتا تو جو سیر و سفر ان سے ظہور مین
آیا وقوع اوس سیر و سفر کا بھی ہرگز کسی طرح پر متصور نہوتا نہ تو ان حضرات حکما
کے پاس سامان سلطنت و امارت تھا کہ سلاطین و امرا کی طرح ہر جگہ
اپنے ساتھ ہر قسم کھانے پینے کا بار بلکہ انبار ہمراہ رکھتے اور طرح طرح
کے اغذیۂ لطیفہ جہان جس وقت چاہتے چکھتے نہ یہ ممکن تھا کہ مثل
بعض ریاضت کشون کے صرف درخت کی پتیون پر یہ حضرات بسر اوقات
کرتے اور باوجود آدمی ہونے کے جانورون کا کھانا کھا کر بلا موت
مرتے ایسا کھانا تو حکمت کی رو سے درست ہی نہین ہے پھر کیونکہ حضرات

حکما اوسکو کہاتے اور اگر کہاتے تو بارِ مشقت سفر کس بل بوتے سے اپنے سر پر اوٹہاتے غذا تو سفر مین ایسی ملنا چاہیے جو کہ مقوی ہو اور حافظِ صحت ہو اور افوق اغذیہ سے ہو واسطے جسم انسان کے اس قسم کی غذا سوا شکار وحوش وطیور اور شکار ماہیان دریا کے ہر جگہ میسر آنے والی کہان ہی جو ایسے جہان گردون اور دشت وصحرا نوردون کو ہر ایک جگہ پر میسر آ سکے پس ان تمام وجوہ و مقدمات سے یہ بات بالبداہہ ثابت ہی کہ ہر قسم ترقی اور تحقیق علوم ضروری نوع انسان کی موقوف ہی سیر و سفر پر اور سیر و سفر اسکا موقوف تھا ایسی غذا ے کثیر الوجود ہر جا موجود غیر وابستہ وجود سیم و زر پر غرض کمال ضرورت جواز شکار وحوش وطیور کے اور شکار ماہیان دریا کے بلحاظ قدر ضرورت سیر و سفر مذکور سے بخوبی واضح ہی پس جس قدر ترقیات علوم و کمالات نوع انسان کے از عہد آدم تا ایندم صرف بذریعہ سیر و سفر ظہور مین آئین بغور اونکو ملاحظہ کرنا چاہیے اور دریافت کرنا چاہیے کہ جن جن علوم و ادراکات عجیبہ اور فنون و کمالات غریبہ کو افراد انسانی نے بذریعہ سیر و سفر اور جہان گردی اور دشت وصحرا نوردی کے حاصل کیا ہی آیا حاصل کرنا اونکا کیسا ضروری تھا اور بدون اختیار جہان گردی اور دشت وصحرا نوردی کے بہی حاصل کرنا اون علوم و کمالات عجیبہ کا کسی طرح ممکن ہو سکتا تھا یا نہین اور جو کچھہ سیر و سفر اور جہان نوردی اور دشت وصحرا گردی برسون بلکہ قرنون ان حضرات سے وقوع مین آئی بدون جابجا پر میسر

آتی غذاے موافق اور مقوی اور مفید کے بھی یہ جہان گردی اور دشت
وصحرا نوردی انسان ضعیف البنیان سے ممکن ہو سکتی تھی یا نہین
اور اس قسم کی غذاے مفید و مقوی جا بجا میسر آنے والی سوا گوشت
وحوش وطیور اور ماہیان دریا کے کوئی اور بھی خداوند خلاق نے
پیدا فرمائی ہو یا نہین ان تمام وجوہ و مقدمات سے بغور نظر کرنے
سے کمال ضرورت جواز شکار وحوش وطیور اور شکار ماہیان دریا کی
نوع انسان کے واسطے بداہت تمام بلا گنجایش بحث وکلام ثابت
و متحقق ہو اور تتمہ کلام اور خلاصہ مرام اس مقام مین یہ ہو کہ شکار
وحوش وطیور اور شکار ماہیان دریا در اصل واسطے نوع انسان کے
اس نظر سے ضروری اور رخصت تجویز کیا گیا کہ حاجت سفرون کی بھی انسان
کے واسطے ضروری ہو پس اون سفرون کے واسطے مرخص ہونا ایسے
رزق وسیع کثیر الوجود کا ازجملہ اہم امور ہو الحق بہت سفر انسان کے
تمام نوع انسان کے واسطے کمال ضروری اور متضمن انواع فیوض
و انتفاع مقدر کیے گئے ہین اور اکثر اشخاص مفلس و بے زر ہی اون
سفرون پر شیفتہ اور فریفتہ مقرر کیے گئے ہین امراکو عیش امارت ایسے
کامون کے واسطے کم فرصت سفر دیتا ہو علاوہ اسکے سنت قدیم خداوند
علیم حکیم اس طرح پر جاری ہو کہ ایسے مشکل اور بے طمع ارادون کا
کام خداوند ملک علام اکثر مفلسون اور آزادون ہی سے لیتا ہو جسقدر
علوم وفنون ضروری کہ تحقیق و تدوین اونکی ابتداے عہد عالم سے

آج تک وقوع مین آئی کچھ سلاطین و امراسے اوسکا وقوع نہین ہوا
بلکہ اکثر جامعین اور محققین ان علوم وفنون کے محض مفلس و غربا تھے پس اس
صورت مین اگر شکار وحوش وطیور اور شکار ماہیان دریا کا واسطے انسان
کے جائز اور مرخص قرار ندیا جاتا تو بار مشقت ایسے سفرون کا کسن بل
بوتے سے کوئی شخص اپنے سر پر اوٹھاتا اور سچ تو یہ ہے کہ ضرورت ایسے
شکار کی حالت سفر مین کچھ مفلسین وغرباہی کے ساتھ بالاختصاص
خاص نہین کی گئی بلکہ حقیقت پوچھیے تو خود سلاطین و امرا بھی ایسے
سفرون مین بعض مواقع پر بالاضطرار محتاج اس قسم شکار کے ہو جایا
کرتے ہین غرض امیر ہون یا فقیر ایسے آزادانہ سفرون مین بدون
جائز رکھنے شکار وحوش وطیور اور شکار ماہیان دریا کے چارہ اور گذارہ
دونون کا سخت دشوار ہوتا ہے اگر غور کیجیے تو ایسے سفرون کا صرف
اسی قسم اغذیہ پر اکثر دارومدار ہوتا ہے فائدہ ہرگاہ اصل وجہ ضرورت
شکار وحوش وطیور اور شکار ماہیان دریا کی معلوم ہوئی تو جاننا چاہیے
کہ اصل علت اور کمال ضرورت تو جواز عام شکار وحوش وطیور اور
شکار ماہیان دریا کی یہی تھی جو کہ بیان کی گئی لیکن بعض مواضع
اور مقامات کی حالت خاصہ پر نظر کرنے سے ایک دوسری علت
اور بھی ایسی ہی قوی جواز شکار اقسام جانوران مذکور کے واسطے
ثابت و متحقق ہوتی ہے بیان اوسکا یہ کہ جن جبال وصحاری غیر
ذی زرع مین قدرت خدا سے افراد نوع بشر آباد ہین اون مواضع

غیر ذی زرع کے رہنے والون کے واسطے بھی احتیاج بالاضطرار ان دونون قسم شکار کو جملہ مسلمات سے سمجھنا چاہیے کسواسطے کہ ایسے مواقع خاصہ مین اکسر بر دا فراد نوع بشر کا دارومدار تو بسبب قلت ونایابی اجناس حبوب وغلہ جات کے ابتدا ہے حالت خلقی سے صرف دو ہی قسم اغذیہ پر منحصر رکھا گیا ہے ایک گوشت یا شیر یا روغن بھیڑون بکریون دنبون وغیرہ کا دوسرے شکار وحوش وطیور اور شکار ماہیان دریا حاجت اس قسم شکار کی اون مواضع خاصہ مین تا زمان عدم کثرت وعدم شیوع جانات وغیرہ اسباب وسامان حمل واحمال وانتقال تو بہت ہی کچھ تھے لیکن اب تک بھی اکثر اس قسم مواضع پر ضرورت شکار مذکور سے فراغ واستغنا حاصل نہین ہے اگر یہ بھیڑین اور دنبے وغیرہ جانوران خاص تو اون مقامات کے باشندون کے واسطے خلق ہوے ہین فاما ان جانوران خاص کے گوشت اور شیر وغیرہ کا انتفاع عام تو گویا وہان کے ذی مقدرون کے ساتھ اکثر مخصوص رہا کرتا ہے رہے مردمان مفلس وہان کے اونکا پیٹ تو بہ نسبت اوس گوشت اور شیر کے ان دونون قسم شکار ہی سے زیادہ تر بھرتا ہے پس اون بیچارون کی زندگی کا زیادہ تر دارومدار انھین دونون قسم شکار پر مقرر سمجھنا چاہیے اور بھی مخفی نرہے کہ واسطے جواز ان دونون قسم شکار کے علاوہ ان علل واسرار کے چند علل و اسرار اور بھی پائے جاتے ہین بعد فکر وتامل خیال مین آتے ہین منجملہ اون علل واسرار کے ایک یہ ہے کہ انسان بعض اوقات وحالات

مین نہایت نادار اور مصیبت فقر و فاقہ مین گرفتار اور کسی کاروخدمت
کے پانے اور بجالانے سے بھی سخت محروم ناچار ہوجاتا ہی یہانتک
کہ سوا بھیک مانگنے اور گدائی کرنے کے اور کوئی حیلہ اور وسیلہ ہی
اوس وقت خیال انسان مین نہین گذرتا ہی پس چونکہ بھیک مانگنا
اقتضاے ہمت و فتوت سے نہایت بعید ہی اور بسبب منافی شرم
وحیا ہونے کے دولت انسانیت کے واسطے سرتاسر موجب مضرت
شدید ہی لہذا اوس مضرت اشد اور بلاے بد سے محفوظ رہنے کے واسطے
رخصت اس غذاے بےمنت خلق کی تمامی افراد نوع انسان ضعیف البنیان
کو علی العموم دی گئی بلکہ یہ رخصت اون کے حق مین گویا اہم ضروریات
سے تجویز کی گئی ہی دوم یہ کہ چونکہ نوکری اور حرفت اور تجارت یعنی
جملہ وجوہ معیشت مین احتیاج تعلق اور تعلق احتیاج ہونا انسان کو طرف
اپنے ابناے جنس کے ضرور تھا اور یہ احتیاج و تعلق اسکا طرف ابناے
جنس کے ہر حالت کی نظر سے از جملہ اہم امور تھا لہذا رحمت عامہ الٰہی مقتضی
اس بات کی ٹھہری کہ کچھہ حصہ رزق بلا احتیاج و تعلق ابناے جنس سے
بھی انسان کو دیا جائے اور سائر حالات احتیاج اوسکی سے کسی ایک
حالت مین مرتبہ فراغ و استغنا بھی تمام ارباب دنیا سے اوسکے واسطے
عنایت و مرحمت کیا جاسے تاکہ شان رزاقیت مطلقہ اور ربوبیت عامہ
الٰہی کو وہ اچھی طرح سے پہچانے اور قدر اس عنایت خاص خداوند بخشش
عامہ کی بخوبی تمام جانے علاوہ اسکے ایک سر اعظم اور حکمت اتم

اس رخصت سراپا منفعت مین یہ بھی ہے کہ اگر کوئی شخص باقتضاے الٰہیت محضہ اور غلبۂ شان استغنا کے جملہ ابناے جنس اور ارباب دنیا سے بے تعلق محض ہو کر بسر اوقات کرنا چاہے تو باہمہ بے تعلقی و استغنا اس خوان نعما کے سبب سے بسر اوقات اوسکی دشوار نہین ہو سکتی اگر معیت اہل و عیال ہے تو بھی اوسکے واسطے موجب تشتت و انتشار نہین ہو سکتی الحق نوع انسان کو تو خداوند خالق حقیقی نے صفت جامعیت کے ساتھہ خلق کیا ہے اور جملہ شیون و صفات کی مظہریت کے ساتھہ شرف اختصاص اسکو دیا ہے پس ایسی رزاقیت مطلقہ اور ربوبیت عامہ کا ظہور بھی انسان کی نسبت ضرور درکار تھا اسیواسطے انسان اشرف المخلوقات اس نعمت عظمیٰ کے ساتھہ مشرف کیا گیا

خاتمة الكتاب

دلائل جواز و استحسان و وجوب اور فواید و منافع و مصالح اکل لحم کے مقاصد مذکورہ بالا سے بخوبی واضح ہوے لیکن آتنا وسوسہ اس مقام پر البتہ باقی رہا کہ ذبح کرنے مین تکلیف تو جانور کو لامحالہ ہوتی ہے پس اس تکلیف کو خداوند ارحم الراحمین نے جاندار ضعیف و زار پر بلا جرم و خطا کس واسطے جائز رکھا اس وسوسہ کے دفع ہونے کیواسطے بہت سے جوابات ہین جواب اول یہ کہ جملہ منافع آلی پر واقفیت انسان کی کچھہ ضرور نہین دیکھو اطفال خورد سال پر باوصف عاجز و معصوم و مرحوم محض ہونیکے جو جو تکالیف شدیدہ

امراض کی ہوا کرتی ہین اور بھی جانوران بے عقل وزبان پر جو شدائد
وتکالیف ذبح سے بھی زیادہ تر لاحق ہوتی ہین یہ جملہ شدائد وتکالیف
بھی آخر بامر وقدرت خداوندی لاحق ہوا کرتی ہین بدون اوسکے
حکم اور مشیت کے تو کسیطرح لاحق نہین ہوسکتین پس اون سب شدائد
وتکالیف کے جائز رکھنے کی توجیہ اور وجہ وجیہ کب کسی عاقل کی عقل و
قیاس مین آسکتی ہی اور کونسا عاقل ان شدائد وتکالیف کے مصالح
اور اسرار کو بیان کرسکتا ہی اسی طرح تجویز تکلیف ذبح کے مصالح کا منکشف
ہونا بھی کچھہ ضرور نہین اور جائز ہونا اس تکلیف کا بقیاس جواز شدائد
وتکالیف مذکورہ بالا عقل وقیاس سے ہرگز دور نہین جواب[۲] دوم یہ کہ
اکثر تکالیف جوکہ انسانون کو پونہچا کرتی ہین بسبب شومی اعمال و افعال
کے پونہچا کرتی ہین پس حیوانات مین بھی تو اعمال ظلم وتعدی باہمدیگر
اکثر واقع ہوا کرتی ہین اور جو فرد حیوان ہی وہ اپنے ہمجنس کمزور کو ضرور
مارتا اور ستاتا رہتا ہی لہذا اگر یہ تکلیف ذبح حیوان کے حق مین سزاے
اعمال ظلم وتعدی ہی قرار دیجاے تو بھی ہوسکتا ہی جواب[۳] سوم یہ کہ
ہرگاہ خداوند عالم نے جاندارون کو علاوہ دولت وجود اور بعد ہا ہزارہا
نعمتون کے ساتھہ بھی مشرف فرمایا ہی حال آنکہ کوئی استحقاق انکا خداوند
عالم پر پہلا نتھا پس ایسے منعم بحق اور مربی مطلق سے اگر رنج بھی پونہچے
تو اوس رنج رسانی سے قیاس رنج رسانی مادر مہربان پر نظر کرنا چاہیے
خیال کرو کہ مادر مہربان کے مارنے مین جو لذت بچے کو حاصل ہوا کرتی ہی

وہ لذت تو اوسکو کسی دوسرے کے پیار مین کبھی حاصل نہین ہوتی
دوسرا آدمی بچے کو پیار کرتا ہی اور بچہ اوس سے بھاگتا ہی اور ڈرتا ہی
اور مادر مہربان اگر کسیوقت اوسکو مارتی بھی ہی تو بھی بچہ مان ہی مان
پکارتا ہی اور اوسیکی طرف ہاتھ پھیلاتا ہی اور بے اختیار ہو کر جاتا ہی
پس لذت ضرب ونزد مادر مہربان کو اوس بچہ بے زبان کے دل سے
پوچھنا چاہیے اور بھلا وہ بچہ تو بعید بچہ آدمی ہی مربی اور پرورش کرنیوالے
کے احسانات بیحد وعد کے کمال خیال مین تو جانورون تک کا یہ حال
ہی کہ اگر کوئی شخص اپنے پالے اور ہلائے ہوے جانور پر خفا ہو کر اوسکو
مارتا ہی تو کیسا ہی وہ جانور مہیب وخشمگین وزورآور کیون نہو پرورش
کرنے والے کی خشم وتعذیب کو دیکھکر نہایت ہی دب جاتا ہی اور کان
بھی اوسکے سامنے کبھی نہین ہلاتا ہی اوسکی رنج رسانی سے اصلا خصہ
اسکے دل مین نہین آتا کسیطرحکا خشم وملال طبیعت حیوانی مین ہرگز راہ
نہین پاتا پس معلوم ہوا کہ پرورش کرنے والے کی تعذیب سے اصلا
خیال ملال دل مین نہ لانا اور اوس تعذیب کو تعذیب نہ سمجھنا یہ ایک امر
فطری ہی کہ اطفال خوردسال اور حیوانات لایعقل محض بھی اسمین ناچار
وبے اختیار ہوا کرتے ہین لہذا ایسے منعم حقیقی کی تعذیب کو سبب
شکایت جاننا خود اقتضاے فطرت انسانی بلکہ فطرت حیوانی
سے بھی بعید ہی ضرب الحبیب زبیب اسی نظر سے قول احباب ہی
جواب چہارم یہ کہ ہرگاہ خداوند تعالے قادر مطلق ہی اور اوس قادر مطلق

کے حکم اور مشیت سے حکم ذبح کا تسلیم کیا گیا تو اس بات مین جو کہ حکم خداوندی سے واقع ہوا کرتا ہے تکلیف ہونا جانور مذبوح کو کیا ضرور ہے اور نہ ہونا تکلیف کا ایسی حالت مین اوس قادر مطلق اور کریم برحق کی قدرت اور رحمت سے کیا دور ہے پس اگر ہم اپنے وہم و گمان مین ذبح کو تکلیف سمجھتے ہین تو واقع مین اوسکا تکلیف ہونا موافق ہمارے وہم و گمان کی کچھ ضروری نہین دیکھو ایک ادنیٰ سے کم مرتبہ کا ڈاکٹر جو کہ ضعیف مخلوقات خداوند عالم سے ہے زخم چیرنے اور قطع برید اجزا سے جسم کرنے مین ایسی ایک دوا سنگھا دیا کرتا ہے کہ جسکے سبب سے اصلا تکلیف قطع برید کی مریض کو معلوم نہین ہوتی گو دیکھنے والے اوس قطع برید کو نہایت درجہ تکلیف اوس رنجور ضعیف پر گمان کرتے ہون پس ہرگاہ خداوند حکیم برحق قادر مطلق نے ایک اپنے ادنے مخلوق کو یہ عقل اور طاقت عطا فرمائی ہے تو کیا خود خداوند حکیم و کریم برحق قادر مطلق ایسا نہین کر سکتا کہ اصلا تکلیف ان جانورون کو قطع و برید ذبح سے معلوم ہی نہو گو بظاہر ہم اپنے وہم و فہم سے اشد تکلیف گمان کرین اور اس قطع و برید سے ڈرین رہا تڑپنا ان جانورون کا ہنگام ذبح جائز ہے کہ یہ تڑپنا عین تلذذ کے سبب سے واقع ہوا کرتا ہو نہ بسبب تالم کیونکہ وجد کرنا اور تڑپنا بعض کیفیات استلذاذی مین بھی ہوا کرتا ہے علاوہ اسکے ہم یہ کہتے ہین کہ جو جنبش روح حیوانی کے وقت بدن سے نکلنے کے باعث ہلانے اور تڑپانے جسم ذی روح کے ہوا کرتی ہے وہ جنبش خواہ مخواہ دلیل اوپر رنج رسانی جانی ہے کے

ہو یہ کچھہ ضرور نہین دیکھو چھپکلی کی دُم جس وقت قطع ہوکر علیحدہ ہو جایا کرتی
ہی تو تحریک ہوا ے روح حیوانی کے سبب سے کس قدر جنبش و طپش اوس پر
طاری ہوتی ہی پس اوس جنبش و طپش سے خود وہ دُم بریدہ تو
صلاحیت ادراک تکلیف کی رکہتی ہی نہین رہی چھپکلی ظاہر ہی کہ چھپکلی کو
اوس وقت سوا کسی قدر اذیت موضع قطع ذنب کے جنبش و تحریک
ذنب سے ایک ادنے تکلیف خفیف بھی نہین ہوتی دم کا تڑپنا
اس چھپکلی کے رنج و تکلیف مین کچھہ اصلا موثر نہین ہوتا اور ساکن ہو جانا
بھی اوسکا کچھہ تکلیف جراحت منقطع ذنب کو نہین کھوتا پس اس بات سے
بخوبی واضح ہی کہ نکلنے کے واسطے جو تڑپ ہوا ے روح حیوانی کی آکرتی ہی
اوس تحریک کے واسطے کچھہ خواہ مخواہ رنج و تکلیف ہی کا لازم ہونا ضرور
نہین ہی جواب پنجم یہ کہ سا تھہ تکلیف دینے کے خداوند خالق حقیقی قادر
ہی کہ اس تکلیف آنی کے عوض مین نعم البدل اوسکا ہمیشہ کے واسطے
دار آخرت مین ان حیوانات مذبوح کو عنایت فرماے جیسا کہ بعض روایات
کتب دینی اہل اسلام سے اسکا ثبوت بھی ہوتا ہی یعنے وارد ہوا ہی کہ جانوران
مذبوح کو خاک جنت ہو جانے کا صلہ ملیگا لیکن اس مضمون روایت پر
ایک شبہہ عقلی بھی وارد ہو سکتا ہی بیان اوسکا یہ کہ اگر یہ جانوران ذبح
خاک ہو گئے گو خاک جنت ہی کیون نہون تو خاک ہونے پر قسم جمادی جس
و درک سے خالی ٹھہرے لہذا جمادیں ہوکر داخل جنت ہونے سے فائدہ
انکو کیا ہوا اور صلہ کیا ملا جواب اس شبہہ کا یہ ہی کہ خداوند تعالے قادر ہی

که اوسی خاک مین تلذذ کا ادراک پیدا کر دے اور بذریعۂ خاک ہی کے
لطف و تلذذ خدا سے قربان ہونے کا نفوس حیوانیہ کو پہونچا دے
جیسا کہ عذاب قبر مین بذریعۂ عظام بالیہ خاک شدہ کے ایصال کیفیت
تعذیب و ایلام ہونا حضرات محققین نے تسلیم کیا ہے اور باللہ جو اس
تعذیب و ایلام کا حکم و قدرت خداوندی سے ممکن الوقوع ہونا پایۂ
ثبوت کو پہونچا دیا ہے جواب ششم یہ کہ ہرگاہ امراض وغیرہ کے سبب سے
ملاقی مرنے مین کبھی اشد تکلیف کا ان حیوانات کو پہونچنا بالبداہۃ ثابت
ہے پر تکلیف موت ذبح بسبب سرعت وقتی آنی ہونے کے بمقابلہ تکلیف
امتدادی زمانی موت امراض کے اخف تکلیف ہے نہ اشد پس اس صورت
مین اگر وسوسۂ مذکورہ بالا پیدا ہوسکتا ہے تو شدائد تکالیف موت امراض
پر خیال کر کے بدرجۂ اولی پیدا ہونا اس وسوسہ کا چاہیے نہ یہ کہ تکلیف وقتی
آنی موت ذبح مین تو یہ وسوسہ پیدا ہوا اور تکلیف امتدادی زمانی موت
امراض مین نہو حالانکہ کمال خفت و آسانی تکلیف موت ذبح کی تو بسبب
وقتی چشم زدنی ہونے کے مقتضی اس بات کی ہے کہ اگر اسی کمال سہولت
و آسانی کو ایک توجیہ وجیہ تجویز حکم ذبح کی جانین اور محل جوابات وسوسہ
مذکورہ بالا مین جواب ہفتم اس توجیہ وجیہ کو گردانین تو بھی سزاوار تسلیم
ارباب عقل سلیم ہو سکتا ہے

تمام

فالحمد لله حمد الشاکرین و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

حمد الحمد بر آن چیز که حسن اظهار بخواست | آمد آخر زپس پرده تقدیر پدید

الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی • اما بعد عاجز سراپا عیوب محمد یعقوب مهتمم مطبع نظامی نامی بر ضمائر خورشید مظاهر ارباب فهم و ذکا انصاف پیرا مبرهن و هویدا میسازد که درین زمان سعید و آوان حمید نسخه نوآئین مشعر مضامین نگین بجواز و استحسان بهجه مسمی به برهان لامع فی تحقیق امر الذبائح که فی الواقع در تحقیق جواز ذبائح عاز ار اوهام قبائح حجتی است قاطع و برهانی ست ساطع تصنیف لطیف و تالیف شریف تحریر شهیر لبیب ادیب واقف رموز خفیه و جلیه ماهر علوم عقلیه و نقلیه مصدر شیم مجد و جلال مولانا سید قمر الدین احمد صاحب لا زال شموس افاداته طالعة بالطلع الهلال بتوجه خاص حضرت مولانا المکرم و مخدومنا الاعظم الملمعی اللوذعی منبع فیوضات الله مولانا مولوی محمد شاه صاحب عمت افاضتهم بابن عاجز بهمرسید لیکن تقاضای فوز بحاش ابناء طبع دقیقه فهم صفا وحیات بیریکه انطباعش ذریعه سعادت دارین خود انگاشته دست تمنا و بدامان عالیشان حضرت آقای نامدار فخر الحمد والوفا منظهر الجود والاحسان ملجای ماوای بیکسان جناب محمد عبد الرحمن خان صاحب مالک مطبع که عالمی از فیض عام آن منبع الفضل والامتنان کامیاب است و ذات بابرکاتش در انجاح مرام خسته دلان مرهمی ست نایاب زدم از آنجا که توجه خاص حضرت ممدوح باین عقیدت اختصاص بیرون از احصا ملتمس خادم درین باب پایه اجابت رسید الحمد لله المنعم الفضل از یمن دستان آن نسخه غریبه و عجاله عجیبه و براندک زمان بحسن اهتمام حضرت آقای ممدوح بین الانام تصحیح تام بعد نظر ثانی جناب مصنف علام بر کاغذ خوب و تقطیع خوش اسلوب حلیه انطباع در پوشیده نضارت بخش دیده نظارگیان انصاف آئین گردید

قطعه تاریخ طبع کتاب هذا

این کتاب نو منور شد چو از نور قمر | صاحبان علم و دانش را بدل طبعش پسند
جا یعقوب سال طبع با طبع سلیم | زد رقم برهان لامع مستند مطبوع شد

۱۳۱۲ ه

اشتهار

چونکہ حق تصنیف اس کتاب لا جواب کا حضرت مصنف صاحب نے اس عاجز کو عطا فرمایا ہے لہذا بدون اجازت احقر کوئی صاحب قصد طبع نہ فرماویں اور جسقدر کتابیں مطلوب ہوں مطبع نظامی سے طلب فرماویں وما علینا الا البلاغ •

المشتهر
محمد یعقوب مہتمم مطبع نظامی کانپور



وجه ختم بر خاتمه

برای سند آنکه این کتاب مطبوع مطبع نظامیست مهر و دستخط مهتمم ثبت نموده شد